حمد محمودے را کہ گویندۂ ہر زبان و ہر گوش شنوندۂ
وین طرفہ تر کہ گوش و زبانش پدید نیست ۞ و نعت
محبوبے را کہ اوست ایجاد جہان را واسطہ
درمیان خلق و خالق رابطہ ۞ و بعد ازین بر اصحاب
خبرت و ارباب عبرت پوشیدہ نیست کہ بہترین اذکار
بعد ذکر حق تعالیٰ تذکیر و تذکار نتایج افکار اولی الایدی
والابصار است و ملاحظۂ دفاتر صوفیۂ کبار تا بو کہ
چشمے از بینندگان بسواد حروف آن صفحات
مکحل بودہ جمال سرمدی بیند و دل اکتساب منزل
اینہا بجذبات مضامین بحق منجذب گردد ہر چند
بہترین بواعث کسب سعادت اخروی توجہ این
صفا کیشان است و اگر صحبت و محبت یکے ازان

حمد اوس محمود کے لیے ہے جو ہر زبان سے کہا اور ہر
کان سے سنتا ہے اور پھر یہ عجیب بات ہے کہ بظاہر
اوس کے کان و زبان نہین۔ اور نعت اوس
محبوب کے لیے جو ایجاد عالم کا واسطہ اور خلق و خالق
مین رابطہ ہے اس کے بعد اصحاب عقل و ارباب فکر
پر مخفی نہ رہے کہ ذکر الٰہی کے بعد بہترین ذکر ارباب
عمل و بصیرت کے نتائج افکار کا تذکرہ اور کتب حضرات
صوفیہ کا ملاحظہ ہے جس کے مطالعہ سے ممکن ہے کہ کیسی کی
آنکھین جمال سرمدی سے منور اور کیسی کا جذب کش دل
جذبات مضامین سے حق کی طرف منجذب ہو جائے
اگرچہ حصول سعادت اُخروی کا بہترین سبب صرف ان
حضرات کی توجہ ہے اور اگر انہین سے کیسیکی صحبت و محبت

دست دہد آن ہم مفتاح مقصود و حصول کارست
ہیچ ضابطہ در اقتباس نور ولایت قوی تر از
واسطۂ ارتباط صحبت و علاقۂ محبت نیافتہ اند لیکن
اگر این ہم دست ندہد تشریح متون کلام این حضرات ہم
خالی از حصول خیر و برکت نیست - لہذا بوادیہ ہیچمدانی
فضائل فقیر سراپا تقصیر احقر علی التہیر بالانور ابن
مظہر سلسلۃ القلندریۃ مصدر نسبۃ الکاظمیۃ والترابیۃ
سر اللہ الاکبر ابینا و مولانا حضرت شاہ علی اکبر قلندر
زید مجدہ بعد مطالعۂ رسالۂ تبیین الطرق مصنفۂ
عالم کامل صوفی عامل شیخ علی بن حسام الدین
المتقی الچشتی الشاذلی المدنی حسب فرمایش بعضے
اخوان باصفا و یاران باوفا بہ نگارش شرحی موجز
و ترجمۂ مختصر حسب استعداد خود پرداخت و موسوم بہ
تنویر الافق لتبیین الطرق ساخت باشد کہ اہل
این خاندان خصوصًا و دیگران عمومًا ازین تحریر
بہرۂ وافی بر داشتہ حقیر را بدعائے خیر یاد آرند و
بمصداق ھل جزاء الاحسان الا الاحسان
کار فرمایند ورنہ ظاہر است کہ چون فقیر از جملہ علوم
چیزے بجز حسرت نایافت در دست ندارد چہ طور
از تحریر این اجزا نشو و نمائے خود ملحوظ داشتہ
خواہد بود کہ مورد حرف گیری شود و با این ہمہ اگر

حاصل ہو جائے تو وہی کشود کار کا سبب ہے کیونکہ
نور ولایت سے منور ہونے مین رابطۂ صحبت و علاقۂ
محبت سے بڑھکر کوئی چیز نہین لیکن اگر یہ حاصل نہو
تو پھر ان حضرات کے کلام کی تشریح بھی حصول خیر و برکت
سے خالی نہین - اسی لحاظ سے فقیر سراپا تقصیر احقر
علی انور بن مظہر سلسلۂ قلندریہ مصدر نسبت کاظمیہ
و ترابیہ مولانا و ابینا حضرت شاہ علی اکبر قلندر زید مجدہ
نے رسالۂ تبیین الطرق مصنفۂ عالم کامل صوفی عامل
شیخ علی بن حسام الدین متقی چشتی شاذلی مدنی
مطالعہ کر کے حسب فرمایش بعض اصحاب باصفا
و ارباب باوفا اوس کا مختصر مفید شرح و ترجمہ اپنی
حسب استعداد لکھا اور تنویر الافق لتبیین الطرق
نام رکھا ممکن ہے کہ اس خاندان والے خصوصًا
اور دوسرے خاندان والے عمومًا اس سے
مستفید ہو کر بمصداق ھل جزاء
الاحسان الا الاحسان دعائے
خیر سے یاد کرین ورنہ ظاہر ہے کہ جب
مجھے تمام علوم سے حسرت نایافت کے سوا
کچھ حاصل نہین تو اس تحریر سے کسی نام و نمود کی
غرض میری کیون ہوگی جس کی وجہ سے
مین قابل اعتراض سمجھا جاؤن اور پھر بھی اگر

از دست و قلم کسی محفوظ نماند عنایت اوست
اکنون مقصود بدین گونہ آغاز می کنم کہ اولا قول
مصنف را بہ تمہیدی مناسب ادا کردہ بعدہ بہ ترجمہ
و شرح می پردازم واللہ ولی التوفیق و بیدہ
ازمۃ التحقیق باید دانست کہ شیخ می فرمایند

کسی کے اعتراض سے محفوظ نہ رہون تو اوسکی عنایت
ہے۔ اب مین مطلب یون شروع کرتا ہون کہ پہلے
مصنف کا قول مناسب تمہید سے ادا کرکے پھر اوسکا ترجمہ و
شرح لکھونگا اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور اوسکی قبضۂ قدرت
مین عنان تحقیق ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم و بہ نستعین

اقول مصنف ابتداء کلام خود از بسم اللہ نمود زیرا کہ
ابتدا بہ تسمیہ سبب برکت است در ہر کار بروایت
جابر و نوزدہ حروف او سبب نجات اند از نوزدہ
بلیہ بقول عبد اللہ ابن مسعود و تعلیم تسمیہ و کتابت
او امان است از آتش دوزخ معلم و صبی و والدین
او را بروایت ابن عباس مرفوعا۔ و چون در بلا واقع
شود بگوید بسم اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم ازان خلاص یابد بروایت حضرت
علی مرتضی مرفوعا۔ و حدیث کل امر ذی بال
لم یبدأ ببسم اللہ فھو اقطع بروایت صحیح از
ابوہریرہ مرفوعا آمدہ و از عطا مرویست کہ ہنگام بانگ
کردن خران در شب بسم اللہ اعوذ باللہ من
الشیطان الرجیم بگوئید۔ و نیز بسم اللہ مہر است
بر امتعہ و البسہ و دیگر اشیاء نفیسہ تا جنیان استعمال
نکنند و ہر کہ بخواند او را چہار ہزار نیکی و چہار ہزار مرتبہ

مصنف نے اپنا کلام بسم اللہ سے شروع کیا کیونکہ بروایت
جابر ہر کام بسم اللہ سے شروع کرنا باعث برکت ہے اور
بقول حضرت عبد اللہ ابن مسعود اسکے انیس حرف انیس
بلاؤن سے نجات دینے والے ہین اور بروایت حضرت
ابن عباس بسم اللہ کی تعلیم و کتابت استاد و شاگرد و
والدین کے لیے دوزخ سے نجات کا سبب ہے۔ اور بروایت
حضرت علی مرتضی اگر کسی بلا مین پڑجائے تو بسم اللہ ولا حول و
لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہے بلا سے نجات پائے اور حدیث
کل امر ذی بال الخ بروایت صحیح مرفوعا حضرت ابوہریرہ
سے مروی ہے اور عطا سے مروی ہے کہ جب رات
مین گدھے بولین تو بسم اللہ اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم۔ کہو۔ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم لباس
اور اسباب اور ہر چیز کے لیے مہر بھی ہے۔ تاکہ
اونکو جنات استعمال نہ کرسکین اور بروایت دیلمی اسکے
پڑھنے والے کو چار ہزار نیکیان اور چار ہزار مرتبے

حاصل شود و چهار ہزار گناه دور شوند بروایت
دیلمی و بروایت ابن عباس مرفوعًا آمده که باء
بسم الله را باید کرد تا کشوشهای سین در نوشتن
مشتبه نشوند چنانکه دیلمی آورده که آنحضرت صلعم از
معاویه کاتب خود همچنین فرمود و ابو داؤد در کتابی
آورده که آنحضرت صلعم در راه پارهٔ کاغذ بر زمین
افتاده دیدند با جوانی که همراه بود فرمودند که بسم الله
را در مقام مناسب بنهید و خطیب مرفوعًا از انس
آورده ہر که کاغذی را از زمین بردارد که در وی بسم الله
باشد نوشته شود او از صدیقین و والدین او را تخفیف
کرده شود اگرچه کافر باشند و نیز در خبر است فرمود
آنحضرت که ہر آنچه در کتب منزله است آن در قرآن
است و آنچه در قرآن است آن در سورهٔ فاتحه
است و آنچه در سورهٔ فاتحه است آن در بسم الله
است و آنچه در بسم الله است آن در باء است و
آنچه در باء است آن در نقطهٔ باء است و بعضی عرفا
گفته اند که بسم الله از عارف بمنزله کن است از حق
و بسم الله در اصل باسم الله بود ہمزه بسبب کثرت
استعمال حذف شد سوال اگر گوئی سبب چیست
که الف در بسم الله حذف شد و در اقرأ باسم ربك
نه جواب از برای آنکه اضافت اسم بالله است

حاصل ہوتے اور چار ہزار گناه معاف ہوتے ہین اور
حضرت ابن عباس سے مرفوعًا مروی ہے کہ بسم الله کی
بار مین مد چاہیے تا کہ لکھنے مین سین کے شوشے مشتبہ
نہ ہون چنانچہ دیلمی کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلعم نے
امیر معاویہ اپنے کاتب سے ایسا ہی فرمایا اور ابو داؤد
نے ایک کتاب مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے راستہ
مین ایک کاغذ پڑا دیکھا جسپر بسم الله لکھی تھی آپ نے
اپنے ساتھی سے فرمایا کہ بسم الله کو اچھی جگہ اوٹھا کر رکھو
اور خطیب نے انس سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ جو شخص
زمین سے بسم الله لکھا ہوا کاغذ اوٹھائے اوسکا نام گروه
صدیقین مین لکھا جائیگا اور اوسکے والدین کے لیے
اگرچہ وه کافر ہون تخفیف عذاب کیجائیگی نیز حدیث
مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کچھ کتب منزلہ مین
ہے وه قرآن مین ہے اور جو کچھ قرآن مین ہے وه سورهٔ
فاتحہ مین ہے اور جو کچھ سورهٔ فاتحہ مین ہے وه بسم الله
مین ہے اور جو کچھ بسم الله مین ہے وه ب مین ہے اور جو
کچھ ب مین ہے وه اوسکے نقطہ مین ہے اور بعض عارفین
کہتے ہین کہ عارف کا بسم الله کہنا ویسے ہے جیسے حق
کا کن کہنا اور بسم الله کی اصل باسم الله تھی ہمزه بسبب کثرت
استعمال گر گیا سوال بسم الله مین الف گر جاتا اور اقرأ باسم ربك
مین نہ گرنے کا کیا سبب ہے جواب اسکی وجہ یہ ہے کہ بسم الله مین اسم کی

در بسم اللہ کہ جامع است و مقید بہ صفتی نیست و
اضافت اسم در اقرأ بسوی رب است و رب را عبد
مربوب ضروریست پس محال است درین محل کہ
با ہم متحد شوند باور زیرا کہ ہرگاہ عبودیت زائل شود
ربوبیت نیز زائل گردد و اما الوہیت از زوال عبودیت
زائل شدنی نیست زیرا کہ الوہیت مرتبہ ایست از مراتب
جامعہ فزوال العبد کما لم یکن وبقاء الرب کما
لم یزل مرتبة من جملة مراتب الالوهیة فهی
لا تزول بنوع ما فلما اتحد اندرج الالف فی
ذلک الحال والمحل و یتحد بالباء فاسقطت
لفظا وخطا فبسم اللہ الرحمن الرحیم حقیقة
محضة واقرأ باسم ربک شریعة وایضا هو
امر والامر مختص بالشرایع وبسم اللہ غیر
مقید بامر ولا بغیرہ فتامل وبای بسم اللہ کہ از
حروف جارہ است بہ مناسبت عمل خود جر یافتہ
واسم مشتق از وسم است بمعنی داغ دادن و یا از سمو
بمعنی علو و تحقیق اشتقاق لفظ اللہ از رسالہ تحفۃ الصوارف
مولفہ فقیر توان جست و بعضی صوفیہ گفتہ اند کہ این
اسم مبارک موضوع است بازاء ذات مطلقہ بے
اعتبار تقیید و اطلاق بلکہ مجرد از جمیع نسب و اعتبارات
حتی عن ذلک التجرد ایضا و نزد بعضی علم است

اضافت اللہ کی طرف ہے جو جامع ہے اور کسی صفت سے
مقید نہیں اور اقرأ میں اسم کی اضافت رب کی طرف ہے
اور رب کے لیے بندہ مربوب ضروری ہے پس بار
کا اوس سے اتحاد محال ہے کیونکہ عبودیت زائل ہونے
سے ربوبیت بھی زائل ہو جائیگی مگر الوہیت زوال
عبودیت سے زائل نہیں ہوگی کیونکہ الوہیت ایک
مرتبہ جامعہ ہے پس عبد کا دائمی زوال اور رب کی
دائمی بقا مرتبہ الوہیت میں سے ایک مرتبہ ہی تو الوہیت
کسی طرح زائل نہیں ہوتی لہذا جب الف اس محل میں
داخل ہو کر بے سے متحد ہوا تو بولنے اور لکھنے میں گر گیا
پس بسم اللہ الرحمن الرحیم حقیقت محضہ ہے اور اقرأ
باسم ربک شریعت نیز وہ امر ہے اور امر شریعت سے
مخصوص ہے اور بسم اللہ امر یا غیر امر سے مقید نہیں ہے
اور بائے بسم اللہ نے بوجہ اپنے حرف جر ہونے کے زیر
پایا۔ اور اسم یا وسم سے مشتق ہے داغ دینے کے
معنے میں اور یا سمو سے علو کے معنے میں اور لفظ اللہ
کے اشتقاق کی تحقیق میرے رسالہ تحفۃ الصوارف
میں دیکھنا چاہیے اور بعض عارفین کی اصطلاح
میں یہ اوس ذات مطلقہ کا نام ہے جس میں کسی
قید و مرتبہ کا اعتبار نہ ہو بلکہ وہ تمام نسب و اعتبارات
سے مجرد ہو یہانتک کہ اس تجرد سے بھی اور بعض کے نزدیک

مرتبۂ الٰہیت را کہ عبارت از احدیت جمع جمیع نسب
واعتبارات واسماء فعلیہ وجوبیہ است نہ ذات
مطلقہ را اگرچہ ممکن است اما فائدہ ظاہر نیست چہ
مقصود از وضع الفاظ افادہ یا استفادہ معنے
موضوع لہ است و این جا موضوع لہ ذات حق و
ہستی مطلق است کہ مدرک و مفہوم و مشہود ہیچ کس
نتواند بود پس چگونہ بدلالت و عبارت بدان اشارت
توان نمود و رحمن بروزن فعلان عام است رحمت
دنیا و آخرت را و رحیم بمعنی رحمت خاص در آخرت
کما جاء فی الحدیث ان للہ لمائۃ رحمۃ واحدۃ
فی الدنیا بین الخلق بہا یتواصلون وبہا
یتراحمون وتسعۃ وتسعون مدخرۃ لا
یخرجہا الا فی القیامۃ وہمین وجہ تقدیم رحمن
است بر رحیم ونزد بعضی رحمن ورحیم دو لفظ اند بیک
معنی مثل ندمان وندیم پس جمع کردن درین دو
لفظ محض برای تاکید است چنانکہ گویند فلانی تند
و تیز است و بعضی گفتہ کہ رحمن ابلغ است از رحیم
زیرا کہ زیادت لفظ دلالت بر زیادت معنی می کند
و رحمن پنج حرفی ست و رحیم چار حرفی و لہذا رحمن
اسمی است مخصوص بذات پاک حق و بطریق غلبہ
حکم علم پیدا کردہ پس ہر کہ غیر او تعالی را رحمن گوید کافر

یہ اوس مرتبۂ الٰہیت کا نام ہے جو احدیت جامع جمیع
نسب و اعتبارات و اسماء فعلیہ وجوبیہ سے مراد ہے نہ
خاص ذات مطلقہ کا اگرچہ یہ ممکن ہے مگر بے فائدہ
ہے کیونکہ وضع الفاظ سے افادہ یا استفادہ معنے
موضوع لہ مقصود ہوتا ہے اور یہان موضوع لہ یعنی ذات
حق وہستی مطلق کسی کی مدرک و مفہوم و مشہود نہین
ہے تو پھر دلالت و عبارت سے اوسکی طرف کیسے
اشارہ کیا جا سکتا ہے اور رحمن بروزن فعلان رحمت
دنیا و آخرت کے لیے عام ہے اور رحیم رحمت آخرت
کے لیے خاص ہے چنانچہ حدیث مین ہے کہ اللہ تعالی
کی سو رحمتین ہین اونمین سے ایک دنیا مین ہے جس سے
لوگ آپسمین ملتے اور ایک دوسرے پر رحم کرتے ہین اور
ننانوے رحمتین جمع ہین جو صرف قیامت مین ظاہر ہونگی
اسی لیے رحمن رحیم پر مقدم ہے اور بعض کہتے ہین کہ رحمن و
رحیم ایک معنی ہین دو لفظین ہین جیسے ندمان و ندیم پس
ان لفظون کا جمع کرنا محض تاکیدا ہے جیسے کہتے ہین کہ
فلان شخص تند و تیز ہے اور بعض کہتے ہین کہ رحمن رحیم
سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ لفظ کی زیادتی معنی کی زیادتی
پر دلالت کرتی ہے۔ رحمن پنج حرفی ہے اور رحیم چار
حرفی اسی لیے اسم رحمن خدا کی ذات سے مخصوص ہے اور
بوجہ غلبہ کے نام کا حکم رکھتا ہے لہذا غیر خدا کو رحمن کہنا کفر ہے

گروہ و مبالغۂ کہ در رحمٰن است بسہ طریق توان
فہمید اول کثرت افراد رحمت ایجادی دوم کثرت
افراد مرحومین و این ہر دو قسم از قبیل زیادت در
کمیت است سوم زیادت در کیفیت کہ اسم رحمٰن
خاص است برحمتہای بزرگ و اتم و انچہ کہ بعضی گفتہ اند
رحمٰن الدنیا و الآخرۃ و رحیم الدنیا اشارہ بیکے
ازین وجوہ ثلاثہ مبالغہ است و بعضی گویند کہ رحمٰن
الدنیا و رحیم الآخرہ ازان جہت گویند کہ رحمٰن عام است
مومن و کافر نیک و بد دران شریک اند بخلاف
رحمت آخرت و نیز گفتہ اند کہ رحمٰن در لفظ خاص
است و در معنی عام زیرا کہ غیر از ذات پاک باریتعالی
را بآن وصف نہ کنند پس لفظا او خاص باشد
و از بسکہ خالقیت و رازقیت و نفع دادن شامل
جمیع موجودات است معنی او عام باشد و رحیم در لفظ
عام است و در معنی خاص زیرا کہ مخلوقات را نیز
بآن وصف کنند گویند فلانی رحیم است و لطف
و توفیق کہ مدلول این اسم است مخصوص بہ مومنین است
ضحاک گفتہ کہ رحمٰن اشارہ بظہور رحمت اوست بر
اہل آسمانہا و رحیم اشارہ بہ نزول رحمت او بر اہل
زمین ابن مبارک گفتہ است کہ رحمٰن آنکہ چون ازو
سوال کنند بدہد و رحیم آنکہ چون ازو چیزے نخواہند

اور رحمٰن میں جو مبالغہ ہے اوسکو تین طریقہ سے سمجھنا
چاہیے اول کثرت افراد رحمت ایجادی دوسرے کثرت
افراد مرحومین اور یہ دونوں قسمین کمیت مین زیادتی کے
قبیل سے ہین تیسرے کیفیت مین زیادتی کہ اسم رحمٰن
اعلے و اکمل درجہ کی رحمتون سے مخصوص ہے اور بعض جو
رحمٰن الدنیا و الآخرۃ و رحیم الدنیا کہتے ہین یہ انھین وجوہ
مبالغہ مین سے ایک کی طرف اشارہ ہے اور بعض کہتے ہین
کہ رحمٰن الدنیا و رحیم الآخرۃ اسلیے کہتے ہین کہ رحمٰن عام ہے
مومن و کافر نیک و بد سب اوسمین شریک ہین بخلاف
رحمت آخرت کے نیز کہتے ہین کہ رحمٰن لفظاً خاص ہے
اور معنًا عام کیونکہ حق تعالے کے سوا کسی کا وصف نہین
پس اوسکا لفظ خاص ہوگا اور چونکہ خالقیت و رازقیت
اور نفع دینا تمام موجودات کو شامل ہے تو اسکے معنی
عام ہونگے اور رحیم لفظاً عام ہے اور معنًا خاص کیونکہ
مخلوقات کو بھی اس وصف سے موصوف کرتے ہین
کہتے ہین کہ فلان شخص رحیم ہے اور لطف و توفیق جو اس
اسم کے مدلول ہین مومنین سے مخصوص ہین ضحاک نے
کہا کہ رحمٰن سے اشارہ اہل آسمان پر اوسکے ظہور رحمت
سے ہے اور رحیم سے اشارہ اہل زمین پر اوسکی نزول
رحمت سے ہے ابن مبارک کہتے ہین کہ رحمٰن وہ ہے
جو سوال کرنے پر عطا کرے اور رحیم وہ ہے جو نہ مانگی جانے سے

بخشم درآید و بعضے گفته اند که نعمتهاے دنیا و آخرت
از آثار رحمت رحمانیست و دفع بلیات و آفات
دارین به مقتضاے رحمت رحیمی است بهر تقدیر
رحمن ابلغ است از رحیم پس در ترتیب ذکر الله باز رحمن
باز رحیم مناسبت تنزلی است که اول ذکر اسم ذات
فرمود باز ذکر اسمی از اسماء صفات که مانند اسم ذات
است در اختصاص باز ذکر اسمی دیگر از اسماء صفات
که عام است لیکن درین جا شبهه وارد میشود که چون
لفظ رحمن مذکور شد با وصف دلالت بر کمال رحمت
باز حاجت ذکر لفظ رحیم چه بود جوابش آنکه ذکر رحیم از
قبیل ارداف و تتمیم است زیرا که لفظ رحمن نعمتهاے
بزرگ و کلیات و اصول منافع را در گرفت و لفظ
رحیم نعمتهاے حقیر و جزئیات و فروع را شامل
گشت و این تتمیم براے آنکه تا بنده را در طلب حاجات
حقیره مثل نمک و طعام و آب وغیره ازان جناب
شرم دامنگیر نشود و بے محابا ازان جناب مسئلت
نماید گویا میفرماید که اگر خود را صرف رحمن می گفتیم از ما
احتشام میکردی و سوال چیزهاے سهل از ما بے ادبی
میدانستی لهذا رحمن و رحیم گفته اجازت ورزانگی
دادیم تا هر امر عظیم و حقیر از ما بخواه و این تفضلے است
برخلاف بادشاهان و جباران زمین و بعضے گفته اند

غصه ہو اور بعض کہتے ہین کہ دنیا و آخرت کی نعمتین
رحمت رحمانی کے اثر سے ہین اور دفع بلیات و آفات
دارین رحمت رحیمی کے مقتضے سے بہرصورت رحمن رحیم
سے زیادہ بلیغ ہے لہذا ترتیب مین پہلے اللہ کا ذکر پھر رحمن
پھر رحیم کا بمناسبت تنزلی ہے کہ پہلے اسم ذات ذکر کیا پھر
اسماء صفات مین سے وہ اسم جو خصوصیت مین اسم ذات
کی طرح ہے پھر وہ اسم جو عام ہے لیکن یہان پر ایک شبہہ
وارد ہوتا ہے کہ جب لفظ رحمن جو کمال رحمت پر دلالت
کرتا ہے لایا گیا تو پھر لفظ رحیم لانے کی کیا ضرورت تھی
اسکا جواب یہ ہی کہ ذکر رحیم بطور ارداف و تتمیم ہے کیونکہ
لفظ رحمن نے بڑی نعمتون اور اصول منافع کو لے لیا
اور لفظ رحیم چھوٹی نعمتون اور جزئیات و فروع کو شامل
ہوگیا۔ اور یہ اس لیے تاکہ بندہ اوس سے ادنے
ضرورتون کی طلب مثلاً نمک و کھانا و پانی وغیرہ
مین شرم نہ کرے اور بے خوف اوس سے مانگے۔ گویا
ارشاد ہے کہ اگر مین اپنے کو رحمن کہتا تو تم ڈرتے اور
مجھ سے معمولی چیزین مانگنا بے ادبی سمجھتے لہذا
مین نے اپنے آپ کو رَحْمٰنْ و رَحِیْمْ
کہکر اس کی اجازت دے دی کہ ہر
چیز مجھ سے مانگو اور یہ ایک تفضل ہے برخلاف
دنیا دی بادشاہون کے اور بعض کہتے ہین

که رحمن دلالت می کند بر نعمتهائیکه وصول آنها
از جهت بندگان متصور نیست مثل زندگی وغیره و
رحیم دلالت می کند بران نعمتها که در گمان مردم از
مردم نیز حاصل توان کرد مثل تشخیص مرض وغیره
انتهی و ذکر رحمن و رحیم در تسمیه برای تسکین هیبتی است
که از ذکر اسم الله بر می خیزد و دل را مدهوش میکند
و وجه اختیار این اسم در تسمیه برای آنست که هر کار
دینی یا دنیوی بر سه چیز موقوف ست اول فراهم
آمدن اسباب آن کار و این از تصرفات اسم
الله است که دلالت بر جمیع صفات می فرماید
دوم بقاء آن اسباب از ابتداء کار تا انتها و این مقتضای
صفت رحمن است که بقاء عالم بآن منوط است سوم
ترتب ثمرات آن کار و حصول نتایج آن و این
مقتضائے صفت رحیمی است که سعی بندگان را
رایگان نمی فرماید و چون این قدر انگاشتی پس
اصل مطلب بدان که مصنف اقمشه و امتعه
گنج خانهٔ دل الهام منزل را به بسم الله از دستبرد
جفیان نفس و شیطان در امان گذاشته و باز
بخیال عبودیت بفحواء قول مشهور نزدیکان را بیش
بود حیرانی برین قدر قناعت نه ورزیده از عبودیت
اظهار فرمود که و به نستعین ای خاص از و استعانت

که رحمن اون نعمتون پر دلالت کرتا ہے جو بندون
سے نہین حاصل ہو سکتین جیسے زندگی وغیرہ اور
رحیم اون نعمتون پر دلالت کرتا ہے جو ایک کو دوسرے
سے حاصل ہو سکتی ہین مثلاً تشخیص مرض وغیرہ انتہی
اور بسم اللہ مین رحمن و رحیم کا تذکرہ اوس ہیبت کو کم کرنے
کیلیے ہے جو اللہ کا نام لینے سے پیدا ہوتی اور دل کو
مدہوش کرتی ہے اور بسم اللہ مین یہ نام لانیکی وجہ یہ ہے
کہ ہر دینی و دنیاوی کام تین باتون پر موقوف ہے
اول اوس کام کے اسباب کا مہیا ہونا اور یہ اسم اللہ کے
تصرفات سے ہے جو تمام صفات پر دلالت کرتا ہے
دوسرے اون اسباب کی ابتداء سے انتہا تک بقا اور
یہ صفت رحمن کا مقتضا ہے کہ جس سے بقاء عالم
وابستہ ہے تیسرے اوس کام کا فائدہ حاصل ہونا
اوسکے حصول نتایج سے اور یہ صفت رحیمی کا مقتضا
ہے کہ بندون کی کوشش رائگان نہین فرماتا ہے
اور جب یہ معلوم ہوگیا تو جاننا چاہیے کہ مصنف نے
اپنے خزانہ دل کی قیمتی چیزون کو بسم اللہ کی وجہ
سے نفس و شیطان کی لوٹ مار سے بچایا اور پھر
بخیال عبودیت نیز بلحاظ مقولہ نزدیکان را بیش
بود حیرانی کے اس پر بھی قناعت نہ کرکے فرمایا
کہ و بہ نستعین یعنی خاص اوسی سے مدد

میجویم و تقدیم ضمیر برای تخصیص است و استعانت
عام است خواه از حق باشد یا از بندگان مقرب حق
زیرا که هر چند شخصی در بعض امور براه راست باشد
لیکن او را از طلب رہبر چارہ نیست کہ بعد از ہر مرتبہ
مرتبۂ دیگر است بالاتر ازان پس صاحب مرتبۂ
تحتانی طالب مرتبۂ فوقانی ست وهکذا الی
غیر النهایة ولیکن فرق این قدر است کہ حق حقیقی
استعانت حق را است و حق تفضلی بندگان
حق را غرضکہ بعد استعانت اقرار افتقار و عجز خویش
کہ غرض صحیح از استعانت باشد می نماید

چاہتے ہین اور ضمیر کی تقدیم بوجہ تخصیص کے ہے اور
استعانت عام ہے خواہ خدا سے ہو یا خدا کے بندگان
مقرب سے کیونکہ اگرچہ کوئی شخص بعض امور مین راہ راست
پر ہو مگر پھر بھی اوسکو راہبر کی ضرورت ہے اسلیے کہ
ہر ایک مرتبہ کے بعد دوسرا مرتبہ اوس سے اعلے ہے اور
ہر ادنے مرتبہ والا اعلے مرتبہ چاہتا ہے فرق اسی قدر ہے
کہ حقیقی استعانت کا حق خدا کو ہے اور تفضلی حق
بندگان خدا کو غرضکہ بعد استعانت اپنی احتیاج اور
عاجزی کا اقرار کرتے ہین جو استعانت کی غرض
صحیح ہے۔

قولہ سُبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا

اقول۔ یعنی از علم و فہم ما پاک ہستی زیرا کہ ما نمی دانیم
ترا و مظاہر ترا مگر چندان کہ علم آن بخشیدی و تسبیح
بمعنی تنزیہ است و تعلیم ما یان ہمین سبب شرافت
است و فضیلت علمی زیادہ ازین چہ خواہد بود کہ
شکار کلب معلم باوجود نجاست او بوجہ علمیت حلال
گردیدہ و حق تعالی در اسماء نود ونہ خویش علیم و علام
نام خود گرفتہ نہ جہیل و جہال و ازینجاست کہ از خود
ارشاد طلب علم فرمودہ کہ قل رب زدنی علما
امام حجۃ الاسلام زین الدین ابو حامد محمد الطوسی
الغزالی در مقصد اسنی شرح اسماء اللہ الحسنی فرمودہ

یعنی تو ہمارے علم و فہم سے پاک ہے کیونکہ ہم تجھکو اور
تیرے مظاہر کو اوسی قدر جانتے ہین جسقدر تو نے اونکا
علم بخشا تسبیح کے معنی تنزیہ کے ہین اور ہماری تعلیم ہی
ہماری شرافت کا سبب ہے اور فضیلت علمی اس سے
زیادہ کیا ہو گی کہ سکھائے ہوئے کتے کا شکار باوجود
اوس کی نجاست کی بوجہ علمیت حلال ہے اور حق تعالی نے اپنے
ننانوے نامون مین علیم و علام اپنا نام یا فرمایا ہے نہ جہیل
و جہال اور ہی لیے اپنے آپ سے علم مانگنے کو ارشاد فرمایا
قل رب زدنی علما امام حجۃ الاسلام زین الدین ابو حامد طوسی
غزالی مقصد اسنے شرح اسماء اللہ الحسنے مین فرماتے ہین

که شرف العبد بسبب العلم من حیث انه من
صفات الله ولکن العلم الاشرف ما هو معلومه
اشرف واشرف المعلومات هو الله تعالی
فلذلك كانت معرفة الله تعالى افضل المعارف
بل معرفة سائر الاشياء ايضا انما تشرف به
لانها معرفة لافعال الله او معرفة للطريق
الذی یقرب العبد من الله انتهی - وقال
فی المنهاج یا طالب الاخلاص والعبادة علیك
اولا بالعلم فانه القطب وعلیه المدار واشرف
الجواهر ولذلك قال النبی صلعم فضل العالم
علی العابد کفضلی علی ادنی رجل من امتی
انتهی یعنی عالم فاضل است بر عابد درصورتیکه ملازم
ادای جمیع عبادات وآداب بود ومحترز از مکروهات
ومشتبهات وکبائر واصرار بر صغائر واگر یکی ازین
چیزها از عالم فوت شود ویرا عالم نتوان شمرد - اسم
عالم بروے رسم است - وعابدی که علم او بفرائض
وارکان اسلام وضروریات دین نبود وی رانیز از
عباد نتوان دانست که علم بے عمل وسوسهٔ شیطان است
وعلم بر دو نوع بود علم بالله وعلم باحکام الله عالم بالله
عارف ولایت عرفانی است وعالم باحکام الله
عارف ولایت احسانی - وولایت احسانی آنکه

که بنده کا شرف علم کی وجه سے اسلیے ہے که علم صفت
الٰہی ہے مگر اشرف العلوم وه علم ہے جسکا معلوم اشرف ہو
اور اشرف المعلومات اللہ تعالی ہے اسی لیے معرفت الٰہی
تمام معارف سے افضل ہے بلکه تمام اشیاء کی معرفت کی
بزرگی اسی لیے ہے که وه افعال الٰہی کی معرفت ہے یا
اوس طریقه کی معرفت جس سے بنده الله سے قریب ہوتا ہے
انتہی پھر منہاج العابدین مین لکھتے ہین که ای طالب
اخلاص وعبادت تجھ پر پہلے علم واجب ہے کیونکه وه قطب
ہے اور اوسی پر دار ومدار ہے اور وه اشرف الجواہر ہے اسی
لیے آنحضرت صلعم نے فرمایا که عابد پر عالم کی فضیلت ویسی ہے
جیسے میری اپنی امت کے ادنی شخص پر - انتہی -
یعنی عالم عابد سے اوس صورت مین افضل ہے که جب وه
تمام عبادات وآداب پابندی سے بجالائے اور مکروہات
ومشتبہات وگناه صغیره وکبیره سے بچے اور اگر انھین سے
کوئی بات بھی اوسمین نہو تو اوسکو صرف رسمی عالم سمجھنا
چاہیے - اسی طرح جس عابد کو فرائض وارکان اسلام
ضروریات دین معلوم نہون اوس کو بھی عابد نه جاننا چاہیے
کیونکه علم بے عمل وسوسهٔ شیطان ہے - اور علم کی
دو قسمین ہین علم بالله وعلم باحکام الله - عالم
بالله عارف ولایت عرفانی ہے - اور عالم
باحکام الله عارف ولایت احسانی جس کے

اہل حدیث و متکلمین بآن قائل اند و حصول
این ولایت منوط بہ عصمت است از معاصی و
اعتصام بکتاب و سنت و وراثت نبوت عبارت
ازین ولایت است کہ صاحب این ولایت اتباع و
اقتدار اشاید و متابعان او از مزالق امین باشند و
ولایت عرفانی مراد از انکشاف وحدت ذات
و تنزل آن در کثرات است کہ منشاء آن جذبہ است
پس وی ہر چند در اقامت ارکان اسلام سعی می نماید
و بذکر و فکر اہتمام می ورزد با این ہمہ از ارتکاب
محذورات محتمل کہ محفوظ نباشد و متابعان این از
زیان ایمن نباشند و آنکہ جامع ہر دو ولایت
عرفانی و احسانی است او وارث کامل نبوت
است متابعان او بسلامت در منزل رسند و صاحب
ولایت احسانی کمتر از وست و صاحب ولایت
عرفانی صرف ہر چند کہ لطیفۂ نفس او بعض کمالات
راقبول نمودہ و با ذات الٰہی رابطہ پیدا کردہ
لیکن ارشاد را نمی شاید و اقتدا بوے نمی باید و کفٰی
در منہاج است قال النبی علیہ السلام
الا ادلکم علی اشرف اھل الجنۃ
قالوا بلی یا رسول اللہ فقال ھم
العلماء۔

اہل حدیث و متکلمین قائل ہین اور اس ولایت کا
حصول گناہون سے بچنے اور کتاب و سنت کی
پیروی سے مشروط ہے اور وراثت نبوت اسی ولایت
سے مراد ہے اور ایسا ولی قابل اتباع و اقتدا ہے
اوسکے تابعین لغزشون سے محفوظ رہتے ہین اور
ولایت عرفانی سے انکشاف وحدت ذات اور اوسکا
تنزل کثرت مین مراد ہے جسکا منشا جذب ہے تو وہ
باوجود ارکان اسلام قایم رکھنے کے کوشش اور ذکر و فکر
مین اہتمام کرنے کے بھی ممکن ہے کہ خطا کرنے سے محفوظ
نہو لہذا اوسکے تابعین نقصان سے بیخوف نہین اور جو
ان دونون ولایتون کا جامع ہے وہ نبوت کا وارث
کامل ہے اوسکے تابعین سلامتی سے منزل مقصود پر
پہونچتے ہین اور صاحب ولایت احسانی اوس سے
کم ہے اور صاحب ولایت عرفانی صرف جس کے
لطیفۂ نفس نے بعض کمالات قبول کرکے ذات الٰہی
سے کوئی واسطہ پیدا کیا ہو قابل ارشاد نہین
اوس کی اقتدا کرنا نہ چاہیے۔ نیز منہاج العابدین
مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
کیا مین تم کو بہترین اہل جنت کا پتہ نہ دون سب نے
عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ
وہ علماء ہین انتہا۔

قوله الحمد لله الهادی الی الصراط المستقیم

اقول حمد یکه اظهار کمال است از هر دو مرتبه جمع و فرق
خالص مر خدای را است که مطلق است از جمیع
قیود و راه نماینده است بصراط مستقیم بدانکه صیغهٔ
حمد مصدر یست مصدر بلام جنس مستردف به لام
اختصاص یعنی جنس مفهوم حمد خواه مبنی للفاعل باشد
یا مبنی للمفعول اعنی حامدیت و محمودیت مختص بحضرت
حق است زیرا که در جمیع مراتب وجود هم حامد اوست
و هم محمود او بر زبان هر ستاینده نغمات حمد و ثنای
خود سراید و در لباس هر ستوده لمعات کمال و جمال
خود نماید ؎ در چشم عیان شاهد و مشهود توئی +
در قبلهٔ جان ساجد و مسجود توئی + بی نام و نشان
قاصد و مقصود توئی + بی گوش و زبان حامد و
محمود توئی + و در عرف طایفهٔ علیه صوفیه حمد
عبارت است از اظهار کمال محمود بصفات جمال
و نعت جلال بر سبیل تعظیم و اجلال و آن یا از
مرتبهٔ جمع است بر جمع چنانکه حق تعالی در مرتبهٔ
غیب و معانی اظهار کرد کمالات خود را بر خود
بالتعین و التجلی الاول والثانی و ما اشتملا
علیه من الشیون والاعتبارات اولا
والحقایق الالهیة والکونیة ثانیا ؎

حمد یعنی اظہار کمال مراتب جمع و فرق سے
خالص اوس خدا کے لیے ہے جو تمام قیود سے
مطلق ہے اور صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتا
ہے جاننا چاہیے کہ صیغۂ حمد وہ مصدر ہے جو لام
جنس کے ساتھ صادر ہوتا اور لام اختصاص کے ہمراہ
آتا ہے یعنی جنس مفہوم حمد خواہ فاعل کے لیے مبنی ہو
یا مفعول کے لیے یعنی حامدیت و محمودیت خدا سے
مخصوص ہے کیونکہ تمام مراتب وجود میں وہی حامد
محمود ہے وہی ہر حامد کی زبان سے اپنی حمد و ثنا بیان
کرتا ہے اور وہی ہر محمود کی صورت میں اپنے کمال و جمال
کا جلوہ دکھاتا ہے ؎ در چشم عیان شاہد و مشہود
توئی + در قبلۂ جان ساجد و مسجود توئی + بے نام و
نشان قاصد و مقصود توئی + بے گوش و زبان
حامد و محمود توئی + اور حضرات صوفیہ کے نزدیک
حمد سے محمود کے کمال صفات جمال و جلال کا
تعظیماً اظہار مراد ہے اور وہ یا مرتبۂ جمع سے جمع پر
ہے جیسے حق تعالے نے پہلے اور دوسرے تعین و
تجلی سے مرتبۂ غیب و معانی میں اپنے کمالات
کا اظہار اپنے آپ پر کیا پہلے تو شیون و
اعتبارات سے پھر حقایق الٰہیہ و کونیہ سے ؎

دی عشق نشان بی نشانی می گفت ٭ اسرار
کمال جاودانی می گفت ٭ اوصاف جمال
خویشتن بی من و تو ٭ با خود بزبان بی زبانی میگفت
و یا از مرتبۂ فرق یا بفرق چنانچہ مظاہر خلقیہ و
مجالی کونیہ بزبان اقوال و افعال و احوال اظہار
کمال و جمال یکدیگر کنند و آن بحقیقت حمد
حق است مر خودش را بواسطۂ تنزل در حضرات
وجود و مراتب شہود و یا از مرتبۂ جمع بفرق چنانچہ
بافاضۂ نور وجود بر حقایق و اعیان موجودات کہ
بلسان اصطلاح ازان بفیض مقدس تعبیر می کنند
اظہار میکند استعدادات و قابلیت ایشان بر وجود
کمالات بالغہ و یا از فرق بر جمع چنانکہ جمیع مراتب
وجود روحاً و مثالاً و حساً بجمیع السنہ قولاً و فعلاً و حالاً
حمد حضرت حق می گویند و اظہار کمال صفات
و افعال وی می کنند - و ہادی اسم فاعل است
از ہدایت بمعنی راہ راست نماینده ما بسوی
خویش چنانچہ میفرماید فاذکرونی اذکرکم و نزاع
در معانی اصطلاحی ہدایت و اشتراک و از کتب
دیگر توان طلبید کہ در بیان تفصیلی آن جز طوالت
کلام فائدہ نیست و صراط مستقیم و طریق مستوی
ہر دو متلازم بودہ اند و دین اعم است کہ مراد از

دی عشق نشان الخ - اور یا مرتبۂ فرق سے فرق
پر چنانچہ مظاہر خلقیہ و مجالی کونیہ بزبان اقوال و
افعال و احوال ایک دوسرے کا کمال و جمال
ظاہر کرتے ہین جو حقیقتاً خود خدا ہی کی حمد ہے
حضرات وجود و مراتب شہود مین تنزل کے اعتبار
سے اور یا مرتبۂ جمع سے فرق پر جس طرح حقایق و
اعیان موجودات پر نور وجود کے افاضہ سے جس کو
اصطلاح مین فیض مقدس کہتے ہین اون کی
استعدادات و قابلیات وجود کے کمالات ظاہر
کرتا ہے - اور یا فرق سے جمع پر جس طرح تمام مراتب
وجود روحاً و مثالاً و حساً قولاً و فعلاً و حالاً خدا کی
حمد کرتے اور اوس کے صفات و افعال کا کمال
ظاہر کرتے ہین - اور ہادی ہدایت کا اسم فاعل
ہے جس کے معنے ہم سب کو اپنی طرف راہ راست
دکھانے والے کے ہین - چنانچہ فرماتا ہے کہ
تم مجھکو یاد کرو مین تم کو یاد کرون گا - اور ہدایت
کے اصطلاحی معنی اور اوس کے اشتراک کا جھگڑا
اور کتابون مین دیکھنا چاہیے کیونکہ اوس کے
تفصیلی بیان مین طوالت کے سوا کوئی فائدہ
نہین - اور صراط مستقیم و طریق مستوی دونون
متلازم ہین اور دین اعم ہے جس سے مراد

نفس الامر عمومی باشد یعنی عقائد حقہ خواہ خصوص
ملۃ اسلامیہ۔

نفس الامر عمومی ہے یعنی عقائد حقہ یا خصوصًا
مذہب اسلامیہ

**قوله والصلوة والسلام الاتمان والاكملان على رسوله الداعى الى المنهج السديد
والمقصد العظيم**

اقول ای افاضۂ رحمت و احسان و سلامتی از
خطرات غیر تمام تر و کمال تر نازل بر سردار ما محمد
رسول اللہ باد کہ صفت او سوی راہ بے خطر و مقصد
بزرگ خواندن است منہج بمعنی طریق واضح و این دعوت
حضرت رسول اللہ صلعم سوی منہج توحید حق و اقرار
رسالت و نبوت خود است و مراد از منہج قدیم
حب محمدی ست کہ محبوب حق گرداند و منصب
نبوت و رسالت منصب سفارت و عہدۂ وکالت
است از طرف حق کہ بیکے از بندگان ذوی العقول
خود بے سابقہ خدمت و کسب می بخشد و باین
تشریف شریفش در بنی نوع می نوازد تا بواسطۂ
این مکرمت ازالۂ علل و ملل نزاع خلل نحل نمودہ
باصلاح معاش و معاد جملۂ عباد کوشد و اوشان
را از وادی ضلالت بساحل ہدایت برد و بسعادات
دارین و فلاح کونین فائز گرداند و لہذا مستحق شد
این گروہ با شکوہ صلوۃ و سلام را و رسول بر وزن
فعول مشتق از رسالت است و رسالت در اصل

یعنی رحمت و احسان اور خطرات غیر سے سلامتی
کا پورا افاضہ ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلعم
پر ہو جن کی صفت راہ بے خطر اور مقصد بزرگ
کی طرف بلانا ہے یعنی توحید حق اور اپنے اقرار
رسالت و نبوت کی طرف دعوت دینا منہج قدیم سے
حب محمدی مراد ہے جو محبوب حق کرتی ہے اور منصب
نبوت و رسالت حق کی طرف سے منصب سفارت
و عہدۂ وکالت ہے جو وہ اپنے بندگان صاحب عقل
مین سے کسی ایک کو بلا لحاظ خدمت و کسب حاصلا
کرکے اس شرف سے اوس کو اپنے ہمجنسون مین سرفراز
فرماتا ہے تاکہ اس مکرمت کے ذریعہ سے وہ امراض
مذہب و نقایص مشرب کو دور کرکے لوگون کی
اصلاح دینی و دنیاوی کرے اور اون کو گمراہی سے
نکال کر ہدایت کرے اور سعادت دارین و فلاح
کونین عطا فرماوے۔ اسی لیے یہ گروہ باشکوہ
صلوۃ و سلام کا مستحق ہوا۔ اور رسول بر وزن فعول
رسالت سے مشتق ہے اور رسالت در اصل

کلامی را گویند که مرسل شود بسوی غیر و در اصطلاح
خاص است به کلامی که مشتمل بر قواعد علمیه بود
و در شریعت مستعمل باشد بمعنی بعث الله انسانا
الی الخلق بشریعة سواء امر بتبلیغها اولا
و گاہے تخصیص رسول کرده شود بکسیکه جبرئیل
بر او نازل شود یا مختص بود به کتاب شریعت جدید
یا نه بودن مامور بمتابعت شریعت دیگر انبیا و لهذا
تفسیر کردند رسول را باین که معبوث به خلق بود برای
تبلیغ احکام شریعت و با او کتابی جدید بود — در
فتح المبین است که الرسول انسان حر ذکر من
بنی آدم یوحی الیه بشرع و امر بتبلیغه
سواء کان له کتاب انزل علیه لیبلغه
ناسخا لشرع من قبله او غیر ناسخ له او
انزل علی من قبله او امر بدعوة الناس الیه
ام لم یکن له ذلک بان امر بتبلیغ الوحی
الیه من غیر کتاب انتهی و مقصود بالذات از
ارسال رسل اصلاح عالم است و اصل اصلاح عالم
حاصل می شود بالقاء علوم حقه از غیب بشهادت
لیکن در بعضے احوال شبهات قوم که ناشی از افکار
ردیه ظلمانیه می باشند سد باب القا در نفوس ایشان
از علوم حقه غیبیه می کنند ازین جهت رد شبهات

وہ کلام ہے جو غیر کی طرف بھیجا جائے اور اصطلاحًا
وہ کلام خاص ہے جو قواعد علمیہ پر شامل ہو اور شریعت
مین اس معنی مین مستعمل ہے کہ اللہ کسی انسان کو خلق
کے پاس شریعت دیکر بھیجے خواہ اوس شریعت کی
تبلیغ کا حکم دیا گیا ہو یا نہو اور کبھی رسول کی تخصیص اوس
شخص سے کیجاتی ہے جسپر حضرت جبرئیل نازل ہون
یا اوسے نئی کتاب و شریعت ملے یا دوسرے انبیاء کی
شریعتون کا وہ تابع نہو اسی لیے رسول اوسے کہتے ہین
جو خلق کی طرف احکام شریعت پہونچانے کے لیے بھیجا
گیا ہو اور اوسکے ساتھ نئی کتاب ہو۔ فتح المبین مین ہے
کہ رسول انسانون مین وہ آزاد شخص ہے جسپر کوئی شرع بطور
وحی نازل کیجائے اور اوسکی تبلیغ کا اوسکو حکم دیا جائے
خواہ وہ کتاب اپنی سے پہلی شریعت کی ناسخ ہو یا نہو
یا اوس سے پہلے نبی پر نازل کیجا چکی ہو یا اوسکی طرف
لوگونکو دعوت دینے کا حکم دیا گیا ہو یا نہو اس طور پر کہ
اوسے تبلیغ وحی کا بلا کتاب حکم دیا جا چکا ہو۔ انتہی
اور پیغمبرونکے بھیجنے سے مقصود ذاتی عالم کی صلاح ہے اور اصلی
اصلاح عالم غیب سے عالم شہادت کیطرف علوم حقہ کی القاء سے
حاصل ہوتی ہے مگر بعض حالات مین شبہات قوم جو افکار
ردیہ ظلمانیہ سے پیدا ہوتے ہین وہ اون نفوس کو علوم حقہ غیبیہ
کے ماننے سے روک دیتے ہین اسلیے ان لوگونکے شبہات کی

ایشان مطلوب بالعرض گشت و واجب در ہیچو حالت
دفع شبہات ردیہ ایشان است خواہ بہ منع باشد
خواہ بہ مقدمات خطابیہ ولہذا در قرآن عظیم
مخاصمہ واقع شد بہ بعض مقدمات خطابیہ

مطلوب بالعرض ہوئی اور ایسی حالت مین اون کے
شبہات ردیہ کا دفع کرنا واجب ہے خواہ بہ منع ہون
خواہ بہ مقدمات خطابیہ اور اسی لیے کلام مجید مین
بعض مقدمات خطابیہ سے مخاصمہ واقع ہوا۔

قولہ وعلی آلہ واصحابہ السالکین مسلک الدین القویم

وصلوۃ و سلام بر آل او کہ اتباع و خویشاوندان
و یاران او بید نازل باد کہ روندگان راہ دین قویم
اند و این تخصیص بعد تعمیم بقصد اظہار تعظیم شان است
و دین طریقہ خاصہ حق را گویند باید دانست کہ
مراد از آل نزد امام اعظم و بعض علماء بنی ہاشم اند
عبد اللہ بن صدیق بن عمر ہروی ماتریدی صاحب
کتاب احکام الاعتقاد فی رد الفلسفۃ والالحاد
در رسالہ کہ برای تحقیق کلمات واردہ در باب صلوۃ
بر سید کائنات تالیف کردہ است در فصلے معنی
آل و بیان اختلاف آن میفرماید کہ واختلفوا
فی آل النبی صلعم علی اقوال فقیل ہم الذین
حرمت علیہم الصدقۃ وفیہ ثلث
مذاہب احدہا انہم بنو ہاشم وہذا
مذہب الامام الاعظم رح وہو روایۃ عن
احمد و مختار ابن القاسم من المالکیۃ و
ابن اثیر در نہایہ میفرماید قد اختلف فی آل النبی صلعم

اور درود و سلام اون کی اولاد اور دوستون پر
جو اونکے تابع اور عزیز اور دین متین کے طریقہ پر چلنے
والے ہین نازل ہو یہ عمومیت کے بعد خصوصیت بغرض
اظہار اونکی تعظیم کے ہے۔ دین خدا کے خاص طریقہ کو
کہتے ہین جاننا چاہیے کہ امام اعظم اور بعض علماء کے نزدیک
آل سے بنی ہاشم مراد ہین عبد اللہ بن صدیق بن عمر
ہروی ماتریدی صاحب احکام الاعتقاد فی رد الفلسفۃ
والالحاد ایک رسالہ مین جو اونھون نے اون کلمات کی
تحقیق مین جو آنحضرت صلعم پر درود کے بارہ مین وارد
ہین تالیف کیا ہے اوسکی ایک فصل مین آل کے معنی اور
اوسمین اختلاف کے متعلق لکھتے ہین کہ آنحضرت صلعم
کی اولاد کے متعلق مختلف اقوال ہین بعض یہ کہتے
ہین کہ آل سے مراد وہ لوگ ہین جن پر صدقہ حرام
کیا گیا یعنی بنی ہاشم بروایت امام احمد یہ امام اعظم
کا مذہب ہے اور مالکیہ مین سے ابن قاسم کا
مختار۔ اور ابن اثیر نہایہ مین لکھتے ہین کہ

والاکثرون علی انهما اهل بیته وقال
الشافعی دل هذا الحدیث ای حدیث
لا یحل الصدقة لمحمد وال محمد علی ان ال
محمد هم الذین حرمت علیهم الصدقة و
عوضوا منها الخمس وهم قبیلة بنی هاشم و
بنی المطلب انتهی صاحب صواعق محرقه میگوید
که الاصح فی الال انهم بنو هاشم والمطلب
انتهی اگر گوئی که در حدیث شریف وارد است که
آل کل مومن تقی پس هر مومن تقی در آل آنحضرت
صلعم داخل و به فضائلے که در حق آل وارد شامل
باشند گوئیم که اولاً این خبر ضعیف است صلاحیت
استناد ندارد چنانچه صاحب صواعق در مقام
سابق الذکر میفرماید خبر آل کل مومن تقی
ضعیف ثانیاً از تصریح صاحب صواعق ظاهر میشود
که مراد از اهل بیت در هر آیت و حدیث که متضمن
فضائل است مومنین بنی هاشم و بنی مطلب اند
پس بمقابله این چنین احتمال ساقط الاعتبار است
ثالثاً در فضائل اهل بیت جائے لفظ ذریت
وجائے لفظ عترت وارد است پس این الفاظ را
چگونه بر همه مومنین حمل خواهند کرد که در حدیث
کل مومن ذریتی و عترتی وارد نیست

کہ اکثر کا یہ مذہب ہے کہ آل سے آنحضرت صلعم کے
اہل بیت مراد ہین اور امام شافعی فرماتے ہین کہ حدیث
لا یحل الصدقة الخ اس امر کی دلیل ہے کہ آل محمد وہ
لوگ ہین جن پر صدقہ حرام کیا گیا اور بجائے اوس کے
اونکو خمس دیا گیا اور وہ بنی ہاشم و بنی مطلب ہین انتہی
صاحب صواعق محرقہ کہتے ہین کہ صحیح یہ ہے کہ آل سے
بنو ہاشم و مطلب مراد ہین انتہی اگر یہ کہو کہ حدیث شریف
مین ہے کہ آل کل مومن تقی تو ہر مومن پرہیزگار
آنحضرت صلعم کی اولاد مین داخل اور جو فضائل آل
کے متعلق وارد ہین اونکا مستحق ہوگا تو ہم کہینگے کہ
اولاً تو یہ حدیث قابل سند نہین چنانچہ صاحب صواعق
فرماتے ہین کہ حدیث آل کل مومن تقی ضعیف
ہے دوسرے یہ کہ صاحب صواعق کے بیان سے
معلوم ہوتا ہے کہ ہر اوس حدیث و آیت مین جو
فضائل اہل بیت کو شامل ہے مومنین بنو ہاشم و
مطلب مراد ہین پس اس کے مقابلہ مین ایسا
قیاس غیر معتبر ہے تیسرے یہ کہ فضائل اہل بیت
مین کہین لفظ ذریت اور کہین لفظ عترت
آیا ہے تو یہ الفاظ ہر مومن پر کیسے قیاس کیے
جاسکتے ہین کیونکہ حدیث مین کل
مومن ذریتی وعترتی نہین آیا ہے

رابعًا اعتقاد بہ فضائل اہل بیت از ضروریات
دین است پس در ضروریات دین ہیچ تحریفات
پیش کردن ناسزا است مثلاً از صلوٰۃ دعا و از
صوم باز داشتن خود از قبایح و از زکوٰۃ تزکیۂ نفس و
از حج قصد خیرات و امثال آن مراد گرفتہ شود
خامسًا بر تقدیر تسلیم خبر آلی کل مومن تقی گویم
مراد از آل درین حدیث توابع اند کہ اطلاق
آل برانہا شایع است نہ آل آنحضرت بمعنی
مبحوث عنہ کہ احکام مخصوصہ مثل حرمت صدقہ
و تعظیم و وجوب محبت شان مثل محبت آنحضرت صلعم
وغیرہ با ایشان متعلق است سادسًا اطلاق آل
بر ہر مومن تقی باعتبار اعطای حکم متبوع بتابع است
چنانکہ در حدیث وارد است مولی القوم منہم
و سلمان منا اہل البیت کذا فی الحق المبین فی
فضائل اہل بیت سید المرسلین للفاضل
المتین المولوی رشید الدین الدہلوی
و آوردن لفظ آل درین جا برای امتثال امر حدیث
است چنانکہ ظاہر است بر ماہر حدیث و ازین جا
معلوم شد کہ تا صلوٰۃ بر آل نہ فرستید اتیان بہ ماموربہ
حاصل نہ شود و صحابی کسیکہ ملاقات کرد با آنحضرت صلعم
و ایمان آورد و بر اسلام مرد و وجہ ثنا بر ایشان

چوتھے یہ کہ فضائل اہل بیت کا اعتقاد ضروری و
مذہبی ہے تو مذہبی امور مین ایسے تحریفات پیش کرنا
گمراہی ہے مثلاً لفظ نماز سے دعا اور روزہ سے اپنے
آپ کو برائیون سے بچانا اور زکوٰۃ سے تزکیۂ نفس
اور حج سے خیرات وغیرہ مراد لینا پانچوین یہ کہ اگر حدیث
آلی کل مومن تقی ہم مان بھی لین تو ہی کہین گے
کہ اس حدیث مین آل سے مراد تابعین ہین جن پر
اطلاق آل شایع ہے نہ آنحضرت صلعم کی اولاد جن سے
احکام مخصوصہ متعلق ہین مثلاً حرمت صدقہ یا اونکی
محبت و تعظیم آنحضرت صلعم کی محبت کی طرح واجب
ہونا چھٹے یہ کہ آل کا اطلاق ہر مومن پرہیزگار پر تابع
کو متبوع کا حکم دینے کے اعتبار سے ہے چنانچہ حدیث
مین ہے کہ مولی القوم منہم الخ ایسا ہی رسالہ
حق المبین فی فضائل اہل بیت سید المرسلین مصنفہ
فاضل متین مولوی رشید الدین دہلوی مین ہے
اور یہان لفظ آل کا لانا حکم حدیث کی پیروی ہے
جو ماہر حدیث پر ظاہر ہے تو معلوم ہوا کہ جب تک تم آل
پر درود نہ بھیجین گے تعمیل مامور بہ حاصل نہو گی۔
اور صحابہ وہ لوگ ہین جنہون نے آنحضرت صلعم کی
زیارت کی اور ایمان لائے اور اسلام پر وفات
پائی اور اون کی تعریف کرنے کی وجہ یہ ہے کہ

بودن ایشان است واسطہ در ابلاغ شرایع بسوئے عباد

وہ لوگ امت کی طرف تبلیغ شریعت مین واسطہ تھے۔

قولہ اما بعد فیقول احقر عباد اللہ علی ابن حسام الدین الشہیر بالمتقی

اقول مصنف چون دستور دیگر مصنفان بعد ادای حمد و نعت آغاز در سبب تالیف کردہ میگوید کہ بعد حمد و نعت حقیر و ناچیز ترین بندگان حق (و از اظہار حقارت بمذاق صوفیہ این جا جدائی خود از مبدأ خویش مراد گرفتہ) علی ابن حسام الدین بن عبد الملک بن قاضی خان المتقی القادری الشاذلی المدنی الچشتی کہ مرید شیخ باجن چشتی برہانپوری است و خرقہ خلافت از شیخ عبد الحکیم بن شاہ باجن یافتہ مفصل حالات مصنف در کتاب زاد المتقین مولفہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی خلیفہ حضرت شیخ عبد الوہاب متقی موجود است ۔ و اما بعد کلمہ ایست کہ چون شخصے کلامے بر اسلوبے راند و خواہد کہ اسلوبے دیگر بیارد بگوید اما بعد ۔ و علما را اختلاف دارند در کسیکہ اول باین کلمہ کلام کرد صاحب فتح الباری گوید کہ طبرانی در حدیث مرفوع از ابی موسی اشعری آوردہ کہ اول کسیکہ باین کلمہ تکلم کرد داؤد پیغمبر است و گفتہ اسنادش ضعیف است و در حدیث موقوف از

مصنف حسب دستور اور مصنفون کے بعد حمد و نعت سبب تالیف شروع کر کے فرماتے ہین کہ حمد و نعت کے بعد خدا کے بندون مین سب سے حقیر و ناچیز بندہ (حقارت سے مراد مبدء سے اپنی جدائی ہے) علی بن حسام الدین بن عبد الملک بن قاضی خان متقی قادری شاذلی مدنی چشتی کہتا ہے (یہ شیخ باجن چشتی برہانپوری کے مرید اور شیخ عبد الحکیم بن شاہ باجن کے خلیفہ تھے ان کے مفصل حالات کتاب زاد المتقین مولفہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی خلیفہ حضرت شیخ عبد الوہاب متقی مین موجود ہین) اور اما بعد وہ کلمہ ہے جو ایک بات کے بعد دوسری بات شروع کرنے پر بولا جاتا ہے اور علما اس مین مختلف ہین کہ سب سے پہلے یہ کلمہ کس نے استعمال کیا ۔ صاحب فتح الباری کہتے ہین کہ طبرانی حدیث مرفوع مین ابی موسی اشعری سے روایت کرتے ہین کہ سب سے پہلے یہ کلمہ حضرت داؤد علیہ السلام نے استعمال کیا اور کہا کہ اس کے اسناد ضعیف ہین ۔ اور حدیث موقوف مین

شعبی آمده که فصل خطاب که داؤد را داده بودند
ودر قرآن مذکور است وآتیناه الحکمة وفصل
الخطاب همین کلمه است وبعضے گفته اند اول
کسی که متکلم شد بدان یعرب بن قحطان بود وقیل
کعب بن لوی وقیل سحبان بن وائل وقیل
قس بن ساعده وقول اول اشبه واثبت است
وجمع کرده اند میان این اقوال باین که اولیت در
اول حقیقی است ودر بواقی اضافی والله اعلم

شعبی سے مروی ہے کہ وہ فصل خطاب جو حضرت
داؤد کو دیا گیا اور جس کا ذکر قرآن میں ہے کہ
وآتیناه الحکمة الخ یہی کلمہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سب
سے پہلے یہ کلمہ یعرب بن قحطان بولا اور بعض کے
نزدیک کعب بن لوی اور بعض کے نزدیک سحبان بن
وائل اور بعض کے نزدیک قس بن ساعدہ اور پہلا قول
زیادہ ثابت ہے اور ان اقوال میں یوں تطابق کیا ہے
کہ اول میں اولیت حقیقی ہی اور باقی میں اضافی واللہ اعلم

قوله اعلم ایها السالك الطالب لقرب مولاك جل ذکره ارشدك الله وایانا الى مرضیاته ان من قصد مقصدا عظیما وطلب شأنا جسیما

اقول یعنی بدان ای رونده راه وجوینده قرب
آنکه راه نماید ترا ومرا بسوی خوشنودیهای خویش
هر که خواهد مقصد بزرگ ومرتبه سترگ سلوک اهل
طریق را وفائده از ندا این که تا دیگران هم بشنوند
وبقصد بهره یابی شتابند گو منادی همان یک کس
بوده است ونسبت ارشاد به مخاطب خود دلیل بر
کمال ولع مصنف است در هدایت

یعنی ای سالک اور طالب قرب الٰہی اللہ تجھکو اور
ہم کو اپنی خوشنودی عطا فرمائے جو شخص مقصد عظیم اور
سلوک اہل طریقت کا مرتبہ اعلے چاہے اور ندا سے
فائدہ یہ ہے تاکہ اور لوگ بھی سن کر متوجہ ہوں اگرچہ
منادے ایک ہی شخص ہے اور اپنے مخاطب سے
ایسا فرمانا یہ مصنف کے کمال شوق ہدایت کی
دلیل ہے۔

قوله فلابد من معرفة سببه وطرق موصلة الى ذلك المقصد

پس ضرورست دانستن علت وسبب آن آفات
ومضار ومنافع ورفتن آن راه که رساننده به مقصد
بود ومعرفت مصطلح حضرات صوفیه بغایت دشوار است

پس اوس کے اسباب آفات ونقصانات ومنافع
اور اوس راہ مقصود پہ چلنے کا طریقہ جاننا ضروری
ہے اور معرفت مصطلحہ صوفیہ نہایت دشوار ہے

صرف شناسائی را معرفت نیگویند و در بیان معنی
معرفت اقوال شتی بنظر اختلاف احوال بوده اند
شمهٔ ازان که ذکر کردنش خالی از فائده نخواهد بود
این که قال الجنید المعرفة معرفتان معرفة
تعرف و معرفة تعریف فمعنی التعرف
ان یعرفهم نفسه و یعرفهم الاشیاء به
و معنی التعریف ان یریهم اثار قدرته فی
الانفس و الافاق ثم یحدث فیهم لطفا
تدلهم الاشیاء ان لها صانعا و هذه معرفة
العوام و الاولی معرفة الخواص و قال بعض
الشیوخ المعرفة معرفتان معرفة الحق و معرفة
الحقیقة فمعرفة الحق اثبات وحدانیته
علی ما ظهر من الصفات و معرفة الحقیقة
علی ان لا سبیل الیها لامتناع الصمدیة قال
الله و لا یحیطون به علما و للمشایخ فی الفرق
بینها و بین العلم اقوال قال واحد تبیین
الاشیاء علی الظاهر علم و تنبیهها علی استکشاف
بواطنها معرفة و قال بعضهم ابلح الله
العلم للعامة و خص الاولیاء بالمعرفة و قال
ابو بکر الوراق المعرفة معرفة الاشیاء بصورها
و سماتها و العلم علم الاشیاء بحقایقها و قال

صرف شناسائی کو معرفت نہین کہتے اور معنی معرفت کے
بیان مین بنظر اختلاف احوال مختلف اقوال ہین جنمین
سے چند کا ذکر خالی از فائدہ نہین حضرت جنید فرماتے
ہین کہ معرفت کی دو قسمین ہین ایک معرفت تعرف
دوسری معرفت تعریف تو تعرف کے یہ معنی ہین کہ وہ
اپنے نفس کو پہچانین اور اوسی سے اشیا کو بھی پہچانین
اور تعریف کے یہ معنی ہین کہ اوس سے وہ خدا کے آثار
قدرت انفس و آفاق مین دیکھین پھر اوسمین اونکو لطف
پیدا ہو جس سے وہ یہ سمجھین کہ اون کا کوئی صانع ہے یہ
عوام کی معرفت ہے اور پہلی خواص کی معرفت ہے اور
بعض شیوخ کہتے ہین کہ معرفت کی دو قسمین ہین ایک
معرفت حق دوسری معرفت حقیقت تو معرفت حق ظہور
صفات سے اوسکی وحدانیت کا اثبات ہے اور معرفت
حقیقت وہ ہے جو بوجہ حضرت صمدیت کے ممانعت
فرمادینے کے ممکن نہین ارشاد ہے کہ ولا یحیطون به علما
اور معرفت و علم مین فرق کے متعلق مشایخ کی اقوال ہین ایک شیخ
تو یہ کہا کہ ظاہری چیزون کا معلوم ہونا علم ہے اور پوشیدہ امور
سے باخبر ہونا معرفت ہی اور بعض نے کہا کہ علم کو عوام کے لیے
اللہ نے مباح کیا اور معرفت کو اولیا سے مخصوص کیا اور
ابوبکر وراق نے کہا کہ کسی چیز کا صور و علامات سے پہچاننا
معرفت ہے اور اوسکی حقیقت جاننا علم ہے اور حضرت

بو یزید البسطامی المعرفة ان تعرف ان
حرکات الخلق و سکناتهم بالله و قال
الشبلی هو دوام الحیرة و قال ذو النون
حقیقة المعرفة اطلاع الحق علی الاسرار
بمواصلة لطایف الانوار و قال عبد الله ابن
المبارك المعرفة ان لا تتعجب من شیٔ و قال
سهل بن عبد الله التستری المعرفة هی المعرفة
بالجهل انتهی و مراد این جا از معرفت شناسائی
محض بغرض هدایت است نه معرفتیکه تعریفات
آن بالا گذشته زیرا که این عین مرتبه کمال
است غرضکه ضرور است دانستن آن سبب و
آن موقوف است بر دانستن ارکان آن سبب
و چون دانستن سبب ضروریست پس میفرمایند

بایزید بسطامی نے کہا کہ حرکات و سکنات خلق کو
اللہ سے سمجھنا ہی معرفت ہے اور حضرت شبلی نے
کہا کہ معرفت دوام حیرت ہے اور حضرت ذو النون نے
کہا کہ حق تعالے کا اسرار پر مطلع کرنا بمواصلت لطائف
انوار یہی حقیقت معرفت ہے اور عبد اللہ بن مبارک
نے کہا کسی چیز سے متعجب نہونا معرفت ہے اور سہل
بن عبد اللہ تستری نے کہا کہ جہل کی معرفت ہونا معرفت
ہے انتہی۔ معرفت سے یہان محض شناسائی بغرض
ہدایت مراد ہے نہ یہ معرفت مذکورہ کیونکہ یہ تو کمال
کا درجہ ہے۔ غرض کہ اوس سبب کا جاننا
ضروری ہے اور وہ اوس سبب کے ارکان جاننے
پر موقوف ہے اور چونکہ سبب کا جاننا ضروری ہے
لہذا فرماتے ہین

قوله فاذن لا بد لسالك الطريق الى الله من معرفة معنى القرب و معرفة طريق
يوصله الى قربه تعالے

اقول پس اکنون بعد قصد کردن معرفت ضرور
است رونده راه حق را از معرفت معنی قرب و
راه موصل الی القرب که این هر دو ارکان آن
معرفت سبب بوده اند و آن معرفت موقوف
است به شناسانندگی شناسندگان و آن را
شیخ خود می فرماید۔

یعنی سالک راہ حق کے لیے معرفت قصد کرنے
کے بعد معنی قرب اور راہ قرب کا جاننا ضروری
ہے کیونکہ یہ دونون ارکان اوس معرفت کا سبب
ہین اور وہ معرفت تعارف کرانے والون کے
تعارف پر موقوف ہے جس کو خود حضرت شیخ
بتاتے ہین۔

قوله فهذه رسالة موسومة بتبيين الطرق الى الله مشتملة على اثنين المعرفتين وادنى فائدتها لمن اجاب مضمونها ان يعرف الطريق المستقيمة من المعوجة المغوية الى ان يوفقه الله تعالى للسلوك

اقول وآن این رسالہ است موسومہ بہ تبیین الطرق کہ شامل است بر بیان ہر دو نوع معرفت کہ سبب آن مقصد سلوک و طریق موصلہ الی السلوک است وکمتر فائدہ آن پذیرندہ مضمون رسالہ را این کہ خواہد شناخت راہ راست را از کج گمراہ کنندہ تا این کہ توفیق دہد او تعالے برای سلوک یعنی سالک بشرطیاد داشت آن مفید وہادی راہ راست خواہد بود وزائد ازین معرفت ہر قدر کہ خدا توفیق دہد کہ واصل کامل و موحد عامل گرداند واین بر سبیل اظہار عجز خویش است کہ من خود چگویم کہ این رسالہ موصل الی الکمال است اما ذریعہ وصولش البتہ می توانم گفت ومعنی توفیق دست دادن کسے را بکارے ودر شرع تخصیص است بکار خیر اکنون شروع بہ مقصد می فرماید

یعنی وہ یہ رسالہ تبیین الطرق ہے جو دونون معرفتون کے بیان پر شامل ہے اور جسکا مقصد سبب سلوک اور طریقۂ سلوک بتاتا ہے جو اس رسالہ کا مضمون پسند کریگا اوسکو ادنے فائدہ یہ ہوگا کہ وہ ہدایت وضلالت مین تمیز کر لیگا یہان تک کہ اللہ تعالی اوسکو سلوک کی توفیق دے یعنی وہ سالک کو بشرطیاد داشت مفید وہادی ہوگا اور اس معرفت سے زائد جس قدر خدا اوسکو توفیق دے کہ واصل کامل و موحد عامل کردے یہ بطریہ اپنے اظہار عاجزی کے ہے کہ مین خود کیسے کہون کہ یہ رسالہ کامل بنانے والا ہے مگر ذریعۂ وصول اس کو ضرور کہون گا اور توفیق کے معنی کسیکو کسی کام مین مدد دینے کے ہین اور شرع کار خیر کی تخصیص ہے۔ اب حضرت مصنف مطلب شروع فرماتے ہین۔

قوله فاعلم ان الطريق الموصل الى الله عبادته كما نطق به القران العظيم ان الله ربي وربكم فاعبدوه هذا صراط مستقيم

اقول پس بشنو آن را کہ طریق موصلہ الی الحق عبادت او ست چنانکہ گویا است بآن قرآن عظیم

یعنی خدا تک پہونچانے والی راہ اوس کی عبادت ہے چنانچہ خود قرآن مجید مین فرماتا ہے

که به تحقیق الله پروردگار ما و شما است پس بپرستید اورا
و همین پرستش صراط مستقیم است و عبادت دلیل
عبودیت است و همین کمال مرتبهٔ عبد است و سر
در مشروعیت عبادات عامه و خاصه آنکه حق را بر
عباد خود حقے است که به توحید و نفی شرک و ادای
عبادات ادا میشود و حاصل آن در روح و سر
مضمر است در عبارت نمی آید دیگر در روح آدمی
لطیفهٔ بغایت خفی سپرده اند که منجذب است بجانب
تجلی اعظم همچو انجذاب آهن به مقناطیس و این لطیفه
گاہے در غواشی سر و روح مییا شد پس سر و روح هم
منجذب می شوند بانجذاب او و گاہے بے غواشی
میل میکند و این مخصوص به اہل کمال است بهر تقدیر
این انجذاب خواہان عبادت شده است و عبادت
مربی انجذاب است و آثام عوایق آن انجذاب و
عوارف او می باشند پس تقاضای این لطیفه بحق
آلهی تعبیر کرده شد زیرا که حق لطیفه ایست که نمونهٔ ذات
حق است در لطایف سر و نیز سالک قبل انکشاف
مقام عین ثابت خود مقلد راه سلوک است و گرفتار
کشاکش تقلید و زحمت ضروریات و مرادات و چون
به توفیق و عنایت آلهی از کشاکش تقلید وغیره فراغت
می یابد مشاهدهٔ عین که عبارت از معرفت طور خاص ست

که بیشک الله ہمارا اور تمھارا پروردگار ہے اوسی کی
پرستش کرو اور یہی پرستش صراط مستقیم ہے اور عبادت
دلیل عبودیت ہے جو مرتبۂ عبدیت کا کمال ہی اور عام
وخاص عبادات مشروع ہونیکا راز یہ ہے کہ حق تعالے
کا اپنے بندون پر ایک حق ہے جو توحید اور نفی شرک
اور ادائے عبادت سے ادا ہوتا ہے جسکا خلاصہ روح
سر مین پوشیدہ ہے بیان مین نہین آتا دوسرا راز یہ ہے
کہ روح انسانی مین ایک لطیفہ نہایت نازک امانت
رکھا گیا ہے جو تجلی اعظم کیطرف ایسا منجذب ہے جیسے
لوہا مقناطیس کیطرف اور یہ لطیفہ جب کبھی سر و روح کے
پردونمین ہوتا ہے تو وہ بھی اسکی کشش سے کھنچتے ہین اور
کبھی بلا پردہ میل کرتا ہے مگر یہ کاملین سے مخصوص ہے
بہر صورت یہی انجذاب عبادت چاہتا ہے اور عبادت
مربی انجذاب ہے اور گناہ اوس انجذاب کو اور اوسکے
عوارف کو روکتے ہین پس اس لطیفہ کے تقاضے کو
حق آلہی اسی لیے کہتے ہین کہ وہ اوس لطیفہ کا حق ہے
جو لطایف سر مین نمونۂ ذات حق ہے نیز سالک اپنے
مقام عین ثابت کے کھلنے سے پہلے مقلد راہ سلوک
اور کشاکش تقلید و زحمت ضروریات و مرادات مین گرفتار
ہے جب بعنایت آلہی کشاکش تقلید سے نجات پاتا ہے تو اوس
عین ثابت کا مشاہدہ جس سے مراد طوار حضرت حق کی ایک طور خاص کی معرفت ہے

از اطوار حضرت وجود به تقاسیم رحمت آلهیه مظهریه
با آن عطا می نماید بعد وضوح این سر عظیم القدر
و تحقق این مقام او خود را و اراده خود را در سطوت
حضرت وجود منقهر می یابد و درین راه انبساطے و
سرورے باو احاطه می نماید تا که دیگر مقتضیات
طبعیه و ارادات نفسیه او را زحمت نه رسانند و
تشویش نه دهند زیرا که احکام و ماجریات او راجع
است به وجوب۔

رحمت الٰہی کی بخشش سے اوسکو عطا ہوتا ہے اور اس
عظیم الشان راز کھلنے اور اس مقام مین ٹھہرنے
کے بعد وہ اپنے آپ کو اور اپنے ارادہ کو حضرت
وجود کے غلبہ سے مغلوب پاتا ہے اور اس راہ مین
انبساط و سرور اوس کا احاطہ کر لیتے ہین تا کہ
مقتضیات طبعیہ و ارادات نفسانیہ اوسے زحمت
و تشویش نہ دین کیونکہ اوس کے احکام و ماجریات
وجوب کی طرف راجع ہوتے ہین ؛

قوله والعبادة قسمان فرض ونفل

اقول وعبادت بر دو قسم است یکے فرض که
ترک آن به ترک اعتقاد حقیت کفر است و دیگر
نفل که زائد بر فریضه بود از کردن آن ثواب است
و بر ترک آن عقاب نیست تو آن دانست که عبادات
مقربه ایا از قبیل نوافل اند که حق سبحانه آن را بر بندگان
واجب نه کرده بلکه ایشان آن را تقربا الی الله بر خود
لازم گردانیده اند و چون درین ارتکاب وجود
ایشان در میان است فناء ذات و استهلاک
جهت خلقیت در جهت حقیت فایده نمی دهد بلکه
نتیجه آن همین است که قوی و اعضا و جوارح بنده
عین حق شوند یا آن معنی که جهت حقیت بر خلقیت
غالب آید و این را قرب نوافل گویند و درین قرب

اور عبادت دو قسم پر ہے ایک فرض جس کو حق نہ سمجھکر
چھوڑ دینا کفر ہے اور دوسری نفل جو فرض پر زائد
ہو اوس کے کرنے پر ثواب ہے اور نہ کرنے پر عذاب
نہین جاننا چاہیے کہ عبادات مقربہ یا نوافل ہین جنکو
خدا نے بندون پر واجب نہین کیا بلکہ وہ اوسے
بلحاظ تقرب خود کرتے ہین اور چونکہ یہ خود اون کا
فعل ہے لہذا اس سے اپنی ذات و ہستی کا ذات
حق مین فنا کرنے کا فائدہ نہین ہوتا بلکہ اوس کا
نتیجہ صرف یہی ہے کہ اوس کے قوی و اعضاء و جوارح
اس طرح عین حق ہو جائین کہ اوس کی
ہستی پر حقیقت کا غلبہ ہو جائے اور اس کو
قرب نوافل کہتے ہین۔ اس قرب مین

بندۂ سالک فاعل و مدرک و حق آلہ وی است
و یا از قبیل فرائض اند کہ حق تعالی اعمال و عبادات
را بر ایشان واجب کردہ و ایشان بنا بر امتثال
امر ارتکاب آن نمودہ اند و درین ایجاب و ارتکاب
وجود ایشان در میان نیست نتیجۂ آن فناء ذات
سالک و جہت خلقیت اوست در جہت حقیت
و این را قرب فرائض گویند و بیان تصریحی این
ہر دو آیندہ می آید و درین قرب فرائض حق فاعل
و مدرک است و سالک بمنزلۂ آلہ و اشارہ بہ این
مرتبہ است ان اللہ قال علی لسان نبیہ ان
الحق لینطق علی لسان عمر و چون این دانستی
بدان کہ مقربان از چار حال بیرون نیستند یا صاحبان
قرب نوافل اند و یا صاحبان قرب فرائض و یا جامع
بین القربین و این را مرتبۂ جمع الجمع و قاب قوسین و
مقام کمال خوانند و آیۃ ان الذین یبایعونک
و حدیث ھذہ ید اللہ و ھذہ ید عثمان
اشارہ باین مرتبہ است و یا با ہیچ یکی از احوال دوگانہ
مقید نیستند بلکہ بہر یک از قربین ظاہر می شوند و جمع
بینہما نیز و این را مقام احدیت جمع و مقام او ادنی
خوانند و اشارہ باین است در ما رمیت الآیہ و
این مقام بالاصالت خاتم الانبیاء را است و بہ توارث

سالک فاعل و مدرک اور حق اوسکا آلہ ہوتا ہے اور
یا فرائض ہین جن کو حق تعالے نے اون پر واجب
کیا ہے اور وہ بہ تعمیل حکم اوسے کرتے ہین اور اس
ایجاب و ارتکاب مین اون کا ذاتی دخل نہین ہے
اس کا نتیجہ سالک کی ذات کا حقیقت حقہ مین فنا
ہونا ہے اس کو قرب فرائض کہتے ہین اور اسکا تصریحی
بیان آیندہ آتا ہے اس قرب فرائض مین حق
فاعل و مدرک ہے اور سالک آلہ اور اسی مرتبہ
کی طرف اس ارشاد مین اشارہ ہے جو اللہ تعالے
نے آنحضرت صلعم سے کہلوایا کہ خدا عمر کی زبان سے
بولتا ہے پھر جاننا چاہیے کہ مقربین چار حال سے
باہر نہین ہین یا صاحبان قرب نوافل ہین یا
صاحبان قرب فرائض یا دونون کے جامع جن کو
صاحب مرتبۂ جمع الجمع و قاب قوسین و مقام
کمال کہتے ہین آیت ان الذین یبایعونک
اور حدیث ھذہ ید اللہ الخ مین اسی مرتبہ کی طرف
اشارہ ہے یا ان حالات سے کسی حال مین مقید
نہین بلکہ ہر ایک قرب مین ظاہر ہو سکتے اور دونون مین
جمع بھی کر سکتے ہین اور اسکو مقام احدیت جمع اور مقام
او ادنی کہتے ہین ما رمیت مین اسی طرف اشارہ ہے یہ مقام
اصالتاً حضرت خاتم الانبیاء کا ہے اور وراثتاً

کمال متابعت کمل اولیا رانیز ازین حظی ست۔

بسبب کمال متابعت کاملین حضرات اولیاء اللہ کا بھی

قوله والفرض نوعان امتثالی واجتنابی

اقول و فرض بر دو قسم است یکی امتثالی یعنی اداے حق عبودیت و دیگرے تحذیری یعنی بغرض حذر از دوزخ و رسیدن بہ جنت واصل ہمین عبادت کاملہ امتثالی است اگر خالی از عجب و پندار بود

اور فرض دو قسم پر ہے ایک امتثالی یعنی عبودیت کا حق ادا کرنا اور دوسرے تحذیری یعنی دوزخ سے ڈرنے اور جنت مین پہونچنے کی غرض سے کرنا مگر اصل عبادت کاملہ امتثالی ہے اگر عجب و پندار سے خالی ہو

قوله والنفل ایضا نوعان مثل هذا التقسیم

اقول و نفل نیز بر دو قسم است ہمچو فرض فرض بالفتح تعیین کردن و وقت چیزے مشخص کردن و مرسوم کردن و عطا کردن و دادن و اندازہ نمودن و بریدن و فرمودہ حق و در اصطلاح شرع آنکہ ثابت شدہ باشد بہ نص قطعی۔

اور نفل بھی فرض کی طرح دو قسم پر ہے۔ فرض بالفتح معین کرنا اور کسی چیز کا وقت مقرر کرنا اور عطا کرنا اور دینا اور اندازہ کرنا اور کاٹنا اور حکم الٰہی اور اصطلاح شرع مین وہ جو نص قطعی سے ثابت ہو۔

قوله وهو ایضا طریق القرب بعد الفرایض

اقول و نفل ہم مثل فرض طریقۂ قرب است بعد فرض پس فرایض احکام خاصۂ مالک حقیقی اند کہ بجا آوری آنہا موجب خوشنودی حق است و نفل چون حکم خاص حق نیست ازین است کہ بر ترک او عقاب وارد نے مگر با این ہمہ بکمال رحمت آن را سبب قرب خود گردانیدہ و دلیل بر قرب نوافل این است۔

اور نفل بھی فرض کی طرح قرب کا طریقہ ہے مگر فرض کے بعد پس فرایض مالک حقیقی کے مخصوص احکام ہین جن کی بجاآوری اوس کی خوشنودی کا سبب ہے۔ اور نفل چونکہ خاص حکم الٰہی کی طرح نہین ہے اس لیے اوس کے ترک پر عذاب نہین مگر پھر بھی بکمال رحمت خدا نے اوسے سبب قرب بنایا ہے اور قرب نوافل کی دلیل یہ ہے۔

قوله کما جاء فی الحدیث عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلعم ان الله تبارك

قال من عادی لی ولیاً فقد اذنته بالحرب وما تقرب الیّ عبدی بشیٔ احبّ الیّ الا بما افترضت علیه ولا یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احبه فاذا احبه کنت سمعه وبصره الحدیث رواه البخاری

اقول یعنی چنانکه در حدیث آمده از ابی ہریرہ که
گفت رسول اللہ صلعم تحقیق حق سبحانه فرمود ہر کہ
دشمنی کند با ولی من پس اذن می دہم او را برای
جنگیدن۔ و نزدیک نمی شود بندہ بچیزے محبوب تر
بسوئے من مگر بآن که فرض نمودم بر او و ہمیشه بندہ
من نزدیکی میجوید بسوی من از ادای نوافل تا آنکه
محبوب من گردد و ہر گاہ دوست میدارم او را پس
می باشم من ہمه او و او بہانه در میان و ہمین است
نزد بعضے معنی احسن کما احسن اللہ الیک
و نیز مرویست از ابی ہریرہ که گفت آنحضرتؐ میگوید
خدای تعالی من نزد گمان بندہ خودم که بمن دارد
یعنی می آمرزم گناہ او را چون طلب آمرزش کند
و قبول می کنم توبه او را چون توبه کند و باز آید از
گناہان و اجابت می کنم وقتی که دعا کند و کفایت
می کنم حاجتش را وقتی که طلب کند کذا قیل و صحیح
آن است که مراد باین رجا است و امید عفو و
کرم پس اگر عفو امید دارد عفو می کنم و اگر عقوبت
گمان می برد عقوبت می کنم اشارت است

یعنی چنانچه حدیث میں حضرت ابی ہریرہ سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حق سبحانه فرماتا ہے
کہ جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں نے اُسے
پیغام جنگ دیا اور میرے نزدیک بندہ کا بہترین تقرب
بذریعۂ فرائض ہے اور ہمیشہ میرا بندہ مجھ سے بذریعۂ
ادائے نوافل قرب چاہتا ہے یہاں تک کہ میرا محبوب
ہو جاتا ہے تب پھر سب کچھ میں ہی ہو جاتا ہوں وہ
درمیان میں صرف بہانہ رہجاتا ہے بعض کے نزدیک
احسن کما احسن اللہ الیک کے یہی معنی
ہیں۔ نیز حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میں اپنے
بندہ کے گمان کے موافق اوس کے ساتھ
ہوں یعنی جب وہ بخشش چاہتا ہے تو اُسکے گناہ بخشتا ہوں
اور جب گناہوں سے باز آکر توبہ کرتا ہے تو اوسکی توبہ قبول کرتا ہوں
اور جب دعا مانگتا ہے تو اُسکی دعا قبول کرتا ہوں اور جب کچھ
مانگتا ہے تو اُسکی حاجت پوری کرتا ہوں اور صحیح یہ ہے کہ اس سے
امید عفو و کرم مراد ہے اگر عفو کی امید رکھتا ہے تو معاف کرتا ہوں
اور اگر عذاب کا گمان کرتا ہے تو عذاب کرتا ہوں اس سے

به ترجیح جانب رجا گفته اند حقیقت رجا آن است
که عملی کند و خدمتی بجا آرد و امید قبول دارد و
آن که هیچ عملی نه کند و عصیان و تمرد ورزد و استغفار
و توبه نه کند و چشم نیکی دارد آن آرزوی محض است
و آهن سرد کوفتن و بعضی گفته اند که این جا مراد از ظن
علم یقینی است یعنی من نزد یقین بنده ام بمن و
علم وی بآن که بازگشت وی بسوی من است
و حساب وی بر من و آنچه تقدیر کرده ام من برای
وی از خیر و شر البته شدنی و رسیدنی است یعنی
چون بنده متمکن میگردد در مقام توحید قریب می گردد
به من چنانچه هر چه دعا می کند اجابت می کنم یا مراد
علم اوست بآن که من با ویم چون یاد می کند مرا یا
آن که من جزا می دهم او را به عمل او پنهان یا آشکارا
و بدین معنی ما بعد تفصیل و تفسیر او می شود چنانکه فرمود
وانا معه اذا ذکرنی و من با بنده ام و قریب
اویم به توفیق و معونت و در آوردن نور حضور و
شهود در دل وی وقتی که یاد می کند مرا فان ذکرنی
فی نفسه پس اگر یاد کند وی مرا در دل خود یعنی
پنهان ذکرته فی نفسی یاد می کنم او را در ذات
خود یعنی پنهان و می دهم ثواب او را و متولی او میشوم
بذات خود چنانکه نمی داند آن را هیچ کس نه فرشته

ترجیح رجا کی طرف اشارہ ہے حقیقت رجا یہ ہے کہ
کوئی کام یا خدمت کرکے اوسکی قبولیت کی امید رکھے
اور یہ کہ کوئی کام نہ کرے اور نافرمانی و گناہ کرے اور
استغفار و توبہ بھی نہ کرے اور ثواب کی امید رکھے یہ محض
آرزو و خیال باطل ہے بعض کہتے ہین کہ یہان گمان
سے علم یقینی مراد ہے یعنی مین بندہ کے یقین سے نزدیک
ہون جو میرے ساتھ ہے اور اوسکا یہ جاننا کہ اوسکی
واپسی میری طرف اور اوسکا حساب مجھپر ہے اور جو کچھ
مین نے اوسکی تقدیر مین اچھا و برا لکھدیا ہے وہ ضرور
ہونیوالا ہے یعنی جب بندہ مقام توحید مین ٹھہرتا ہے تو
مجھسے قریب ہوتا ہے چنانچہ جو دعا وہ کرتا ہے مین قبول کرتا
ہون یا یہ مطلب ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ مین اوسکے
ساتھ ہون یا یہ کہ مین اوسکے ظاہری و باطنی کام پہ
اوسکو بدلہ دیتا ہون اور اس اخیر معنے سے اوس کی
تفصیل و تفسیر ہوتی ہے چنانچہ فرمایا کہ جب وہ مجھکو
یاد کرے تو مین اوس کے ساتھ اور اوس کے قریب
ہون نور حضور و شہود عطا کرنے مین اگر وہ مجھے
اپنے دل مین یعنی پوشیدہ یاد کرتا ہے تو مین بھی اوسکو
اپنے دل مین یعنی پوشیدہ یاد کرتا ہون۔ اور
اوس کو ثواب دیتا اور بذات خود اوس کا
متولی ہو جاتا ہون جس کو فرشتہ

ونہ غیرہ وان ذکرنی فی ملأ منہم ذکرتہ
فی ملأ خیر منہم و اگر یاد کند مرا در جماعتے
از آدمیان ذکر کنم او را در جماعتے بہتر از ان جماعت
یعنی جماعت ملائکہ مقربین ملأ بفتح میم و لام اشراف
و رؤسائے قوم را گویند و شک نیست کہ حق سبحانہ
را کلام است نفسی و لفظی چنانکہ بجائے خود تحقیق کردہ
شد پس ذکر می کند بندہ خود را بہر دو کلام و لا
محذور فیہ و ثواب لازم ذکر اوست و اثر آن
آن است و قاضی عیاض گفتہ کہ محتمل است بودن
ذکر محمول بر ظاہر بجہت اکرام و تشریف وی سبحانہ
مر بندہ خود را و درین حدیث دلیل است بر جواز
ذکر جہر با نقد آن کہ باین حدیث استدلال می کنند
بر افضلیت ملائکہ از بشر طیبی گفتہ کہ مراد از ملأ ملائکہ
مقربین و ارواح مرسلین اند نہ ملائکہ فقط و بہمین
سبب آن ملأ خیر شد و آن را خیر نامیدند و احسن
آن ست کہ گفتہ شود کہ خیریت بجہت نزاہت
و تقدس و قرب و علو ثابت است مر ملأ اعلیٰ را
و این منافات ندارد بہ افضلیت بشر از جہت کثرت
ثواب بجہت تعبد باوجود موانع و عوارض جسمانی و
قریب باین است آنچہ بعضی گفتہ کہ خیریت بجہت
بودن ایشان است نزد خدای عزوجل و بودن

وغیرہ کوئی نہین جانتا اور اگر وہ مجھکو آدمیون کی
جماعت مین یاد کرتا ہے تو مین بھی اوسکو اون سے
بہتر جماعت یعنی ملائکہ مقربین کی جماعت مین یاد کرتا
ہون۔ ملأ بفتح میم و لام اشراف و رؤسائے قوم کو
کہتے ہین اور اس مین شک نہین کہ حق سبحانہ کا کلام
نفسی و لفظی ہے جو بجائے خود ثابت کیا جا چکا ہے تو وہ
اپنے بندہ کو دونون کلامون سے یاد کرتا ہے اور یہ
کچھ دشوار نہین اور اوس کے ذکر مین ثواب لازم و تابع
ہے اور قاضی عیاض کے نزدیک محتمل ہے کہ ذکر ظاہر
پر محمول ہو بسبب اوسکے اکرام و تشریف کے اپنے بندہ پر
اور اسی حدیث مین جواز ذکر جہر کی دلیل ہے جس
طرح اسی حدیث سے فضیلت ملائکہ بشر پر ثابت
کرتے ہین طیبی کے نزدیک ملأ سے مراد ملائکہ مقربین
و ارواح مرسلین ہین نہ صرف ملائکہ اور اسی سبب
سے وہ گروہ بہتر گروہ کہلایا اور زیادہ بہتر یہ کہنا ہے
کہ ملأ اعلیٰ کی خوبی بسبب نزاہت و تقدس و قرب
و علو ثابت ہے اور یہ فضیلت بشر کے مخالف
نہین جو اوسے بسبب کثرت ثواب کے بوجہ
تعبد باوجود موانع و عوارض جسمانی کے حاصل
ہے اور تقریبًا ایسا ہی بعض کا قول ہے کہ اون کی
خوبی بوجہ خدا سے اون کے نزدیک ہونے اور

وی تعالی به ایشان چنانچه قول وی تعالی است
اِنّ الذین عند ربك لا یستکبرون
و در قول وی سبحانه انی معکم معیت و
عندیت اگرچه شامل و ثابت است مر بشر را
لیکن ملائکه را اقدم و اسبق است و ظهور سلطان
ربوبیت و انوار قدس در عالم ملکوت اکثر و اظهر است
اگرچه بشر افضل و اشرف از وجه دیگر است و الله
اعلم و بدانکه قرب من حیث السلوک و الاستعداد که
ازان درین حدیث اشاره است بر دو نوع است
یکی قرب نوافل دوم قرب فرایض قرب فرایض
عبارت است ازان که سالک خود را آله یابد و حق
را فاعل چنانچه الحق ینطق علی لسان عمر اشاره
ازان است و این پس از فناء وجود سالک میسر
می گردد بخلاف قرب نوافل او عبارت است
ازان که سالک خود را فاعل یابد و حق را آله چنانچه
بی یسمع و بی یبصر اشارت است آن کما
فی الانتباه و درین قرب نوافل صفات بشریت
سالک دور می شوند و صفات حق متنوع انبساط
بر سالک ظاهر می گردند بدین وجه که مرده را زنده
کند و زنده را بمیراند باذن حق و حق را بیند و شنود
از همه بدن خویش نه از گوش و چشم فقط و همچنین

خدا کے اون کے ساتھ ہونے کے سبب ہے جو آیۂ کریمہ
ان الذین عند ربك سے معلوم ہوتی ہے اور
آیت انی معکم سے معیت و قرب اگرچہ خاص بشر
کے لیے ثابت ہے لیکن ملائکہ کے لیے زیادہ مقدم
ہے کیونکہ ظہور غلبۂ ربوبیت و انوار قدس عالم ملکوت مین
بہت زیادہ ہے اگرچہ بشر اور وجہ سے افضل و اشرف
ہے واللہ اعلم جاننا چاہیے کہ قرب بحیثیت سلوک و
استعداد جس سے اس حدیث مین اشارہ ہے دو قسم کا
ہے ایک قرب نوافل دوسرے قرب فرایض قرب
فرایض یہ ہے کہ سالک اپنے آپ کو آلہ اور حق کو فاعل
دیکھے چنانچہ الحق ینطق علی لسان عمر مین
اسی طرف اشارہ ہے اور یہ سالک کی ہستی فنا
ہونے کے بعد میسر ہوتا ہے بخلاف قرب نوافل
کے جس مین سالک فاعل اور حق آلہ ہوتا ہے
چنانچہ بی یسمع و بی یبصر مین اسی طرف
اشارہ ہے ایسا ہی انتباہ مین ہے اور اس
قرب نوافل مین سالک کے صفات بشریت
دور ہو کر صفات حق انبساطا اوس پر ظاہر ہوتے
ہین اس طرح کہ بحکم آلہی مردے کو زندہ اور
زندہ کو مردہ کرتا ہے اور نہ صرف آنکھ و کان
بلکہ تمام جسم سے دیکھتا اور سنتا ہے نیز

مسموعات و مرئیات بعیدہ را بشنود و بہ بیند
ہمبرین قیاس دیگر صفات کما فی التحفۃ المرسلۃ
وقال صاحب نقد النصوص فی فص
الابراہیمیۃ وہذہ ای کون الحق سمع
العبد و بصرہ و سایر قواہ و جوارحہ نتیجۃ
حب النوافل و قربہا فی السیر المحبی و تقدم
السلوک علی الجذبۃ و سبق الفناء علی البقاء
حیث تجلی الحق بالاسم الباطن و یکون الہ
لادراک عبد المتجلی لہ واما حب الفرایض
و قربہا ای نتیجتہا فی السیر المحبوبی و تاخر
السلوک عن الجذبۃ و تقدم البقاء الاصلی
علی الفناء حیث یتجلی الحق بالاسم الظاہر
و یکون العبد المتجلی لہ آلۃ لادراک الحق
المتجلی فہو ان یسمع الحق بک علی ان یکون
المدرک ہو الحق و انت آلۃ الادراک و یبصر
بک کذلک واما صاحب النوافل و قربہا
فہو ای نتیجتہ ان تسمع بہ و تبصر بہ علی
ان یکون الحق آلۃ لادراکک علی عکس قرب
الفرایض واعلم ان وجود الحق ہو الاصل
الواجب وہو الفرض و وجود العالم
وہو العبد نفل و فرع علیہ فاذا ظہر الحق

دور کی چیزین اور باتین دیکھتا اور سنتا ہے
اسی طرح اور صفات بھی اور نقد النصوص
کے فص ابراہیمیہ مین ہے کہ حق کا بندہ
کی سماعت و بصارت وغیرہ ہو جانا یہ
حب و قرب نوافل کا نتیجہ ہے سیر
محبی اور سلوک کے جذب پر مقدم ہونے
اور فنا کے بقا پر سابق ہونے مین جب کہ
حق بہ اسم باطن متجلی ہو کر اوس بندہ کا
آلۂ ادراک ہو جاتا ہے اور حب و قرب
فرایض کا نتیجہ سیر محبوبی اور سلوک
کے جذب سے موخر ہونے اور بقاء اصلی کے
فنا پر مقدم ہونے مین جب کہ حق باسم ظاہر
متجلی ہو کر اوس بندے کا آلۂ ادراک ہو جاتا ہے
یہ ہے کہ مدرک حق ہوا اور بندہ آلۂ ادراک
اور حب و قرب نوافل کا نتیجہ یہ
ہے کہ حق بندہ کا آلۂ ادراک ہو بر عکس
قرب و فرائض کے جاننا چاہیئے ۔
وجود حق ہی اصل واجب ہے اور
وہی فرض فرض ہے اور بندہ کا وجود
اس کی نفل و فرع ہے جب حق ظاہر
ہوا تو

خفی فیه العبد فکان العبد سمع الحق و
بصره و سائر قواه و جوارحه کما قال النبی
صلعم ان الله قال علی لسان عبده سمع الله
لمن حمده هذه ید الله و ید محمد و کذلك
هو الرامی حقیقتا فی ما رمیت اذ رمیت
ولکن الله رمی پیغمبر صلعم را قرب نوافل
و فرایض هر دو حاصل بود بے انفکاک و بتبع آن
سرور اولیا را نیز و حال از دو امر خالی نیست یا
حق ظاهر است و خلق باطن یا خلق ظاهر است
و حق باطن اگر تجلی اسم الظاهر را بود خلق مختفی گردد
در حق و حق ظاهر باشد و درین مرتبه بنده سمع و بصر
حق گردد همین قرب فرایض است و اگر تجلی اسم
الباطن را باشد حق در خلق مختفی گردد و خلق ظاهر
باشد و درین مرتبه حق سمع و بصر بنده گردد همین
قرب نوافل است و چون سابق فرقے بیان فرمودند
میان فرض و نفل اکنون به فیضان بیان این
حدیث بیکرنگی آمده ازان قول اعراض می نماید که

بندہ اوسمین مخفی ہو کر اوسکی سماعت و بصارت
وغیرہ ہو گیا چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا
کہ اللہ تعالی نے اپنے بندہ کی زبان سے فرمایا
کہ سمع اللہ لمن حمدہ یا یہ اللہ کا ہاتھ ہے حالانکہ
محمد صلعم کا ہاتھ ہے اسی طرح ما رمیت اذ رمیت
مین اگرچہ رامی حقیقتًا وہی تھے لیکن اللہ نے رمی
کی اور ہمارے پیغمبر صلعم کو بیک دفعہ دونون قرب
حاصل تھے اور اولیاء اللہ کو بھی آپ کی متابعت
سے اور یہ بات دو حال سے خالی نہین یا حق ظاہر ہے
اور خلق پوشیدہ یا خلق ظاہر ہے اور حق پوشیدہ اگر اسم ظاہر کی تجلی
ہوتی ہے تو خلق حق مین پوشیدہ ہوتا ہے اور حق ظاہر ہوتا ہے
اس مرتبہ مین بندہ حق کی سماعت و بصارت ہو جاتا ہے
یہی قرب فرایض ہے اور اگر اسم باطن کی تجلی ہوتی ہے تو حق خلق مین
پوشیدہ ہوتا اور خلق ظاہر ہوتی ہے اور اس مرتبہ مین حق بندہ
کی سماعت و بصارت ہو جاتا ہے یہی قرب نوافل ہے اور چونکہ
پہلے فرض و نوافل مین فرق بیان فرمایا تھا تو اس حدیث کے
فیضان بیان سے یکرنگی مین آکر اوس قول سے اعراض کرتے ہین کہ

قوله بل الفرض لا تکون مقربًا الا بتکمیله بالنوافل و بدونها یکون منجیا لا مقربًا مثل تقرب الفرض المکمل بالنوافل

اقول بلکہ فرض ہرگز مقرب حق نمی تواند شد
بدون تکمیل او بہ نوافل و بغیر تکمیل نجات دہندہ

بلکہ محض فرض بلا نوافل مقرب حق نہین ہو سکتے
البتہ دوزخ سے نجات دینے والے ہون گے

از دوزخ خواہد بود نہ نزدیک کنندہ ہمچو تقرب فرض
کامل بہ نوافل پس معلوم شد کہ این چنین فرض ہم
خالی از فائدۂ تقرب نیست گو تقرب کامل نہ بود
واقعی فرض کامل ہمین کہ شیخ فرمود یا مراد این ست کہ
مصلی استیعاب امور مستحبہ و مسنونہ و واجبہ کردہ باشد
یا این کہ با این ہمہ حضور قلب ضرور بودہ باشد و
در اصل نماز بے حضور قلب بجز تکلیف جوارح خواص
را فائدۂ تامہ موصلہ الی المقصود نہ بخشد بلکہ نماز عوام
مومنین نیز درست نمی تواند شد چرا کہ بحکم لو خشع قلبہ
لخشع جوارحہ خشوع کہ رکن رکین عبودیت است
از کجا خواہد آمد پس در زمرۂ قد افلح المومنون
الذین ھم فی صلوتھم خاشعون چگونہ داخل
خواہد بود و ادنے خشوع این است کہ در نماز بفہمد کہ
ما بہ حضور سلطان حقیقی استادہ ایم و راست و چپ
نگہبانان ادب برای محافظت من استادہ اند
مبادا خلاف ادبے سر زند کہ راندۂ درگاہ شوم و
خوف بندہ درین قیام کم از قیام بندگان پیش
سلاطین مجازی نہ بود و نماز مقربین و واصلین اینکہ
بحالت قیام راست و چپ بہشت و دوزخ
خیال کنند و خود را پیش حق ہمچو مردہ بدست غسال
بینند و صلوٰۃ عشاق این کہ در مشاہدۂ مشہود حقیقی

نہ فرض با نوافل کی طرح مقرب کرنے والی تو معلوم ہوا
کہ ایسا فرض بھی فائدۂ تقرب سے خالی نہین اگرچہ تقرب
کامل نہو واقعی فرض کامل یہی ہے جو شیخ نے فرمایا یا یہ
مطلب ہے کہ نمازی امور مستحبہ و مسنونہ و واجبہ سب کو
لیے ہوے ہو یا یہ کہ اس سب کے ساتھ حضور قلب بھی ضرور ہوتا
ہو اور درحقیقت نماز بلا حضور قلب تکلیف جوارح کے
سوا خواص کو مقصد پر پہونچنے کا پورا فائدہ نہین دیتی
اور نہ بغیر اسکے عام مومنین ہی کی نماز درست ہوتی
ہے کیونکہ بحکم لو خشع قلبہ الخ خشوع جو عبودیت
کا رکن اصلی ہے بغیر اس کے کہان سے آویگا تو قد
افلح المومنون کے گروہ مین کیسے داخل ہوگا ادنیٰ
خشوع یہ ہے کہ نماز مین یہ سمجھے کہ مین سلطان حقیقی
کی حضور مین کھڑا ہون اور داہنے بائین دو نگہبان
کھڑے دیکھ رہے ہین کہ کہین کوئی خلاف ادب بات
نہ ہو جائے جس سے مین راندۂ درگاہ ہو جاؤن اور
نمازی کو قیام مین اون غلامون سے کم خوف
نہ ہونا چاہیے جو بادشاہون کے سامنے کھڑے ہوتے
ہین اور مقربین و واصلین کی نماز یہ ہے کہ بحالت قیام
داہنے بائین جنت و دوزخ کا خیال کرین اور اپنی آپ
کو حق کے سامنے یون دیکھین جیسے مردہ نہلانیوالیکے ہاتھ
مین اور نماز عشاق یہ ہے کہ مشہود حقیقی کے مشاہدہ مین

چنان مستغرق باشند که حتے از خطرۂ غیر ہم نماند و
ہمین مراد این مقال است ؎ نماز خلق تسبیح و
سجود است ÷ نماز عاشقان ترک وجود است
قیام و قعدہ و تکبیر و نیت ÷ ہمہ محو است در عین
معیت ÷ نہ کہ نماز را بالکلیہ بگذارد و خود را از واصلان
درگاہ و مقربان آگہ داند زہی جہالت و خہی بطالت
بمصداق الصلوٰۃ معراج المومنین و الصلوٰۃ
عماد الدین بے نمازی پست و بنیاد دین او
چون او سست بود و ظاہر است کہ عمود سلف
بقاء عمارت می شوند بغیر این دعوئ قیام عمارت
انکار بداہت ست و کمتر فائدہ نماز حاوی شدن
مصلی است بر عبادت جملہ فرشتگان زہی مصلی کہ
از یک رکعت نماز برابر عبادت جملہ فرشتگان
رسد و اما سر تاکید نماز از جملہ عبادات این کہ
نماز ہر روز پنج وقتی ست بخلاف دیگر عبادات
مثل صوم و زکوٰۃ و حج کہ یک بار و یا بعد مدتے
می شوند ادای آن چندان دقت نیست امتحان
مومن کامل درین عبادت ہر روزہ بوجہ
احسن متصور است و نکتہ دیگر این کہ درین عبادت
نماز امریست کہ بدولت ترک آن شیطان رجیم
شد و آن سجدہ است کہ باظہار تکریم مظہر انسانی از

ایسے مستغرق ہون کہ خطرۂ غیر کا حس بھی باقی نہ رہے
اور یہی ان اشعار کا مطلب ہے کہ ؎ نماز خلق
تسبیح و سجود است الخ نہ یہ کہ نماز بالکل چھوڑ دے اور
اپنے آپ کو واصل و مقرب حق سمجھے کہ یہ محض جہالت
ہے بمصداق الصلوٰۃ معراج المومنین و الصلوٰۃ
عماد الدین بے نمازی پست اور اوسکے مذہب
کی بنیاد سست ہے ظاہر ہے کہ ستون باعث
قیام عمارت ہوتے ہین بلا اسکے قیام عمارت کا دعوے
بدیہی بات کا انکار ہے اور نماز کا ادنیٰ فائدہ یہ ہے
کہ نمازی تمام فرشتون کی عبادت پر حاوی ہوتا
ہے اوسکی کیسی خوش قسمتی ہے کہ وہ ایک رکعت
نماز سے تمام فرشتون کی عبادت کے برابر ہوجاتا
ہے اور تمام عبادات سے زیادہ نماز کی تاکید کا
سبب یہ ہے کہ یہ عبادت روزانہ پنج وقتی ہے
بخلاف اور عبادات روزہ و زکوٰۃ و حج کے جو
ایک بار یا ایک مدت کے بعد فرض ہوتی ہین
اون کے ادا کرنے مین زیادہ دقت نہین ہوتی مومن
کامل کا امتحان اس روزانہ کی عبادت مین خوب
ہوتا ہے اور دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اس مین سجدہ
ایک ایسی چیز ہے جسکے ترک کی بدولت شیطان
مردود ہوا اور جس کا انسان کی اظہار تعظیم کے لیے

ملائکہ خواستہ شدہ بود چون غیرت الٰہیہ بدولت انکار آن معلم الملکوت را راندہ ساخت اکنون بقصد شفقت و مرحمت تاکید مزید از بندگان بیدارد کہ شما آن عبادت را کہ در وقتی بغرض تعظیم شما از ملائکہ خواستہ شدہ بود ادا کردہ فرشتگان را بنمائید تا من بہ تفریع پندار شان او شان را گویم کہ ببینید کہ این انسان ملوث با حادثات امکانیہ چسان بآن تعظیم کہ برای او مقرر شدہ بود شکرانہ مکرمت ما می گزارد و معلم شما اصل الاصول امر ما را انکار کرد پس وای بر معلم نافرمان شما و صد رحمت برین بندگان فرمان بردار و شکر گزاران ما کہ با این ہمہ موجودگی مادۂ شہوت خود را بر خاک مذلت انداختہ پرستش ما می کنند و می خوانند مرا بہ وقت عیش و آرام حضرت شاہ ولی اللہ محدث در حجۃ اللہ البالغہ می فرمایند کہ صلوٰۃ معجون مرکب است از فکر یکہ مصروف است جانب عظمت او تعالیٰ بقصد ثانی و التفات طبعی کہ حاصل است ازین ہر یک نقصان نیست صاحب استعداد را خوض در لجۂ شہود بلکہ این منبہ است آن را بہ تمام تر بیان و مرکب است از ادعیہ مبنیۂ اخلاص عمل مصلی برای حق و متوجہ شدن جانب حق و قصد کردن استعانت خاص از حق

فرشتوں کو حکم دیا گیا تھا چونکہ غیرت الٰہی نے بوجہ انکار معلم الملکوت کو مردود کیا تو اب بہزار شفقت و مرحمت بندوں سے زیادہ تاکید فرمائی کہ تم سب وہ عبادت جو تمھاری تعظیم کے لیے ملائکہ سے چاہی گئی تھی ادا کر کے فرشتوں کو دکھاؤ تاکہ مین اون کا غرور توڑنے کے لیے اون سے کہوں کہ دیکھو یہ انسان جو دنیاوی گندگیوں سے آلودہ ہے کیسا اوس مقررہ تعظیم سے ہماری بخشش کا شکریہ ادا کرتا ہے جس سے تمھارے معلم نے انکار کیا تھا پس تمھارے معلم نافرمان پر افسوس اور ان فرمان بردار و شکر گزار بندون پر صد رحمت کہ کیسے یہ باوجود مادہ شہوت موجود ہونے کے اپنے آپ کو ذلیل جان کر ہماری عبادت کرتے اور عیش و آرام کے وقت ہم کو یاد کرتے ہین حضرت شاہ ولی اللہ محدث حجۃ اللہ البالغہ مین فرماتے ہین کہ نماز ایک معجون ہے اوس فکر سے مرکب جو عظمت حق تعالیٰ کی طرف بقصد ثانی و التفات طبعی مصروف ہے اور صاحب استعداد کو لجۂ شہود مین غوطہ لگانا مضر نہین ہے بلکہ بہمہ تن مفید ہے اور اون دعاؤن سے مرکب ہے جو نمازی کے خلوص عمل اور حق کی طرف متوجہ ہونے اور خاص حق سے مدد چاہنے پر مبنی ہین

و مرکب است از افعال تعظیمیه مثل رکوع و سجود که
ہر یک ازین پشت و پناہ دیگریست و مکمل آن
پس بدین ہیچو حالات صلوة نافع گردید عوام را
و خواص را چون تریاق قوی الاثر و بدین غرض
فرض شد صلوة بر انسان بہ مقتضائے اصل
استعداد او و صلوة معراج مومنین است و معدہ
برای تجلیات اخرویه چنانچه در خبر است که فرمود
آنحضرت صلعم خواهید دید پروردگار خود را پس اگر
طاقت دارید از صبح تا عصر مشغول نماز باشید
و نماز سبب عظیم است محبت و رحمت حق را در خبر است
که فرمود آنحضرت صلعم اعنی علی نفسك بکثرة
السجود و حکایت می فرماید حق تعالی از اہل نار
ولم نك من المصلین پس ہرگاه متمکن شد
صلوة از عبد در پیوست او بہ نور الٰہی و پوشیده شد
از و خطیئات او ان الحسنات یذهبن السیئات
و چیزے نافع تر برای معرفت مثل نماز نیست خصوصًا
ہرگاه که افعال و اقوال آن بحضور قلب و نیت
صالح ادا کرده شوند و اگر نماز رسمی است نفع خواهد
بخشید بعوام اہل رسوم نفع بین و شعار اسلام خواهد
بود که بدان تمیز کرده شود میان مسلم و کافر و هو
قوله صلعم العهد الذی بیننا و بینهم الصلوة

اور افعال تعظیمی سے مرکب ہے جیسے رکوع و سجود
جن مین ہر ایک دوسرے کا پشت و پناہ ہے تو
ان حالات کو دیکھتے ہوے عام لوگون کے لیے
نماز مفید اور خاص کے لیے قوی الاثر تریاق ہوئی
اسی غرض سے نماز انسان پر بلحاظ اوسکی اصل
استعداد کے فرض کی گئی اور نماز مومنین کی معراج
اور تجلیات اخرویہ کے لیے آمادہ کرنے والی ہے چنانچہ
حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم اگر اپنے
پروردگار کو دیکھنا چاہتے ہو تو صبح سے عصر تک نماز مین
مشغول رہو کیونکہ نماز حصول محبت و رحمت حق کا بڑا
ذریعہ ہے حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ
اعنی علی نفسك الخ اور حق تعالی اہل دوزخ کا قول
بیان فرماتا ہے کہ ولم نك من المصلین پس جب بندہ
نماز پر قایم ہو گیا تو نور الٰہی سے مل گیا اور اوسکے گناہ
اوس سے پوشیدہ ہوگئے نیکیان گناہون کو میٹ
دیتی ہین اور معرفت کے لیے نماز سے زیادہ نافع
کوئی چیز نہین خصوصًا جب وہ حضور قلب سے پڑھی جائے
اور اگر رسمی نماز ہے تو بھی رسم ادا کرنیوالے کو پورا نفع
بخشیگی اور شعار اسلام ہو گی جس سے مسلمان و کافر
مین تمیز کیجائیگی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد ہے کہ ہم مین اور اون مین عہد نماز ہے

فمن ترکها فقد کفر و الحق چیزے برای تمرین
نفس بر انقیاد طبیعت برای عقل و حرمان آن در
حکم عقلی مثل نماز نیست و در معارج النبوت مذکور
است که صلوة معراجست که عوام و خواص ازین ممر
بحسب استعداد بذروهٔ اختصاص رسیده اند چنانچه
آنحضرت صلعم فرمود و جعلت قرة عینی فی
الصلوة امام فخر الدین رازی در تفسیر کبیر تقریر این
معنی چنین فرموده که چون آنحضرت از جناب اقدس
مراجعت فرمود گفت الهی این نصیب امتی من
هذا الشرف خطاب آمد که معراج امتک
صلوة الجمعة آنحضرت صلعم چون باین عالم
مراجعت فرمود یاران را خبر داد که الصلوة معراج
المومنین و امام می فرماید که نماز جامع است مر
معراج جسمانی و روحانی را زیرا که مشتمل است
بر افعالے که تعلق بقالب دارند و هم به قلب و
بیان این معراج چنان ست که چون آنحضرت
عزیمت آن سفر مبارک مصمم گردانید اول به طهارت
مبادرت نمود که حلول در مقام قدس بی طهارت
میسر نگردد لاجرم جبرئیل از حوض کوثر برای آن سرور
آب طلبید رضوان را فرمود تا دو ابریق از یاقوت
احمر مملو از آب کوثر با طشت زمرد اخضر مشتمل بر چار

جس نے اس کو ترک کیا اوس نے کفر کیا اور واقعی
کوئی چیز نفس کو اس بات کا خوگر کرنے مین کہ طبیعت
عقل کی مطیع رہے اور اوسکے احکام مین دخل نہ دے
نماز کے مثل نہین اور معارج النبوت مین ہے کہ نماز
معراج ہے اسی کی وجہ سے ہر شخص اپنے حسب استعداد
مرتبہ اختصاص پر پہونچتا ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہے امام فخر الدین رازی
نے تفسیر کبیر مین اس کے معنی یہ بیان فرمائے ہین کہ
جب آنحضرت صلعم خدا کی جناب سے واپس ہونے لگے
تو عرض کیا کہ الٰہی اس بزرگی سے میری امت کا حصہ
کیا ہے خطاب ہوا کہ تیری امت کی معراج نماز جمعہ ہے
آنحضرت صلعم نے معراج سے واپس ہوکر صحابہ سے
فرمایا کہ نماز معراج مومنین ہے پس نماز معراج روحانی و
جسمانی دونون کی جامع ہے کیونکہ اون افعال پر شامل
ہے جو قالب اور قلب دونون سے متعلق ہین اور اس
معراج کا بیان یون ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے
اوس سفر مبارک کا عزم مصمم کیا تو پہلے طہارت کرنا چاہی
کیونکہ مقام قدس مین بلا طہارت کے گذر نہین
لهذا حضرت جبریل نے حوض کوثر سے پانی منگوایا
رضوان سے فرمایا کہ یاقوت سرخ کے دو لوٹون
مین آب کوثر مع طشت زمردین کے لاؤ اوسکے چارون

ضلع مرصع بہ گوہر کہ شعاع آنہا بہ آسمان می رسید
حاضر آورد۔ کذلک چون بندہ بعزیمت نماز قدم
نیاز در خدمت برای اطاعت الٰہی نہد ظاہر را
بآب مطلق مطہر گرداند چنانچہ در ظاہر شرع مبین ست
وچون قصد طہارت باطن کند وتوفیق الٰہی
رفیق او گردد رضوان الٰہی دو ابریق خوف ورجا
کہ از کوثر ایمان بہ آب عرفانش مملو گردانیدہ
بآن مصلی نماز نیاز کرم نماید بعد ازان طشتی از علم
کہ مرآن را چار ضلع است یکے علم افعال دوم
علم صفات سوم علم اسماء چہارم علم ذات کہ ہر
ضلع ازین اضلاع مکلل بجوہرے مخصوص است مثل
علم افعال بجوہر توحید وعلم صفات بواحدیت وعلم
اسماء بہ احدیت وعلم ذات بغیب ہویت بآن
ہمراہ کرداند چون مصلی را طہارت ظاہر وباطن میسر
گردد برای او براق محبت بزین مودت ترتیب دادہ
پیش کشند وآن را دو بال باشد یکے از شوق و
دیگر از ذوق کہ بقدم اول از کونین می گذرد واورا
بطرفۃ العین بہ بیت المقدس توجہ بجناب خود رساند
تا از درون جان ندای انی وجہت وجہی للذی
فطر السموات والارض برآرد وبعد ازان چنانکہ
آنحضرت صلعم را در جناب قدس اطلاع بر آثار عظمت و

کو نے نہایت روشن موتیوں سے مرصع تھے اسی طرح
جب نمازی نماز پڑھنا چاہتا ہے تو طہارت ظاہری
پانی سے کرتا ہے اور جب بہ توفیق الٰہی طہارت باطنی
کرنا چاہتا ہے تو رضوان الٰہی خوف ورجا کے دو لوٹے
مین کوثر ایمان کا آب عرفان اوسے دیتا ہے اور
علم کا طشت بھی جس کے چار گوشے ہین ایک علم
افعال دوسرے علم صفات تیسرے علم اسماء چوتھے
علم ذات جس کا ہر گوشہ ایک خاص جوہر
سے مرصع ہے علم افعال جوہر توحید سے اور علم
صفات واحدیت سے اور علم اسماء احدیت
سے اور علم ذات غیب ہویت سے جب
نمازی بظاہر وباطن پاک ہوجاتا ہے تو
اوس کے لئے براق محبت لایا جاتا ہے۔ جس کے
دو بازو ہوتے ہین ایک شوق کا دوسرا
ذوق کا وہ پہلے قدم مین کونین سے گذر جاتا
ہے اور اوس کو چشم زدن مین توجہ کے
بیت المقدس مین پہونچا دیتا ہے تب
اوس کے دل سے انی وجہت وجہی للذی
فطر السموات والارض
کی آواز آتی ہے پھر جس طرح آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم درگاہ الٰہی مین آثار عظمت و

قدرت چنان میسر گشته بود کہ جمیع مکنونات را
از ملکیات و ملکوتیات در تجلی عظمت و کبریائے
مضمحل دید بندۂ مصلی بنظر عقل در کل اشیاء
تامل نماید و از انواع نباتات و معادن و حیوان و
انسان وغیر آن بر اندیشد بعد ازان توجہ بعالم
بالا کند از آسمانہا و گروہ ملائکہ تا سدرہ و سکان
آن و لوح و قلم و عرش و کرسی و بہشت و دوزخ و
عالم اجسام و عالم ارواح از ارضیہ و سماویہ و ملک و
ملکوت و غیب و شہادت در حیطۂ نظر ہمت در آرد
و پرتو انوار عظمت الٰہی را برہمہ گمارد تا ہمہ را چون
ستارہ در جنب آفتاب نابود بیند و از روی تحقیق
و یقین دست بر کونین افشاند و گوید اللہ اکبر بعدہ
ہر دو دست بر سرحد اسفل و اعلی کہ بود از ان در
عالم صغیر یعنی وجود انسانی ناف ست بر بندد تا
مشوشات نفسانی بہ لطائف روحانی تعرض نرسانند
القصہ چنانکہ خواجہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قدم از
صخرہ بیت المقدس برداشت و بر معراج نہاد
ہمچنین بندۂ مصلی بعد از تکبیر تحریمہ قدم بر معراج ثنا
نہد و کلمۂ سبحانک اللھم وبحمدک برزبان
راند کہ معراج آدم صفی اللہ بہمین کلمہ بود فتلقی
آدم من ربہ کلمات بلکہ معراج ملائکۂ مقدس

قدرت پر ایسے مطلع ہوئے تھے کہ تمام مکنونات ملکیات
و ملکوتیات کو اوس کی تجلی عظمت و کبریائی مین
مضمحل دیکھا تھا ویسے ہی نمازی بھی بنظر عقل
تمام چیزون مین غور کرتا ہے اور اقسام نباتات و
حیوان و انسان وغیرہ کو سمجھتا ہے پھر عالم بالا کی طرف
توجہ کرتا ہے اور آسمانون اور ملائکہ سے لیکر سدرۃ المنتہی
اور اوس کے رہنے والون اور لوح و قلم و عرش و کرسی و
بہشت و دوزخ و عالم اجسام و عالم ارواح ارضی و
سماوی و ملک و ملکوت و غیب و شہادت تک نظر
ہمت مین لاتا اور اون کو انوار عظمت الٰہی کا پرتو سمجھکر
ستارہ کی طرح جنب آفتاب حقیقت مین نابود دیکھکر
بہ تحقیق و یقین کونین سے ہاتھ اوٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہے
پھر دونون ہاتھ سرحد عالم سفلی و علوی پر جس کا ظہور
وجود انسانی مین ناف ہے باندھتا ہے تاکہ تشویشات
نفسانی لطائف روحانی سے تعرض نہ کرسکین
غرض جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صخرۂ
بیت المقدس سے معراج کو تشریف لے گئے نمازی
بھی تکبیر تحریمہ کے بعد معراج ثنا پر قدم رکھتا اور
زبان سے سبحانک اللھم وبحمدک کہتا ہے
کیونکہ معراج آدم صفی اللہ اسی کلمہ سے ہوئی کہ
فتلقی آدم من ربہ الخ بلکہ معراج ملائکۂ مقدس

نیز ہمین بود ونحن نسبح بحمدك ونقدس
لك بلکہ کلید معراج محمدی صلعم نیز ہمین کلمہ بود
کہ فسبح بحمد ربك لاجرم سبب عروج ہمہ عالمیان
ہمین کلمہ آمد کہ وان من شئ الا یسبح بحمدہ
بعد از انکہ در معراج آنحضرت صلعم قدم بر اطباق
سموات نہاد ہر ہفت طبقہ را از دخل وتصرف
شیطان محفوظ دید کہ وحفظا من کل شیطان
مارد کذلک چون مصلی از معراج ثنا قدم بر آسمان
معارف نہد خواہد کہ اطوار ہفتگانۂ دل را کہ نمونۂ
اطباق سموات سبع است از مکائد شیطان
وساوس آن پاک گرداند زبان بہ گفتار اعوذ
باللہ من الشیطان الرجیم بکشاید بعد از انکہ آنحضرت
صلعم از اطباق سموات درگذشت بہ بہشت
رسید وہر یک باب او را مفتاحی دید مفتاح
باب اول معرفت بود ودوم را ذکر سوم را شکر
چہارم را رجا پنجم را خوف ششم را اخلاص ہفتم را
دعا ہشتم را اقتدا کذلک چون مصلی سموات اطوار
قلب را طے کردہ بہ بہشت مکاشفہ می رسد آنرا
ہشت در می بیند کہ برائے ہر درے کلیدے
معین است در اول کہ باب المعرفت است بہ کلید
معرفت و ایمان می کشایند ودر دوم را کہ باب الذکر است

بھی یہی تھی ونحن نسبح الخ اور معراج محمدی صلعم
بھی یہی کلمہ تھی کہ فسبح بحمد ربك لہذا تمام عالم
کے عروج کا سبب یہی کلمہ ہوا کیونکہ کوئی چیز ایسی
نہین جو خدا کی تسبیح نہ کرتی ہو پھر جس طرح معراج
مین آنحضرت صلعم نے آسمانون پر تشریف لیجا کر
اون کو شیطان کے دخل وتصرف سے محفوظ دیکھا
اسی طرح جب نمازی معراج ثنا سے آسمان معارف
پر قدم رکھتا ہے اور اطوار سبعۂ قلب کو جو آسمان
کے سات طبقون کی طرح ہین شیطان کے مکائد و
وساوس سے پاک کرنا چاہتا ہے تو اعوذ باللہ
کہتا ہے پھر جس طرح آنحضرت صلعم آسمانون کی سیر
کر کے آٹھون بہشتون مین پہونچے تو ہر دروازہ کی
علیحدہ کنجی دیکھی پہلے دروازہ کی کنجی معرفت تھی
دوسرے کی ذکر تیسرے کی شکر چوتھے کی رجا پانچوین
کی خوف چھٹے کی اخلاص ساتوین کی دعا
آٹھوین کی اقتدا اسی طرح جب نمازی
اطوار قلب کے آسمانون کو طے کر کے بہشت
مکاشفہ مین پہونچتا ہے تو اوس کے آٹھ دروازے
دیکھتا ہے جس کے ہر دروازہ کی علیحدہ کنجی ہے
پہلا دروازہ باب المعرفت ہے یہ معرفت وایمان
کی کنجی سے کھلتا ہے دوسرا دروازہ باب الذکر ہے

بکلمۂ بسم اللہ و درِ سوم را کہ باب الشکر است
بہ مفتاح الحمد للہ و درِ چہارم را کہ باب الرجاء است
بہ الرحمن الرحیم و درِ پنجم را کہ باب الخوف است
بہ مالک یوم الدین و درِ ششم را کہ باب الاخلاص
است بہ کلمۂ ایاک نعبد و درِ ہفتم باب الدعا را
بہ کلید اھدنا الصراط المستقیم و درِ ہشتم باب الاقتدا
را بہ کلید صراط الذین تا ولا الضالین میکشاید
وھو المراد فی قولہ جنات عدن مفتحۃ
لھم الابواب بعد ازان چون مصلی بہ فرمان
فاقرؤا در بساتین سور قرآنی سیر می کند مثل سیر
آنحضرت در گلستان جنان و میل آن در دل
آنحضرتؐ بوجہ تجلیات تصرف نکرد کذلک مصلی
بعد از تلاوت کلام بسبب تجلی متکلم بہ مقتضائے
اذا تجلی اللہ لشیٔ خضع لہ در رکوع پشت خم
میکند و اعتراف بہ عظمت الٰہی نمودہ سبحان
ربی العظیم ورد زبان می سازد۔ بزرگان آن را
تجلی فعلی گفتہ اند و بسبب ظہور ہمان تجلی آنحضرت
صلعم ناظر آثار شد و گفت اللھم انی اعوذ بعفوک
من عقابک و چون مصلی رکوع بہ تواضع می کند
جناب عظمت الٰہی بموجب من تواضع للہ
رفعہ اللہ باز او را بہ مقام استقامت قرار می دہد

یہ بسم اللہ کی کنجی سے کھلتا ہے تیسرا دروازہ باب الشکر
ہے یہ الحمد للہ کی کنجی سے کھلتا ہے چوتھا دروازہ
باب الرجاء ہے یہ الرحمن الرحیم کی کنجی سے کھلتا ہے
پانچواں دروازہ باب الخوف ہے یہ مالک یوم الدین
کی کنجی سے کھلتا ہے چھٹا دروازہ باب الاخلاص ہے
یہ ایاک نعبد کی کنجی سے کھلتا ہے ساتواں دروازہ
باب الدعاء ہے یہ اھدنا الصراط المستقیم کی کنجی سے
کھلتا ہے آٹھواں دروازہ باب الاقتداء ہے یہ صراط
الذین کی کنجی سے کھلتا ہے آیت جنات عدن
مفتحۃ لھم الابواب کا یہی مطلب ہے پھر بحکم
فاقرؤا چمنستان سور قرآنی کی سیر کرتا ہے جیسے آنحضرتؐ
نے باغہائے جنت کی سیر کی اور اسکا کوئی اثر بوجہ
تجلیات کے آنحضرت صلعم کے دل پر نہو اسیطرح نمازی
بعد تلاوت کلام بسبب تجلی متکلم بمقتضای اذا تجلی اللہ
لشیٔ خضع لہ رکوع میں جھکتا اور عظمت الٰہی کا اقرار
کر کے سبحان ربی العظیم کہتا ہے بزرگان دین
کے نزدیک یہ تجلی فعلی ہے اسی تجلی کے ظہور کی
وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللھم انی
اعوذ بعفوک فرمایا تھا پھر جب تواضع سے رکوع
کرچکتا ہے تو حق تعالے اوسے بموجب من
تواضع للہ مقام استقامت عطا کرتا ہے تاکہ

بشکرانۂ نعمت استقامت زبان بحمد خداوندی
میکشاید و بہ قبول حمد خود می نازد کہ سمع اللہ لمن
حمدہ چون حمد بہ محمود واصل گشت تجلی دیگر از تجلیات
صفاتی بہ بندہ می رسد کما قال علیہ الصلوۃ
والسلام اذا قال العبد سمع اللہ لمن حمدہ
نظر اللہ الیہ بنظر الرحمۃ و این نظر رحمت
عبارت از تجلی صفات است و مستدعی زیادتی
خشوع لاجرم در مقابل آن بندہ سجود می کند کہ
نہایت خشوع و تذلل است چنانچہ در مقابلۂ تجلی
افعالی رکوع میکرد و ہمین معنی بود کہ آنحضرت صلعم
اظہار آن فرمود کہ اعوذ برضاک من سخطک
و چون سر از سجود بر میدارد تجلی ذاتی وارد میشود و
این تجلی کنایت است ازان قربت کہ ثمرۂ شجرۂ
خضوع و مکنت است و این بلندترین مقامات
سالکان است و این جا دقیقہ ایست کہ چون
میان تجلی افعالی و صفاتی تفاوت بود بجہت امتیاز
فعل از صفت در تواضعے کہ متفرع بود بر آنہا
لاجرم تفاوت ظاہر آمد تا یکے رکوع و دیگرے سجود
آمد اما چون ذات و صفات را از یکدیگر امتیاز نبود
مظاہر این دو تجلی نیز از یک دیگر ممتاز نہ گشتند
ہر دو سجدہ دیگر رنگ آمدند فاما بیہما معنیٔ تفاوت

نعمت استقامت کے شکریہ مین حمد کرکے اوسکی قبولیت
پر ناز کرے کہ سمع اللہ لمن حمدہ پھر حمد کے
بعد بندہ پر تجلی صفاتی ہوتی ہے جیسا کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ جب بندہ سمع اللہ کہتا ہے تو اللہ
تعالی اوس کی طرف بنظر رحمت دیکھتا ہے اس نظر
رحمت سے تجلی صفاتی مراد ہے جو زیادہ خشوع چاہتی
ہے لہذا اوس کے مقابل مین بندہ سجدہ کرتا ہے
جو انتہائے خشوع و ذلت ہے جس طرح تجلی افعالی
کے مقابلہ مین رکوع کرتا تھا اسی کا اظہار آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ اعوذ برضاک من سخطک
پھر جب سجدہ سے سر اوٹھاتا ہے تو تجلی ذاتی
ہوتی ہے اس تجلی سے وہ قرب مراد ہے جو خضوع
کا نتیجہ ہے یہ سالکین کا سب سے اعلے مقام ہے
اور یہان ایک دقیقہ ہے کہ چونکہ تجلی افعالی و
صفاتی مین بوجہ امتیاز فعل و صفت فرق تھا
لہذا اوس تواضع مین بھی جو اون سے پیدا ہے
فرق ظاہر ہوا جس سے ایک رکوع اور دوسرا
سجدہ ہوا اور چونکہ ذات و صفات باہمدیگر
ممتاز نہ تھے لہذا ان تجلیون کے مظاہر
بھی ممتاز نہ ہوئے دونون سجدے ایک
طرح کے ہوئے مگر معنےً بہت فرق

بسیار است کہ اسرار آن بوقت کشف ظاہر شوند
بعد ازان چون معراج آنحضرت صلعم ہم بروح بود
وہم بجسد در نماز دو رکعت فرض آمدند تا رکعت
اولی معراج اجسام وثانیہ معراج ارواح نام فتاد
وبعد از تصحیح معراج ارواح واشباح جلوس بر
وسادت لازم است وثناء الٰہی واجب چنانکہ
آنحضرت در مقام دنی فتدلی بہ ثناء حق مبادرت
نمود کہ التحیات للہ بندہ نیز بآن ثنا مامور شد
وچون مفتاح این ابواب مغلقہ بشرف قدوم آنحضرت
میسر گشتہ بود لابد بروح پر فتوح آنحضرت محمد تحیے
عرض باید کرد کہ السلام علیک تا کہ جواب سلام
از آنحضرت شنود کہ السلام علینا سائلے ازین
مصلی سوال می کند کہ وصول باین درجات بچہ
وسیلہ یافتۂ میگوید کہ بدولت شہادت اشہد
ان لا الہ الا اللہ او میگوید کہ چنین مصلی بذیل صلوٰۃ
آنحضرت شامل است باز سائل گوید کہ شرف
متابعت این خواجہ بہ برکت دعوت خلیل میسر
گشتہ کہ از برائے تو رسالت آنحضرت مسألت
نمودہ کہ ربنا وابعث فیہم رسولا منہم پس
ذکر خیرش ہم مناسب مصلی می گوید کما صلیت الخ
بعد ازان کہ خواجہ علیہ السلام دران بارگاہ عالی مقام

ہے جن کے اسرار کشف کے وقت ظاہر ہوتے ہین
پھر چونکہ آنحضرت صلعم کی معراج روحانی بھی تھی
اور جسمانی بھی لہذا نماز مین دو رکعتین فرض ہوئین
پہلی رکعت کا معراج اجسام اور دوسری کا معراج
ارواح نام رکھا گیا بعد معراج ارواح واجسام ہونیکے
مصلے پر بیٹھنا لازم اور ثنائے الٰہی واجب ہے تا کہ جسطرح
آنحضرتؐ نے مقام دنی فتدلی مین التحیات للہ کہکر
خدا کی حمد کی بندہ بھی اوسی طرح حمد کرے اور چونکہ اون
بند دروازون کی کنجی آنحضرت صلعم کے شرف قدوم
سے میسر ہوئی لہذا آنحضرت صلعم کی روح پر فتوح پر بھی
درود پڑھنا چاہیے کہ السلام علیک تا کہ جواب سلام
آنحضرتؐ سے ملے کہ السلام علینا الخ سائل نمازی
سے پوچھتا ہے کہ تو ان درجون پر کس طرح پہونچا وہ
کہتا ہے کہ اشہد ان لا الہ الخ کہنے سے تب وہ
کہتا ہے کہ ایسا نمازی جو درود پڑھتا ہے آنحضرتؐ
کے ساتھ صلوٰۃ مین شامل ہے پھر سائل کہتا ہے
کہ آنحضرت صلعم کا شرف متابعت تجھکو حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی دعا کی برکت سے حاصل ہوا انھون
نے تیرے لیے آنحضرتؐ کی رسالت چاہی تھی کہ
ربنا وابعث فیہم تو اون کا ذکر خیر بھی مناسب ہے نمازی
کہتا ہے کما صلیت الخ پھر جب آنحضرت اس بارگاہ عالیجاہ مین

تمکن یافت واز حضرت حق بخطاب اسئل تعط
واشفع تشفع مشرف گشت ہرچہ از ان حضرت
استدعا نمود ہمہ غفران امت بود مصلی نیز بعد از
حصول دولت قرب الٰہی بر ہمان وتیرہ بعد از
ثنا و درود مغفرت مومنین ومومنات می طلبد تا
تحقیق معنی التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی
خلق اللہ نمودہ باشد لاجرم اللھم اغفر للمومنین
والمومنات میگوید بعد ازان کہ آنحضرت صلعم
خدمت خودرا باتمام رسانید وخاطر از مہمات امت
جمع گردانید امر مراجعت شد اول عبور آنحضرت
بہ ملائکہ ملکوت افتاد بعد ازان رجوع باصحاب و
یاران فرمود کذلک مصلی را نیز وقت رجوع از سفر
معراج نماز امر است بہ سلام اول بہ نیت ملائکہ کرام
دوم بہ خواص وعوام انام کہ در صف جماعت انتظام
یافتہ اند زہی معراج وخہی صلوۃ ولفظ صلوۃ در اصل
لغت موضوع است بازاء معنی دعا و در شریعت
بازاء مجموع اذکار وہیآت قلبی وقالبی وقولی و
فعلی یعنی حقیقت دعا بر وضع اتم واعم آن کہ بندہ
ہمہ تن قولاً وفعلاً وعملاً وحالاً حق تعالی را از سر
تضرع وابتہال بخواند وبعضے گفتہ اند کہ اشتقاق
صلوۃ از صلی است وصلی در آتش رفتن بود یعنی

پہونچے اور خدا نے فرمایا کہ جو مانگو وہ تم کو دیا جائیگا اور
جس کی شفاعت کروگے قبول کیجائیگی تو آنحضرت
صلعم نے صرف بخشش امت ہی کی دعا مانگی اوسی
طرح نمازی بھی دولت قرب الٰہی پاکر ثنا اور درود
کے بعد مومنین ومومنات کی مغفرت چاہتا ہے
تاکہ التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ کے
معنی ثابت ہوجائین لہذا اللھم اغفر الخ کہتا ہے
پھر جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی
خدمت پوری کرنے اور مہمات امت سے دل
مطمئن کر لینے کے بعد واپسی کا حکم ملا اور آپ
ملائکہ ملکوت پر گذرتے ہوے اپنے دوست اصحاب
کی طرف پلٹے اسی طرح نمازی کو بھی سفر معراج نماز
سے پلٹ کر اولاً ملائکہ پھر جماعت کے عام وخاص
لوگون پر سلام کا حکم ہے کیا خوب معراج اور کیا
اچھی نماز ہے اور لفظ صلوۃ لغتاً دعا اور شرعاً
مجموعۂ اذکار اور ہیئات قلبی وقالبی وقولی و
فعلی کے معنے مین بنایا گیا ہے یعنی حقیقت دعا
پورے طور پر یہ ہے کہ بندہ ہمہ تن قولاً وفعلاً وعملاً
وحالاً خداوند تعالے سے بہ عاجزی وزاری
دعا مانگے اور بعض کہتے ہین کہ صلوۃ صلی سے مشتق
ہے جس کے معنی آگ مین گرنے کے ہین یعنی

وجود مصلی در صلوة بقبول انوار تجلی صفات از غایت
خضوع و خشوع و حرقت گویا در آتش بود و علامت
این تجلی خضوع قلب است کما اذا تجلی الله لشیٔ
خضع له و علامت خضوع قلب خشوع قالب است
و خضوع قلبیه لخشیت جوارحه و خشوع موجب
نجات از قید صفات وجود است قد افلح
المومنون الذین هم فی صلوتهم خاشعون
و بعضی گفته اند که اشتقاق آن از صلت است یعنی
مصلی حقیقی آن که در حال صلوة به غلبهٔ نور شهود معبود
و بلاشی رسوم وجود از خلق منفصل و بحق متصل بود
چنانکه سید کاینات صلعم در اوقات معارج بقلب
قالب واصل حضرت ربوبیت گشته خواص امت
خود را به ترقی در معارج و مدارج صلوة طریق وصول
بحضرت حق بکشود که الصلوة معراج المومنین
و هیات سبعه که ارکان صلوة اند یعنی دو قیام و دو
رکوع و دو سجود و قعود بر مثال طبقات سموات سبع
مراقی معارج مصلی اند که معراج او بدان متحقق گردد
و قعدهٔ اخیرهٔ تشهد مطلع آفتاب شهود و منتهی سیر
وجود است و در ابتدای تشهد التحیات صورت
تحیت و سلام مصلی است بر حضرت الوهیت و
روح نبی صلعم و ارواح دیگر بندگان صالح که معتکفان

نماز مین نمازی تجلی صفات کے انوار قبول کر کے
انتہا خضوع و خشوع و حرقت سے آگ کی طرح
ہو جاتا ہے اور اس تجلی کی علامت خضوع قلب ہے
کیونکہ اللہ تعالی جب کسی چیز پر تجلی کرتا ہے تو وہ اوسکے
لیے پست ہو جاتی ہے اور خضوع قلب کی علامت
خشوع جسم ہے اگر قلب مین خضوع ہو تو اعضا مین
بھی خشوع ہوگا اور خشوع صفات نفسانی کی قید
سے چھڑاتا ہے بیشک اونھین مومنون نے فلاح
پائی جو اپنی نماز مین خشوع رکھتے ہین اور بعض کہتے ہین
کہ صلوة صلت سے مشتق ہے یعنی حقیقی نمازی وہ ہے
جو نماز مین شہود معبود کے غلبۂ نور اور رسوم وجود مٹنے
سے خلق سے علیحدہ اور حق سے متصل ہو جیسے آنحضرت
صلعم نے اوقات معراج مین قلبًا و قالبًا حضرت حق
سے واصل ہو کر خاصان امت کے لیے نماز مین ترقی
کرنے سے خدا تک پہنچنے کا راستہ کھول دیا کہ معراج
مومنین ہے اور نماز کے ساتون رکن یعنی دو قیام اور دو
رکوع اور دو سجدے اور ایک قعدہ آسمانون کے سات
طبقون کی طرح معراج کے زینے ہین جس سے اوسکو
معراج حاصل ہوتی ہے اور قعدۂ اخیرہ تشہد آفتاب وجود کا مطلع
اور سیر وجود کا منتہی ہے اور تشہد مین اللہ کیلیے التحیات
اور آنحضرت صلعم پر درود اور دیگر بندگان صالح کی روحون

جناب قدس وساکنان حضرت انس اندر مثال
افتتاح کلام سید المرسلین صلعم بہ تحیت رب العالمین
درحالت انفلاق صبح دنی فتدلی وطلوع آفتاب
ماکذب الفؤاد ومارای کہ التحیات للہ
والصلوات والطیبات السلام علیک
ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا
وعلی عباد اللہ الصالحین وسبب اندراج سر
معراج درصورت صلوۃ آن کہ رسول اللہ صلعم از
غایت رحمت وشفقت امتیان را از جملہ
مقامات علیہ واحوال سنیۂ خود بہرہ ور گردانیدہ
چون اورا از معارج سموات بگذرانیدند ودر بساط
قرب ومکالمت ومنادمت جادادند خواست کہ
ازین کرامت تحفۂ وازین مائدہ نوالۂ بجہت امت
بیارد صلوۃ راکہ صورت حال او داشت با او ہمراہ
کردند تا بوقت قدوم از سفر مبارک معراج برسم الفریضۃ
بکرامت با امت درمیان نہاد وازین جا معلوم
شد کہ علو شان صلوۃ بیش ازانست کہ ہمہ کس
بہ کمال آن توانند رسید چہ قدم وصول بکمال آن
اول صدر مسند رسالت علیہ افضل الصلوۃ را بود
وبعد ازو مقربان وخواص اتباع او را قدر استعداد
وحظ قرب ازان نصیبی مخصوص حاصل شد در خبر است

ویسی ہے کہ جیسے آنحضرت صلعم نے خداوند تعالیٰ
کی تعریف مین صبح دنی فتدلی اور آفتاب
ماکذب الفواد مارائی کے طلوع ہونے کے
وقت فرمایا تھا کہ التحیات للہ الخ اور نماز
کے معراج ہونے کا راز یہ ہے کہ آنحضرت صلعم
نے انتہائے رحمت اور شفقت سے امت کو
اپنے تمام مقامات عالیہ وحالات سنیہ سے
حصہ عطا فرمایا ہے جب خدای تعالے نے
آنحضرت صلعم کو بعد سیر سموات شرف قرب
ومکالمت عطا فرمایا تو آپ نے اس بخشش مین
سے امت کو بھی کچھ عطا فرمانا چاہا لہذا نماز جو
معراج کی صورت پر تھی آپ کو دی گئی
جو سفر مبارک معراج سے واپسی پر امت
کے لیے فرض ہوئی اور یہین سے معلوم
ہوا کہ نماز کی بزرگی ایسی ہے کہ ہر
شخص اوس کے کمال پر نہین پہونچ سکتا
کیونکہ سب سے پہلے کمال نماز پر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہونچے پیچھے
آپ کے مقربین وخواص تابعین
کو بقدر استعداد وقرب اوس
سے حصہ ملا - حدیث شریف مین ہے

که منکم من یصلی الصلوة کاملة ومنکم من
یصلی النصف والثلث والربع والخمس حتی
یبلغ العشر وازین جا فرمود عمر بن الخطاب رض که ان
الرجل لیشیب عارضاه فی الاسلام وما اکمل
للہ الصلوة پرسیدند وکیف ذالک فرمود لا
یتم خشوعها وتواضعها واقباله علی اللہ فیها
ودر صورت صلوة عبادت جمیع ملائکه درج است
چه از ملائکه بعضی پیوسته در رکوع باشند وبعضی در
سجود وبعضے در قیام وبعضی در قعود وبعضی در دعا
وبعضے در استغفار وبعضی در تلاوت وبعضی در
تسبیح وبعضے در تحمید وبعضی در صلوة بر نبی صلوات اللہ
علیه پس مصلی بواسطهٔ صلوة در سلک عبادت
جمیع ملائکه منسلک گردد وبه ثواب همه محظی شود و
عامل کامل آنست که همگی همت او بر تعهد تکمیل
صلوة وتوفیهٔ حق آن مصروف باشد ومنجمله آن
یکے این که در هیئتے از هیئات صلوة تا ذوق خشوع
لایق آن به مذاق جان نرسد قصد انتقال بهیئتی
دیگر نه کند الا در فرایض که تطویل متعذر باشد چه اگر
در مواقف هیئات صلوة که مهاب نفحات الٰهی اند
سکون وطمانینت رعایت نه کند وبه مقتضاے
طبیعت بشری در انتقال از هیئتے بهیئتے تعجیل و

کہ تم مین بعض وہ لوگ ہین جو پوری نماز پڑھتے
ہین اور بعض جو آدھی اور تہائی اور چوتھائی
یہان تک کہ دہائی تک پہونچتے ہین اسی لیے حضرت
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واقعی آدمی
اسلام مین بڈھا ہو جاتا ہے مگر اللہ کی نماز پوری
نہین کرپاتا لوگون نے پوچھا کہ یہ کیسے فرمایا کہ نماز مین
اوسے خشوع و تواضع اور اللہ کی طرف کامل توجہ نہین
ہوتی اور یہ نماز تمام ملائکہ کی عبادت پر شامل ہے کیونکہ
بعض فرشتے ایسے ہین جو ہمیشہ رکوع مین رہتے ہین اور بعض
سجدے مین اور بعض قیام مین اور بعض قعدہ مین اور بعض
دعا مین اور بعض استغفار مین اور بعض تلاوت مین اور
بعض تسبیح مین اور بعض تحمید مین اور بعض آنحضرت صلعم پر
درود بھیجنے مین تو نمازی بذریعہ نماز تمام ملائکہ کی عبادت
پر حاوی ہو کر سب کا ثواب پاتا ہے عامل کامل وہی ہے جو ہمہ تن
تکمیل نماز اور اوسکا حق پورا کرنے مین مصروف رہے منجملہ
اونکے ایک یہ ہے کہ جب تک کسی رکن نماز مین ذوق
خشوع اوس رکن کے لایق اوسے نہ ہو تب تک
دوسرا رکن ادا کرنے کا قصد نہ کرے مگر فرض نمازون
مین کہ جن مین یہ دشوار ہے کیونکہ اگر مواقف
ارکان مین سکون و اطمینان کا لحاظ نہ
کرے گا اور اداے ارکان مین عجلت

سرعت نماید ابواب فتوح برو مفتوح نہ گردند و ذوق
رحیق تحقیق بہ مذاق روح او نہ رسد وقتی بحضرت
رسالت ذکر سرقہ می رفت پرسید اتدرون
ایّ السرقۃ اقبح گفتند اللہ و رسولہ اعلم
فرمود کہ سرقۃ الرجل فی الصلوٰۃ گفتند چگونہ
باشد فرمود لا یتم رکوعہا ولا سجودہا ولا
خشوعہا ولا القراءۃ فیہا دیگر آن کہ در اذکار
صلوٰۃ بہ معانی آن متصف بود چنانچہ معنی آن
ذکر صورت حال او باشد مثلا در رکوع چون گوید
سبحان ربی العظیم باید کہ دل و غرق تجلی
عظمت الٰہی بود دیگر آن کہ در تلاوت بہ حسن
استماع یا اسماع موصوف بود یا بحق از حق شنود
یا بحق بر حق خواند و اختصاص فاتحہ و تعین آن
بہ تلاوت در صلوٰۃ کہ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب
ازان جہت است کہ معنی صلوٰۃ دعاست بہ لسان
عبودیت در حضرت ربوبیت بر نعت اخلاص و
ادب و مضمون فاتحہ برین معنی مشتمل است چہ
طلب ہدایت صراط مستقیم دعائیست مصدّر بہ
ثنا حضرت الوہیت و اخلاص عبودیت و تصدیر
دعا بر ثنا و عبودیت از سر اخلاص کمال ادبست
و دعا بر نعت ادب مستجلب رحمت است و ارباب ذوق

کریگا تو اوسے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ ایک بار آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین چوری کا ذکر ہوا
آنحضرت نے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ کون چوری
زیادہ بُری ہے لوگون نے عرض کیا کہ اللہ اور اوسکا
رسول زیادہ جانتا ہے فرمایا کہ نماز کی چوری عرض
کیا کہ یہ کیونکر فرمایا کہ جس مین رکوع و سجدہ و خشوع و
قراءت اچھی طرح نہ ہو دوسرے یہ کہ اذکار نماز
مین اون کے معانی سے ایسا متصف ہو کہ اونھین
مین محو ہو جائے مثلاً جب رکوع مین سبحان
ربی العظیم کہے تو دل سے عظمت الٰہی کی تجلی مین
غرق ہو جائے تیسرے یہ کہ تلاوت مین یہ خیال
کرے کہ مین پڑھتا ہون اور حق سنتا ہے یا
حق ہی پڑھتا اور وہی سنتا ہے۔ اور سورۂ
فاتحہ کے نماز مین پڑھنے کی خصوصیت و
ضرورت یہ ہے کہ نماز سے مطلب خدائے
تعالےٰ سے بہ خلوص و ادب دعا مانگنے
کے ہین اور سورۂ فاتحۃ الکتاب کا مضمون
بھی ایسا ہی ہے کیونکہ صراط مستقیم کی ہدایت چاہنا
ایک ایسی دعا ہے جو خدا کی حمد و اخلاص عبودیت سے
صادر ہوتی ہے اور حمد کے ساتھ دعا مانگنا کمال ادب ہی اور
ادب سے دعا مانگنا مستجلب رحمت ہے اور ارباب ذوق

صلوٰة را حرمے عظیم بینند از حرمہائے الٰہی کہ دو باب
دارد یکے داخلی کہ تکبیر احرام است دیگرے خارجی کہ
تسلیم است و دران حرم اورا بارگاہ و مواقف
بسیار اند در ہر بارگاہے جلوۂ دیگر کردہ و در ہر
موقفے منزلے دیگر نہادہ تا دوستان و آشنایان
چون از باب تکبیر در آیند اول در بارگاہ قیام از جلوۂ
کبریائی او محظوظ شوند و نزل مکالمت و شہادت
بر دارند آنگاہ ببارگاہ رکوع آیند و جلوۂ عظمت بینند
و نزل تواضع و خضوع بر دارند و علی ہذا در جمیع ہیأت
تا آنگاہ کہ از باب تسلیم بیرون شوند پس وائے بر
کسی کہ بہ چنین حرمی در آید و دست غفلت بیرون
رود و از مشاہدہ و مکالمہ و مطالعۂ بارگاہ و نزل او
محروم ماند و از مہام محافظت بر صلوٰة یکے آن کہ
پیش از شروع نماز دل خود را از اشغال دنیوی و اسباب
تشتت خاطر و توزع باطن و تفرق ہموم فارغ گرداند
تا در صلوٰة حاضر بود کہ چہ میگوید و چہ می خواند و مست
غفلت نہ باشد تا مخاطب بہ خطاب لا تقربوا
الصلوٰة وانتم سکاریٰ حتی تعلموا ما تقولون
نہ باشد و ازین جہت در حدیث آمدہ کہ اذا حضر
العشاءُ والعشاءُ فقدّموا العشاءَ بالجملہ ہرچہ
مغیر مزاج باطن بود قبل صلوٰة آن را زائل گرداند

نماز کو منجملہ حرمہائے الٰہی حرم عظیم سمجھتے ہین جس کے
دو دروازے ہین ایک داخلی یعنی تکبیر احرام دوسرا
خارجی یعنی تسلیم جس مین اوس کی بہت سی بارگاہین
اور جگہین ہین ہر بارگاہ اور ہر جگہ مین ایک نیا جلوہ
ہے تاکہ دوست و آشنا جب دروازۂ تکبیر سے داخل
ہون تو پہلے بارگاہ قیام مین اوس کے جلوۂ کبریائی
سے محظوظ ہون اور بات چیت و ملاقات کا فائدہ
اوٹھائین پھر بارگاہ رکوع مین آئین اور اوس کے
جلوۂ عظمت سے تواضع و خضوع کا فائدہ اوٹھائین
اسی طرح اور تمام ارکان نماز مین سلام پھیرنے
تک تو اوس شخص پر نہایت افسوس ہے جو ایسی جگہ
غافل ہو کر جائے اور اوس کی زیارت اور بات چیت
اور وہان کی دعوتون سے محروم رہے اور مہمات
محافظت نماز سے ایک یہ ہے کہ نماز پڑھنے سے پہلے
اپنا دل دنیاوی کامون سے جو باعث پریشانی
قلب ہون فارغ و مطمئن کرلے تاکہ نماز مین جو کچھ
پڑھے اوس کا خیال رکھے غافل نہ رہے
اور اسی لیے حدیث مین آیا ہے کہ جب
رات کا کھانا اور رات کی نماز کا ایک
ساتھ اتفاق ہو تو کھانا مقدم کرو
غرض نماز سے پہلے ہر چیز سے دل کو فارغ کرے

ودرخبراست کہ لا یدخل احدکم فی الصلوٰۃ
وھو معطش ولا یصلین احدکم وھو غضبان
ودیگرآن است کہ پیش ازوقت باید کہ وضو سازد
ودر تقدیم سنت برفریضہ اہمال روا ندارد تا اگر
اثرے ازآثار کدورت وتفرقہ بجہت مخالطت
با خلق وصرف بعض اوقات درضروریات بدل
اوراہ یافتہ باشد بہ برکت نور سنت برخیزد و
باطن صلاحیت صلوٰۃ وشایستگی مناجات یابد و
طریق ہبوب نفحات الٰہی ونزول برکات نامتناہی
درفریضہ وسیع گردد دیگرآن کہ ترک جماعت نکند
چہ کہ درخبراست کہ تفضیل صلوٰۃ الجماعۃ علی
صلوٰۃ المنفرد بسبع وعشرین درجۃ تا نفوس
بواسطۂ اجتماع امتزاجی واختلاطی بایکدیگر پدید آید
چنانکہ اگر رابطۂ آن جمعیت قوت گیرد باتحاد انجامد
اگرچہ مثل اعضا ازیکدیگر متعاضد ومتناصر شوند
پس ہمہ یکے باشند ویک ہمہ بنابرین اگرازیشان
یکے در سیئتے از صلوٰۃ غافل ومقصر بود ودیگرے
حاضر ومکمل اثر حضور حاضر حکم غفلت غافل زائل
گرداند وصلوٰۃ ناقص او حکم کامل یابد وچندان کہ
اہتمام خاطر برعایت استعداد وتاہب تکمیل صلوٰۃ
بیشتر بود تعظیم صلوٰۃ در دل زیادہ باشد وفوائد وعوائد

حدیث مین ہے کہ پیاس اور غصے مین نماز نہ پڑھو اور
وقت سے پہلے وضو کرکے اوسکے لیے مستعد ہو رہے
اور فرض سے پہلے سنت پڑھ لینے مین سستی نہ کرے
تاکہ اگر لوگون کی ملاقات یا ضروریات مین صرف اوقات
کی وجہ سے جو پریشانی اوس کے دل مین ہو وہ نور سنت
کی برکت سے جاتی رہے اور دل مین نماز کی صلاحیت
اور مناجات کی لیاقت پیدا ہوجاے اور نفحات
الٰہی چلنے اور برکات نامتناہی کے نازل ہونے
کی راہ وسیع ہوجاے دوسرے یہ کہ جماعت
نہ چھوڑے کیونکہ حدیث مین ہے کہ نماز باجماعت
تنہا کی نماز سے ستائیس درجہ افضل ہے تاکہ
اس ذریعہ سے باہمی میل وجول پیدا ہو اور پھر
جب وہ رابطہ قوی ہوجاے تو اتحاد ہوجائے
اگرچہ باہم مثل اعضا مختلف ہون پس سب ایک
ہونگے اور ایک سب اس لیے کہ اگر اون مین سے کوئی
بھی نماز کے کسی رکن مین غافل و مقصر ہوگا
اور دوسرا حاضر ومکمل تو حضور حاضر کا اثر غفلت
غافل کا حکم زائل کردیگا اور اوس کی ناقص
نماز کامل ہوجائے گی اور جس قدر اہتمام تکمیل
نماز مین ہوگا اوسی قدر نماز کی تعظیم
دل مین زیادہ ہوگی۔ اور اوس کے فوائد

آن بیشتر حاصل شوند پس باید کہ بقلت مبالات
دران شروع نماید و داند کہ حاضر کدام حضرت خواہد شد
حضرت امام زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ
عنہما ہرگاہ کہ در صلوٰۃ رفتی رنگش متغیر گشتی چنانچہ
اور انشناختندے سبب آن از وی پرسیدند
جواب داد کہ اتدرون بین یدی من ارید
اقف و حسن بصریؒ گفتہ است ماذا یعز علیک
من امر دینک اذا ھانت علیک صلوٰتک
و بدان کہ نماز صورتاً و معنیً نقد و نقاوۂ اعمال و
صفاوۂ احوال است و عمدۂ دین و زبدۂ یقین و
کفارت خطیئات و مذہب سیئات کالصلوٰۃ
کفارۃ للخطایا فاقرأوا ما شئتم ان الحسنات
یذہبن السیئات ذالک ذکریٰ للذاکرین
و طائفۂ از اہل غرور دران غلط کردہ اند و پنداشتہ
کہ مقصود ازان جز مراقبہ و حضور نسبت و حصول
این غرض موقوف بر صلوٰۃ نہ بنا برین خیال
مرتکب محو رسوم احکام و رفض حلال و حرام گردیدند
نعوذ باللہ من الضلال و طائفۂ دیگر از اہل القصور
و فتور بعد ادای فرائض انکار فضل نوافل کردہ
باندک روحے کہ از احوال می یابند اہمال نوافل
اعمال روا می دارند و این طائفہ ہر چند از صورت

حاصل ہونگے لہذا خیالات کم کرکے اوسے شروع
کرے اور جانے کہ کس کے سامنے جائیگا۔ حضرت
امام زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہما
جب نماز شروع کرتے تھے تو ایسا رنگ بدل جاتا تھا
کہ اون کو پہچان نہ پاتے تھے اسکا سبب اون سے
پوچھا گیا فرمایا کیا تم کو نہیں معلوم کہ مین کس کے روبرو
کھڑا ہوتا ہون اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ
جب نماز ہی کی تیری نگاہ مین وقعت نہ ہوگی تو پھر
اور کس شرعی بات کی عزت ہوگی جاننا چاہیے کہ
نماز صورتاً و معناً نقد و خلاصۂ اعمال و صفاء احوال ہے
اور گناہون کا کفارہ اور برائیون کی دافع ہے کہ نماز
خطاؤن کا کفارہ ہے پس جو دل چاہے پڑھو نیکیاں
اچھائیاں برائیون کو اوڑا لیجاتی ہین ذکر کرنے
والون کے لیے یاددہانی ہے بعض لوگ غلطی سے
یہ سمجھتے ہین کہ اس سے صرف مراقبہ و حضور مقصود ہے جو
محض نماز پر موقوف نہین اور اسی خیال سے اونھون نے
رسوم احکام محو کر دیے اور حلال و حرام کے مرتکب ہوئے ایسے
ہم کو گمراہی سے بچائے اور ایک دوسرا گروہ ہے جو
فضیلت نوافل کا منکر ہے وہ محض اوس تھوڑے لطف
سے جو اون کو حالات سے حاصل ہوتا ہے
اعمال نافلہ کم کر دیتے ہین یہ لوگ اگرچہ

ضلال ایمن و سالم اند لیکن بسبب ضعف حال در
تحت تصور مانده اند و ندانسته که اعمال قوالب و
صور احوال اند و احوال ارواح و معنی آن و کمال
وجود هر یک بدیگرے مربوط و منوط و مادام تا علاقهٔ
بشریت و رابطهٔ صورت درمیان بود بنده را از
مراعات آن چاره نه بود و همچنانکه اعیان وجود هر
یک را خاصیتے است مخصوص بدو که در دیگرے نتوان
یافت همچنین در صورت صلوة خاصیتے است
مخصوص بدو که در دیگر اذکار نتوان یافت بلکه در
تحت هر هیئتے از هیآت نماز خدای را سرے و حکمتی
است که در غیر آن نتوان یافت و اہل وجدان
بطریق ذوق لذت آن را دریابند و بدانکه چون کسے
خواهد که نماز شروع کند مسنون آنست که اگر فرض بود
اقامت به تقدیم رساند و در عامهٔ نماز شرط است که
بقالب استقبال قبله کند و بقلب استقبال صاحب
قبله و از شر وساوس شیطانی و هواجس نفسانی پناه
بحضرت ربانی برد و آهسته قل اعوذ برب الناس
بخواند و هر دو دست برآرد چنانچه هر دو کف برابر
هر دو دوش باشند و هر دو انگشت نزدیک هر دو
نرمهٔ گوش و سرهائے انگشتان برابر هر دو گوش
باشند و نیت ادائے صلوة معینه بکند و اگر زبان

گمراہ تو نہین ہوتے لیکن بسبب ضعف حال قاصر البتہ
ہوتے ہین شاید وہ نہین جانتے کہ اعمال احوال کے قوالب
و صور ہین اور حالات اون کے معانی و ارواح اور ہر
ایک کا کمال دوسرے پر موقوف ہے جب تک علاقۂ
بشریت باقی ہے بندہ کو اوس کا لحاظ ضروری ہے
اور جس طرح ہر چیز کی خاصیت اوس سے مخصوص ہے
اسی طرح نماز کی خاص خاصیت وہی سے مخصوص ہے
اور اذکار مین نہین پائی جاتی بلکہ ہر رکن نماز مین ایک
خاص حکمت و راز الٰہی ہے جو دوسرے رکن مین نہین
پایا جاتا جس کی لذت اہل دل حضرات بطریق ذوق
پاتے ہین اور جب فرض نماز شروع کرے تو مسنون
یہ ہے کہ پہلے اقامت کہے اور ہر نماز مین عام
شرط یہ ہے کہ جسم سے قبلہ کی طرف اور
قلب سے صاحب قبلہ کی طرف متوجہ ہو اور
خدا سے وساوس شیطانی و ہواجس
نفسانی کے شر سے پناہ مانگے اور آہستہ
دل مین قل اعوذ برب الناس پڑھے
اور دونون ہاتھ اس قدر اوٹھائے کہ ہتیلیان
کندھون کے برابر اور انگلیان کانون کی لو کے
نزدیک اور انگلیون کے سرے کانون کے برابر ہون
اور نماز معینہ کی ادائی کی نیت کرلے اور اگر زبان سے

نیز بگوید تمامتر بود مثلاً در نماز صبح بگوید اصلی فرض
هذا الصبح و بعد نیت دستها فرو گذارد و بگوید الله
اکبر و نیت مقارن تکبیر باشد و در الله مدے
رعایت کند و در ضمہ ہاء اللہ مبالغہ ننماید و میان باء
اکبر و راء او الفی زیادت نہ کند و راء او مجزوم گرداند و
در ارسال یدین از نفض احتراز نماید تا بہیئت وقار
و خشوع بود و در حال تکبیر باید کہ مشاہد کبریاء حق بود
و علامتش آن کہ خلق در نظر او حقیر و صغیر نماید و التفات
باطلاع ایشان بر حال خود ندارد تا در زمرہ
صادقان آید و رقم کذب بر وی نہ کشیدہ شود چہ
در خبر است کہ ان المؤمن اذا توضأ للصلوة
تباعد عنه الشیطان فی اقطار الارض
لانه یتاهب للدخول علی الملك فاذا کبر
حجب عنه ابلیس و یضرب بینه و بینه
سرادق لا ینظر الیه و واجهه الملك بوجهه
و اذا قال الله اکبر اطلع الملك فی قلبه فاذا
راه لیس فی قلبه اکبر من الله عز و جل
یقول صدقت الله تعالی فی قلبك اکبر کما
تقول و یتشعشع من قلبه نور یلحق بملکوت
العرش و یکشف له بذلك النور ملکوت
السموات والارض و یکتب له حسنات

بھی کہے تو زیادہ بہتر ہے مثلاً نماز صبح مین کہے کہ مین
اس صبح کا فرض پڑھتا ہون اور نیت کر کے ہاتھ
چھوڑ دے اور اللہ اکبر کہے اور نیت تکبیر کے ساتھ ہو
اور اللہ مین مد کا لحاظ رکھے اور اللہ کی ہاء کے پیش
مین مبالغہ نہ کرے اور اکبر کی باء اور را مین الف نہ بڑھاوے
اور اوس کو مجزوم کرے اور ہاتھ چھوڑنے مین لباس
جھاڑنے سے پرہیز کرے تا کہ وقار اور خشوع معلوم
ہو اور بحالت تکبیر کبریائی حق کا مشاہدہ کرے جسکی
علامت یہ ہے کہ خلق اوس کی نظر مین حقیر معلوم ہو
اور اپنے حال پر اونکے مطلع ہونے مین توجہ نہ کرے تا کہ
سچا رہے اور جھوٹا نہ سمجھا جاوے کیونکہ حدیث مین ہے کہ
مومن جب نماز کے لیے وضو کرتا ہے تو اوس سے شیطان
دور بھاگ جاتا ہے کیونکہ وہ بادشاہ کے حضور مین جانے
پر تیار ہوتا ہے اور جب تکبیر کہتا ہے تو شیطان اوس سے چھپ جاتا ہے
اسکے اور اسکے درمیان پردہ پڑ جاتا ہے پھر فرشتہ اسکی طرف
متوجہ ہوتا ہے جب وہ اللہ اکبر کہتا ہے تو فرشتہ اسکا قلب دیکھتا ہے
اگر اسکے قلب مین اللہ تعالی سے زیادہ کسیکی بزرگی نہین پاتا ہے
تو کہتا ہے کہ تو نے سچ کہا بیشک اللہ تعالی کی بزرگی تیرے
قلب مین ہے پھر اوسکے قلب سے ایسا نور چمکتا ہے جو ملکوت
عرش سے مل جاتا ہے اور اوس نور سے اوسے عجائبات آسمان
و زمین کھل جاتے ہین اور اسکے لیے نیکیان لکھی جاتی ہین

وان الغافل الجاهل اذا قام الى الصلوة
احتوحشته الشياطين كما يحتوش الذباب
على نقطة العسل فاذا اكبر اطلع الملك على
قلبه فاذا كان فى قلبه شئ اعظم من الله
عنده فيقول له كذبت ليس الله تعالى فى
قلبك كما تقول فيثور من قلبه دخان
يلحق بالسماء فيكون حجابا القلبه عن الملكوت
فيزداد ذالك الحجاب صلابته ويلتقم
الشيطان قلبه فلايزال ينفخ فيه وينفث
ويوسوس اليه حتى ينصرف من صلوته
ولا يقبل ما كان فيه انتهى واول اعمال صلوة
بل افضل آن تكبير احرام است چنانكه جنيد رح گويد
لكل شئ صفوة وصفوة الصلوة التكبير الاولى
وسبب آن است كه تكبير اول موضع نيت است
ونيت جان عمل وهرگاه كه نيت خالصا لوجه الله
بود حكم آن براجزاء عمل ريخته شود واگر بواسطه القاى
شيطان وسهو ونسيان در عمل خلل افتد تاثيرے
نه بخشد وبعد از تكبير وارسال يدين بايد كه دستها بر
پيش گيرد و دست راست بر دست چپ زير ناف
نهد و انگشت مسبحه و وسطى با ساعد چپ بگذارد و
بسته انگشت ديگر طرفين سر ساعد بگيرد وسر در پيش افگند

اور غافل جاہل جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو
شیاطین اوس کے گرد اس طرح جمع ہو جاتے ہین جیسے
مکھیان شہد کے قطرے پر جب وہ تکبیر کہتا ہے تو فرشتہ
اوس کا قلب دیکھتا ہے اگر اوسکے قلب مین اللہ کے سوا
کسی چیز کی عظمت ہوتی ہے تو وہ اوس سے کہتا ہے کہ
تو جھوٹ بولتا ہے اللہ کی بزرگی ویسی تیری قلب مین نہین
ہے جیسی کہ تو کہتا ہے تب اوسکے قلب سے دھوان اوٹھتا ہے
جو آسمان سے ملجاتا ہے اور اوسکے قلب کے لیے ملکوت
سے حجاب ہو جاتا ہے اور وہ حجاب بڑھتا جاتا ہے اور
شیطان اوسکے قلب مین نیش زنی کرتا اور نماز مین برابر
اوسکے قلب مین وسوسے ڈالتا رہتا ہے جس سے اوسکا
عمل مقبول نہین ہوتا انتہی اور اول بلکہ افضل اعمال
نماز تکبیر تحریمہ ہے چنانچہ حضرت جنید رح فرماتے ہین کہ ہر
چیز کا ایک خلاصہ ہے اور خلاصہ نماز تکبیر اولی ہے
جسکا سبب یہ ہے کہ تکبیر اولی موضع نیت ہے اور نیت
جان عمل ہے اور جب نیت خالص خدا کے لیے ہوگی
تو اوس کا اثر عمل پر پڑیگا اگر عمل مین بوجہ سہو و
نسیان و وسواس شیطان خلل پڑیگا تو اثر نہوگا
پھر بعد تکبیر داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر ناف کے نیچے
رکھے اور کلمہ والی اور بیچ کی اونگلی کو بائین کلائی پر
رکھے اور باقی تین اونگلیون سے کلائی پکڑے اور سر جھکا کر

و نظر به موضع سجود دارد و چنان بایستد که قامتش
منتصب و مستقیم باشد در سر پاے زانو هیچ خمیدگی
نه بود و بین القدمین بمقدار چهار انگشت کشوده
دارد و اعتماد بر قدمین یکسان کند و یک پاے
بر نگیرد و هر دو قدم بیکدیگر باز ننهد چه شریعت از
صفن یعنی یک پای بر داشتن و صفد یعنی هر دو
قدم بهم پیوستن نهی فرموده است و چون برین
هیئت بایستد بگوید انی وجهت وجهی للذی
فطر السموت والارض حنیفا وما انا من
المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای و
مماتی لله رب العالمین لا شریک له وبذلک
امرت وانا من المسلمین و در مقدمه تلاوت
برین قدر اگر مجال تطویل نباشد در فرایض اقتصار
کند و اگر مجال بود بعد از خواندن آیت توجه
دعاء استفتاح بخواند و بگوید سبحانک اللهم و
بحمدک تبارک اسمک وتعالی جدک ولا اله
غیرک اللهم انت الملک لا اله الا انت ربی
وانا عبدک ظلمت نفسی واعترفت بذنبی
فاغفر لی ذنوبی فانه لا یغفر الذنوب الا انت
واهدنی لاحسن الاخلاق فانه لا یهدی
لاحسنها الا انت واصرف عنی سیئها فانه

نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھے اور سیدھا کھڑا ہو زانوؤن
مین کچھ خمیدگی نہ ہو اور دونون پیرون کے درمیان
چار انگل کا فاصلہ رکھے اور دونون پیرون پر
یکسان بوجھ ڈالے اور ایک پیر اوٹھائے نہ رہے اور نہ
ایک پیر دوسرے پیر سے ملائے کیونکہ شرعًا ایک پیر
اوٹھانا اور دونون پیر ملانا ممنوع ہے اور جب اس طرح کھڑا
ہو تو انی وجهت وجهی للذی
فطر السموات والارض حنیفا
وما انا من المشرکین ان صلوتی
ونسکی ومحیای ومماتی
لله رب العلمین لا شریک له
وبذلک امرت وانا من
المسلمین کہے اور فرایض مین اگر
وقت زیادہ نہ ہو تو اتنے ہی پر کفایت
کرے اور اگر ہو تو آیت توجہ پڑھنے کے
بعد دعا سبحانک اللهم وبحمدک و
تبارک اسمک وتعالی جدک ولا اله غیرک
اللهم انت الملک لا اله الا انت ربی انا عبدک
ظلمت نفسی اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی
فانه لا یغفر الذنوب الا انت اهدنی لاحسن
الاخلاق فانه لا یهدی لاحسنها الا انت واصرف

لا یصرف عنی سیئها الا انت لبیک وسعدیک
والخیر کله بیدیک والشر لیس الیک انا بک
والیک تبارکت وتعالیت استغفرک و
اتوب الیک اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم وبعد سورۂ فاتحہ ہر چہ
خواہد بخواند و باید کہ در تلاوت حاضر باشد و انچہ
تلاوت کند معانی آن را از سر حضور تدبر نماید تا
نطق لسان کہ ترجمان دل است حاکی نطق دل باشد
چہ اعتبار بہ نطق دل است نہ بہ نطق زبان پس اگر
نطق زبان ترجمان نطق دل نہ باشد مصلی نہ متکلم بود
بطریق مناجات با حق سبحانہ و نہ مستمع بطریق فہم
از اہل حضور تام و ارباب قرب در استماع کلام الٰہی
مستجمع سہ حال باشند کہ آن ہر سہ در دیگران متفرق
بود و در ایشان مجموع یکے مطالعۂ معانی ظاہرہ از
عالم ملک و آن خاص قوت نفس بود تا بجائے
حدیث وی بایستد دوم ملاحظۂ معنی باطنہ از
عالم ملکوت و آن خاص قوت قلب باشد تا او را
از التفات بعالم ملک مانع باشد سوم مشاہدۂ عظمت
متکلم از عالم جبروت و آن خاص قوت روح باشد
تا او را از التفات بما سوی اللہ نگاہدارد و بجائے
رسد کہ روح در بحر شہود ایشان غرق شود کہ مصلی از

سیئها فانہ لا یصرف عنی سیئها الا انت لبیک و
سعدیک والخیر کلہ بیدیک والشر لیس الیک انا بک
والیک تبارکت وتعالیت استغفرک و
اتوب الیک اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے
اور بعد سورۂ فاتحہ جو سورۃ چاہے پڑھے اور
تلاوت بحضور قلب کرے اور اوس کے معانی سوچے
تاکہ جو کچھ زبان سے کہے وہی دل مین ہو کیونکہ
اعتبار دل کا ہے نہ زبان کا اگر زبان دل کی ترجمان
نہ ہوگی تو نمازی بطریق مناجات نہ حق سبحانہ سے متکلم
ہوگا اور نہ بطریق فہم اہل حضور مستمع اور ارباب قرب
کلام الٰہی سننے مین تین حال کے جامع ہوتے ہین
جو اورون مین متفرق اور ان مین یکجا ہوتے ہین۔
ایک عالم ملک کے ظاہر معانی کا مطالعہ جو
خاص غذای نفس ہے تاکہ اوس کی باتون کے
قائم مقام ہون دوسرے عالم ملکوت کے معانی باطنہ
کا ملاحظہ جو خاص غذای قلب ہے تاکہ وہ اوسکو عالم
ملک کی طرف متوجہ ہونے سے روکین تیسرے
عظمت عالم جبروت کا مشاہدہ جو خاص غذاے
روح ہے تاکہ اوس کو ما سوی اللہ کی طرف
متوجہ ہونے سے بچاے اور روح کو دریاے
شہود مین ایسا غرق کرے کہ نمازی کا

احساس غائب گردد چنانچه حکایت است که روزی
مسلم بن یسار در مسجد بصره نماز میگذارد ناگاه ستونی
بیفتاد جمله اهل بصره از افتادن آن خبر یافتند و او
در مسجد از ان واقعه بیخبر بود و همچنین شیخ علی بن
سهل صوفی اصفهانی رح وقتی در خانه نماز می گذارد
یکی از کنیزکان او ناگاه در چاه افتاد مردمان خانه
فریاد برآوردند همسایگان جمع شده او را از چاه برکشیدند
شیخ ازان حادثه بیخبر ماند تا وقتی که از نماز فارغ نشد
و چون از قراءت فارغ شود باید که زمانی قرار گیرد و
آنگاه برکوع رود و باید که در رکوع قامت خمیده دارد
و گردن و پشت راست بکند و هر دو کف دست
با کشادگی انگشتان بر سر هر دو زانو نهد و نگذارد که
زانو خمیده گردد و نصف اسفل بر حالت قیام مستقیم
دارد و نظر بپیش قدم کند و چون در رکوع قرار گیرد ۳
بار گوید سبحان ربی العظیم و اگر هفت بار بگوید
تمامتر بود و چون سر از رکوع بردارد بگوید سمع الله
لمن حمده و چون راست بایستد بگوید ربنا
لك الحمد پس تکبیر گویان بسجود رود و اول اعضا
اسافل بر زمین نهد پس اعالی یعنی اول سر زانو
بر زمین نهد پس دست پس پیشانی و بینی و در سجود
چشمها کشوده دارد و نظر به سر بینی کند و هر دو کف دست

احساس غائب ہو جائے چنانچہ حکایت ہے کہ
ایک روز مسلم ابن یسار مسجد بصرہ مین نماز پڑھ رہے
تھے اتفاقاً ایک ستون گرا سب کو اوسکا گرنا معلوم
ہو گیا مگر اون کو خبر نہ ہوئی اسی طرح حضرت شیخ علی
بن سہل اصفہانی ایک مرتبہ گھر مین نماز پڑھ رہے
تھے اونکی لونڈی کنوین مین گر پڑی گھر والون نے
غل مچایا محلہ والون نے آکر اوسے کنوین سے نکالا
مگر وہ جب تک نماز سے فارغ نہ ہوے اونکو معلوم نہوا
اور جب قراءت سے فارغ ہو تو کچھ دیر ٹھہر کر رکوع مین
جائے اور قد کو خوب جھکائے اور گردن و پیٹھ سیدھی
رکھے اور دونون ہاتھون کی ہتیلیان انگلیان کھول کر
زانوون پر رکھے اور زانو جھکنے نہ دے اور نیچے کا دھڑ سیدھا
رکھے اور نظر قدم پر رکھے اور رکوع مین تین بار سبحان
ربی العظیم کہے اور اگر سات بار کہے تو زیادہ بہتر
ہے پھر رکوع سے سر اوٹھا کر سمع الله لمن
حمدہ کہے اور جب سیدھا کھڑا ہو تو ربنا
لك الحمد کہے پھر تکبیر کہتا ہوا سجدے
مین جاے پہلے گھٹنے زمین پر رکھے۔ پھر
ہاتھ اور پیشانی و ناک۔ اور سجدے مین آنکھین
کھلی رکھے اور نگاہ ناک کی نوک
پر رکھے اور ہاتھ کی ہتیلیان۔

برہنہ بر مصلی نہد و سر راست درمیان ہر دو دست
دارد چنانکہ اگر از نرمہ ہر دو گوش آبے چکد بر سر
انگشتان مصلی افتد و دستہا را برابر دوش بر زمین
نہد و سر مرفق بر پہلو باز نہد و انگشتان قبلہ رو دارد
بہم پیوستہ و ساعد بر زمین گسترانند و سہ بار بگوید
سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلیٰ و اگر ہفت بار بگوید تمامتر بود
و در حال سجود نفس خود را بیند در حضرت حق سبحانہ بر
خاک افتادہ و طائفہ از اہل کشف و عیان در حال
سجود بحقیقت موصوف شوند و وجود جملہ کائنات
علوی و سفلی در نور شہود ذات واحد محو بینند بر مثال
محو شدن سایہ در نور آفتاب و خود را در فضای
فنا بر حاشیہ ردای عظمت الٰہی در سجود بینند و این طائفہ
بسبب فنا از ہیبت عظمت ذات متاثر نہ شوند
لاجرم در عین اُنس باشند متخلع از لباس تذلل و
تواضع و طائفہ اول بسبب بقاء وجود از ہیبت
عظمت متاثر شوند و تذلل و تواضع شعار حال ایشان
بود و ورای این دو طایفہ طایفہ باشند کہ بجہت
اتصاف بقا بعد از فنا انس و ہیبت در ایشان
جمع بود و بہ قلب و بہ نفس متواضع و متذلل باشند و
علت آن مشاہدہ نار ہیبت جلال ست و برتو
سر ترفع و سبب آن مطالعہ نور انس جمال است پس

مصلے پر کھلی رکھے اور ہاتھون کے درمیان
مین سر ایسا سیدھا رکھے کہ اگر کان کی لو سے
پانی ٹپکے تو اوس کی اونگلیون پر پڑے اور ہاتھون
کو کندھے کی برابر زمین پر اور کہنی کا سرا پہلو
پر اور اونگلیان قبلہ رو ملی ہوئی رکھے اور کلائی
زمین پر بچھا دے اور تین بار سبحان ربی الاعلےٰ
کہے اور اگر سات بار کہے تو زیادہ بہتر ہے اور سجدہ
مین اپنے آپ کو خدا کے سامنے زمین پر پڑا دیکھے
ایک گروہ صاحب کشف سجدے مین حقیقت
سجدہ سے موصوف ہوکر تمام کائنات علوی
و سفلی کو ذات واحد کے نور شہود مین محو اور اپنے
آپ کو عظمت الٰہی مین فنا دیکھتا ہے اور بسبب
فنا عظمت ذات کی ہیبت سے متاثر نہین ہوتا
لہذا بوجہ انس متذلل و متواضع نہین ہوتا اور
پہلا گروہ بسبب بقاے وجود ہیبت عظمت سے
متاثر ہوکر متذلل و متواضع ہوتا ہے۔ اور ان
گروہون کے علاوہ ایک گروہ وہ ہے جو
بسبب بقا بعد الفنا سے موصوف ہونے کے
بباطن انس و ہیبت اور بظاہر تواضع و تذلل
کا جامع ہوتا ہے اس کا سبب آتش ہیبت جلال
کا مشاہدہ اور اوسکا سبب نور انس جمال کا مطالعہ ہے

سر از سجود بردارد و تکبیر بگوید و راست بنشیند بر پای
چپ و پای راست بردارد چنانکه انگشتان قبله رو
باشند و دستها بر زانو نهد بے تکلف در ضم و تفریج و
بگوید رب اغفرلی وارحمنی واعف عنی دیگر
بار به سجود رود بر وصف مذکور چون سر از سجود برآرد
اگر دیگر باره قیام خواهد مثل سابق بنماید ورنه برای تشهد
بر پائے چپ بنشیند و دستها بر زانو نهد و بگوید التحیات
لله و چون در شهادت به لا اله رسد انگشت مسبحه
بردارد و در تشهد اخیر بعد ختم صیغه درود ماثور سلام
باز دهد و روی بجانب راست گرداند چنانکه اهل یمین
رخسارش ببینند و دران حال نیت سلام بر حاضران
جانب مذکور از ملایکه و مومنان جن و انس یاد آر
نیست از اول در خاطر آرد و لحظه توقف کند باز
روی بجانب چپ گرداند و سلامی دیگر باز دهد
و حاضران این جانب را مقصود از سلام در دل دارد
و ازین حرکات و سکنات و اقوال و افعال که در
صورت صلوة یاد کرده شد بعضے فرایض اند و بعضی
سنن فریضهٔ صلوة آن ست که صحتش بران موقوف
بود و سنت آن که کمالش بدان تعلق دارد و
فرایض دو نوع اند شرایط و ارکان شرایط خارج
از صورت صلوة باشند و ارکان داخل آن اما

پھر سجدہ سے سر اوٹھائے اور تکبیر کہے اور اولٹے پیر
پر بیٹھے اور سیدھا پیر اوٹھائے ایسا کہ اونگلیان
قبلہ رو رہین اور ہاتھون کو زانوون پر رکھے اور
رب اغفرلی وارحمنی واعف عنی کہے
پھر دوسرا سجدہ بھی پہلے کی طرح کرے جب سجدہ سے
سر اوٹھائے اگر دوبارہ کھڑا ہونا چاہے تو
مثل سابق کھڑا ہو ورنہ تشہد کے لیے اولٹے پیر پر
بیٹھے اور ہاتھ زانو پر رکھے اور التحیات پڑھے اور
جب کلمہ شہادت مین لا الہ پر پہونچے تو کلمہ کی اونگلی
اوٹھائے اور تشہد اخیر مین بعد ختم صیغہ درود ماثور
سلام پھیرے اور داہنی طرف اتنا مونھ پھیرے
کہ اودھر والے اوس کا مونھ دیکھ لین اور اوس
وقت اوس طرف کے حاضرین ملائکہ و مومنین جن و
انس پر سلام کرنیکی نیت دل مین کرلے پھر تھوڑا سا
ٹھہر کر بائین جانب مونھ پھیرے اور اوسمین اوس طرف
کے حاضرین کا خیال کرے اور نماز کے یہ ارکان
بعض فرض ہین اور بعض مسنون - فرایض نماز
وہ ہین جن پر صحت نماز موقوف ہے اور سنت
وہ ہین جن سے اوس کا کمال متعلق ہے اور فرایض
دو قسم کے ہین شرایط و ارکان شرایط خارج نماز
مین ہوتے ہین اور ارکان داخل نماز مین +

شرائط پنجگانه اول طهارت بدن و لباس مصلی و
جای نماز دوم ستر عورت سوم علم بدخول وقت
صلوة موقته چهارم استقبال قبله پنجم نیت و اما ارکان
پس هشتگانه هستند تکبیر احرام و قیام در فرایض اگر
مقدور بود و قرات و رکوع و سجده و جلوس اخیر برای
تشهد و بفعل خود خروج مصلی از نماز و بجز این هرچه
در سابق یاد کرده شد از هیئت قولی و فعلی در صلوة
مثلاً طمانینت و تعدیل ارکان و قومه بعد رکوع و
جلسه بین السجدتین و صلوة بر نبی صلعم وغیرها بعضی
از واجبات نماز و بعضی از سنن و آداب اند بالجمله در
صلوة بعضی مفروضات اند که بنده به ترک آن معاقب
بود و بفعل آن مثاب و بعضی مسنونات که به ترک آن
عقاب لازم نمی‌شود و به فعلش ثواب حاصل گردد
و صلوة مفروضه باشد یا مسنونه و موقته باشد یا
غیر موقته و موقته پنج اند یکی صلوة صبح و وقت آن از
طلوع صبح صادق است تا طلوع آفتاب دوم صلوة
ظهر و وقت آن از زوال آفتاب تا آنگاه که سایه
هر چیز مثل آن شود بجز سایه اصلی و بروایت دیگر تا آنکه
دو چند شود سایه و همین صحیح و مفتی به است سوم صلوة
عصر و وقت آن بعد از ظهر است تا غروب آفتاب
چهارم صلوة مغرب و وقت آن از غروب آفتاب است

اور شرائط پانچ ہین اول طہارت جسم و لباس نمازی
و جائے نماز دوسرے ستر عورت تیسرے نماز کا وقت
آنے کا علم چوتھے قبلہ رو ہونا پانچوین نیت - اور ارکان
سات ہین تکبیر تحریمہ اور فرائض مین قیام اگر مقدور ہو اور
قرأت اور رکوع اور سجدے اور جلسۂ اخیرہ تشہد اور نماز
سے فارغ ہونا اور ان کے علاوہ وہ امور قولی اور فعلی جو
بیان ہو چکے مثلاً ارکان مین اطمینان و تعدیل اور رکوع
کے بعد قیام اور دونون سجدون کے درمیان مین جلسہ
اور آنحضرت صلعم پر درود بھیجنا وغیرہ بعض واجبات
نماز ہین اور بعض سنن و آداب غرضکہ نماز مین بعض
مفروضات ہین جنکے چھوڑنے سے بندہ گنہگار ہوتا اور
اونکے کرنے پر ثواب پاتا ہے اور بعض مسنونات ہین جن کے
چھوڑنے پر عذاب ضروری نہین مگر اوسکے کرنے پر ثواب ملتا
ہے - اور نماز مفروضہ ہے یا مسنونہ اور موقتہ ہے یا غیر موقتہ
موقتہ پانچ ہین ایک نماز صبح جس کا وقت صبح صادق
سے آفتاب نکلنے تک ہے دوسری نماز ظہر جسکا وقت
بعد دوپہر کے اوس وقت تک ہے کہ جب تک ہر چیز کا
سایہ اوس کے مثل نہ ہو جائے سایۂ اصلی کے سوا اور ایک
روایت مین جب سایہ دوگنا ہو جائے اور اسی پر فتوے ہے
تیسری نماز عصر جس کا وقت بعد ظہر سے غروب آفتاب
تک ہے چوتھی نماز مغرب جسکا وقت آفتاب ڈوبنے سے

تا زوال شفق احمر پنجم صلوة عشا و وقت آن بعد از
مغرب است تا طلوع صبح صادق و غیر موقته سه اند
قضاء فریضه فائته و صلوة منذوره و صلوة جنازه
و اما صلوة مسنونه دو نوع اند موقته و غیر موقته و آن
نامحصور است اما موقته یا راتبه بود یا غیر راتبه راتبه
آن که بر فرضے مرتب باشد و غیر راتبه آن که بر فرضے
مرتب نه باشد و راتبه پنج اند بر عدد فریضه راتبهٔ
صبح و آن دو رکعت نماز است پیش از فرض و راتبه
ظهر و آن شش رکعت است چار پیش از فرض و دو
بعد از آن و راتبهٔ عصر و آن چار رکعت است پیش از
فرض و راتبهٔ مغرب و آن دو رکعت است بعد از فرض
و راتبهٔ عشا و آن دو رکعت است بعد از فریضه و اما
غیر راتبه چار اند تهجد و نماز اشراق و نماز چاشت و
نماز زوال اما نماز تهجد هشت رکعت است یا دوازده
بعد از نصف شب و ادب آنست که چون از خواب
برخیزد پیش از آن که لوح خاطر بصورت فکرے یا ذکرے
که بغیر حق تعلق دارد مصور و منقش گردد صورت ذکر
الٰهی و فکر آلاء نامتناهی نقش نگین دل او گردد چه
اندرون بنده در حال بیداری از خواب خالی و
صافی بود از جمله نقوش و بطهارت فطرت اولی
راجع گشته پس هرگاه که بذکر حق سبحانه تعالی مصور شود

شفق غایب ہونے تک ہے پانچوین نماز عشا جس کا
وقت بعد مغرب سے طلوع صبح صادق تک ہے اور غیر
موقتہ تین ہین قضاء فریضہ فائتہ و نماز منذورہ و نماز
جنازہ اور نماز مسنونہ کی دو قسمین ہین موقتہ اور غیر موقتہ
جو بے شمار ہین اور موقتہ یا راتبہ ہین یا غیر راتبہ۔ راتبہ وہ
ہین جو کسی فرض کے ساتھ ہون اور غیر راتبہ وہ جو کسی فرض
کے ساتھ نہ ہون اور راتبہ فرایض کی طرح پانچ ہین راتبہ
صبح جو دو رکعت نماز فرض سے پہلے ہین اور راتبہ ظہر جو
چھ رکعتین ہین چار فرض سے پہلے اور دو فرض کے بعد
اور راتبہ عصر چار رکعتین ہین فرض سے پہلے اور راتبہ
مغرب دو رکعتین ہین فرض کے بعد اور راتبہ عشا دو
رکعتین ہین فرض کے بعد اور غیر راتبہ چار ہین تہجد و
اشراق و چاشت و زوال اور نماز تہجد کی آٹھ یا بارہ
رکعتین ہین آدھی رات کے بعد اور اوس کا
ادب یہ ہے کہ جب سو کر اوٹھے تو قبل اس کے
کہ دل مین کسی فکر یا ذکر متعلقہ غیر حق کا خیال
پیدا ہو خدا کے ذکر اور اوس کے صفات نامتناہی
کی فکر اپنے دل مین پیدا کرے کیونکہ بندہ کا
دل سو اوٹھکر تمام نقوش سے خالی و
صاف اور طہارت فطرت اولی کی طرف
راجع ہوتا ہے تو جب خدا کی یاد سے معمور ہوتا ہے

ودر فطرت او برقرار ماند چه که در صلوة تهجد طریق
طروق نفحات الهی وسیع می گردد پس باید که آن
وقت الحمد لله الذی احیانا بعد ما اماتنا
والیه النشور بگوید و عشرهٔ آخر آل عمران بخواند
و وضو بکند تا به نور ذکر و تلاوت و وضو اثر ظلمت
و کدورت خواب مرتفع شود و بعد از وضو نخست
دو رکعت نماز تحیة الوضو بگذارد و در رکعت اول
بعد فاتحه ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله
تا آخر آیت بخواند و در رکعت دوم ومن یعمل
سوءًا او یظلم نفسه ثم یستغفر الله الخ و چون
سلام باز دهد چند بار استغفار کند پس به نماز تهجد
مشغول شود و دو رکعت سبک با آیة الکرسی آمن الرسول
بگذارد پس دو رکعت دراز بگذارد و بتدریج هر دو
رکعت که بعد از آن گذارد کوتاه کند تا هشت رکعت
تمام کند یا دوازده و طرق نماز تهجد متفاوت اند
چنانکه بر ناظر کتب مخفی نیست این جا به همین طریقه
اکتفا رفت و اگر به قیام شب معتاد بود و اول
چنان بود که نماز وتر بعد از تهجد بگذارد و مستحب است
که بعد نصف شب یا ثلث به نماز تهجد مشغول شود
چنانکه حق تعالی با آنحضرت صلعم فرمود که یا ایها
المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفه او انقص منه

تو نور فطرت قائم رہتا ہے کیونکہ نماز تہجد مین
فیضان الٰہی خوب ہوتا ہے اوس وقت الحمد
لله الذی کہے اور سورۂ آل عمران کا آخر رکوع
پڑھے پھر وضو کرے تاکہ نور ذکر اور تلاوت اور
وضو سے ظلمت و کدورت خواب کا اثر جاتا رہے
اور وضو کے بعد پہلے دو رکعت نماز تحیت الوضو
پڑھے پہلی رکعت مین بعد فاتحہ ولو انهم اذ
ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله آخر
آیت تک پڑھے اور دوسری رکعت مین ومن
یعمل سوءًا او یظلم نفسه ثم یستغفر الله الخ
اور جب سلام پھیرے تو کئی بار استغفار کرے اور دو
ہلکی رکعتین آیت الکرسی اور آمن الرسول کے
ساتھ پڑھے پھر دو لانبی رکعتین پڑھے اور بہ تدریج
اوس کے بعد والی رکعتون کو چھوٹی کرتا جائے
یہان تک کہ آٹھون رکعتین پوری ہو جائین اور
اس نماز تہجد کے مختلف طریقے ہین جو ناظرین کتب پر مخفی
نہین یہان اسی ایک طریقہ پر اکتفا کیا اور اگر شب بیداری
کی عادت ہو تو بہتر یہ ہے کہ نماز تہجد کے بعد وتر پڑھے
آدھی یا تہائی یا چوتھائی رات مین نماز تہجد
پڑھنا مستحب ہے چنانچہ آنحضرت صلی الله علیه وسلم
سے حق تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ یا ایها المزمل الخ

قلیلا او زد علیہ پس اولے آن کہ ثلثے خواب
کند و نصفے برخیزد و سدسے در آخر شب بخسپد
یا نصفے از اول بخسپد و ثلثے برخیزد و سدسے
در آخر بخسپد یا سدسے از اول بخسپد و سدسے از
آخر و دو ثلث در میانہ شب برخیزد و بعضی متعطشان
از غایت شوق و تعطش اوقات شب استغراق قیام
گردانیدہ اند چنانکہ شیخ ابو طالب مکی در کتاب
قوت القلوب ازین طائفہ چہل کس از تابعین
شمردہ است کہ ایشان نماز صبح بوضوء عشا گزاردہ اند
کاتب الحروف گوید کہ از ثقات شنیدہ ام کہ حضرت
مرشدی و جدابی مولی الشیخ والشاب شاہ
تراب علی قلندر قدس سرہم شش سال بلکہ بیش
نماز صبح بوضوی عشا گزاردہ اند و این حال کسے را
مسلم بود کہ نفس او از سر نشاط و شدت ذوق و
لذت احیاء شب طاعت تواند کرد و الا تکلیف
و تکلف انجامد و نفس را لذت عبادت نماند بلکہ ازان
کارہ شود در زمانہ آنحضرت صلعم زنے بود کہ ہمہ
شب نماز خواندے و چون خواب بروے غلبہ
کردے خود را بریسمان در آویختے تا خواب مندفع
گردد این خبر بحضرت رسالت رسانیدند ازان نہی
فرمود و گفت ایعمل احدکم من اللیل ما تیسر

تو بہتر یہ ہے کہ ایک تہائی سوئے اور ایک نصف
جاگے اور ایک سدس آخر رات مین سوئے یا شروع مین
ایک نصف سوئے اور ثلث مین جاگے اور ایک سدس
آخر سوئے یا پہلے ایک سدس سوئے اور آخر مین ایک
سدس اور بیچ مین دو ثلث جاگے اور بعض تشنہ کام
انتہائے شوق سے تمام رات جاگتے ہین چنانچہ حضرت
شیخ ابو طالب مکی نے قوت القلوب مین ایسے چالیس تابعین
ذکر کیے ہین جو صبح کی نماز رات کے وضو سے پڑھتے تھے
مین نے بھی معتبر لوگون سے سنا ہے کہ حضرت مرشدی
و مولای شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ الاطہر نے
بھی تقریباً چھ سال صبح کی نماز عشا کے وضو سے
پڑھی ہے مگر یہ حال اوسکے لیے درست ہے جسکا نفس
بخوشی و شوق و شدت ذوق و لذت شب بیداری
کر سکے ورنہ محض تکلیف و تکلف ہوگا اور نفس کو لذت عبادت
نہ ملیگی بلکہ وہ اس سے کراہت کریگا آنحضرت صلعم کے
زمانہ مین ایک عورت تھی جو تمام رات نماز پڑھتی
تھی اور جب نیند غالب ہوتی تھی تو اپنے آپ کو
رسی مین لٹکا دیتی تھی تا کہ نیند جاتی رہے جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ معلوم
ہوا تو آپ نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ رات کو
اوس وقت تک نماز پڑھو جب تک جاگ سکو

فاذا غلبت النوم فلینم بالجملہ مواظبت قیام شب
باندک وبسیار فضیلتی تمام دارد در خبر است کہ
من صلی باللیل حسن وجھہ بالنھار و اقل
استحباب آنست کہ قیام شب از سدسی کمتر نباشد
و از جملہ اسباب یاری دہندہ بر قیام شب یکی
آنست کہ نزدیک غروب آفتاب تجدید وضو
کند و مستقبل قبلہ بنشیند منتظر نماز و بانواع اذکار
خصوصاً بہ تسبیح و استغفار مشغول شود دیگر آنکہ
بین العشائین بہ نماز یا تلاوت یا بذکر موصلت کند
تا اثر کدورت مخالطت با خلق و مطالعہ احوال
و سماع کلام ایشان کہ بروز در باطن حادث شدہ
باشد برخیزد و دیگر آنکہ بعد از صلوۃ عشا سخن
نگوید خصوصاً از سر غفلت و کلام فضول تا طراوت
نوری کہ بہ مواصلت عشائین حاصل شدہ باشد
زایل نگردد دیگر آنکہ بعد از عشا تجدید وضو کند
درین وقت وضو را در تیسیر قیام شب اثری
تمام است دیگر خفت معدہ از طعام تا ثقل طعام
و کدورت آن از قیام شب مانع نگردد دیگر آنکہ
بوقت خواب بطہارت باشد و آب وضو مہیا دارد
تا نفس را برخاستن از خواب آسان بود دیگر آنکہ
بعد از نماز چاشت قیلولہ کند تا کلالت قوای نفس

جب نیند غالب آئے تو سو رہو غرضکہ شب بیداری
کی بہت فضیلت ہے حدیث مین ہے کہ جس نے
رات مین نماز پڑھی وہ دن مین خوش رہا اور کم سے
کم مستحب یہ ہے کہ شب بیداری سدس سے کم نہو اور
شب بیداری پر مدد دینے والے اسباب مین سے ایک
سبب یہ ہے کہ غروب آفتاب کے وقت نیا وضو استقبال
شب کے لیے کرے اور منتظر نماز قبلہ رو بیٹھے اور اذکار
خصوصاً تسبیح و استغفار مین مشغول ہو دوسرے یہ کہ
دونون عشاؤن کو نماز یا تلاوت یا ذکر سے ملا دے
تا کہ لوگون سے ملنے یا اون کی باتون کے اثر سے
دل مین جو کدورت پیدا ہوگئی ہو وہ جاتی رہے
اور بعد نماز عشا فضول بات نہ کرے خصوصاً
غفلت سے تا کہ وہ نورانیت جو عشاؤن کے
ملانے سے حاصل ہوئی ہو زائل نہو اور بعد
عشا نیا وضو کرے اس وقت کے وضو کو شب بیداری
آسان کرنے مین خاص اثر ہے اور کھانے سے
معدہ ہلکا ہو تا کہ کھانے کی گرانی و کدورت
شب بیداری سے مانع نہو اور سوتے وقت
پاک ہو اور وضو کے لیے پانی رکھ لے تا کہ سو کر
اوٹھنے مین زیادہ آسانی ہو۔ اور بعد نماز
چاشت قیلولہ کرے تا کہ بدن کی سستی

بدان دفع شود و بقیام شب معاونت یابد و اما نماز
اشراق پس دو رکعت است تا چار رکعت از سر حضور
بگذارد به نیت شکر نعمتهاے حق سبحانه که دران شبانه
روزی بوی رسیده در رکعت اول بعد از فاتحه
آیة الکرسی بخواند و در دوم آمن الرسول و الله
نور السموات والارض تا والله بکل شیء علیم
و چون سلام باز دهد این دعا بخواند اللهم انی
اصبحت لا استطیع دفع ما اکره ولا املك
نفع ما ارجو واصبح الامر بید غیری واصبحت
مرتهنا بعملی فلا فقیر افقر منی الخ بعد ازان
دو رکعت دیگر بگذارد به نیت استعاذه از شر آن
روز و شب در رکعت اول قل اعوذ برب
الفلق و در دوم قل اعوذ برب الناس بخواند
و چون سلام باز دهد این دعا بخواند اللهم انی
اعوذ باسمك وكلمتك التامة من
شر السامة والهامة واعوذ باسمك
وكلمتك التامة من شر الشيطان
الرجيم اللهم انی اعوذ باسمك وكلمتك
التامة من شر ما يجرى به الليل والنهار
ان ربى الله الذى لا اله الا هو عليه توكلت
وهو رب العرش العظيم پس دو رکعت دیگر

دفع ہو جائے اور رات کے جاگنے پر مدد ملے اور
نماز اشراق کی دو رکعت اور چار رکعتین ہین حضور
قلب سے پڑھے حق تعالی کی اون نعمتون کے
شکریہ مین جو اوس روز اوس پر ہوئین پہلی رکعت
مین بعد فاتحہ آیت الکرسی پڑھے اور دوسری
رکعت مین آمن الرسول اور الله نور
السموات والارض والله بکل شیء
علیم تک - اور جب سلام پھیرے تو یہ دعا
پڑھے اللهم انی اصبحت لا استطیع
دفع ما اکره ولا املك نفع ما
ارجو واصبح الامر بید غیری
واصبحت مرتهنا بعملی فلا
فقیر افقر منی پھر دو رکعتین اور بہ نیت
استعاذہ پڑھے پہلی رکعت مین قل اعوذ
برب الفلق اور دوسری مین قل
اعوذ برب الناس اور جب سلام پھیرے
تو یہ دعا پڑھے اللهم انی اعوذ باسمك و
وكلمتك التامة من شر السامة
والهامة واعوذ باسمك وكلمتك
التامة من شر ما يجرى به الليل والنهار
ان ربى الله الذى لا اله الا هو پھر دو رکعت اور

بگذارد بہ نیت استخارہ در جمیع احوال واقوال و
افعال در اول قل یا ایہا الکافرون بخواند و
در دوم قل ھو اللہ وچون سلام باز دہد
این دعا بخواند اللھم انی استخیرک بعلمک
واستقدرک بقدرتک واسألک من
فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر
وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب
اللھم اجعل فی کل قول وعمل ارید
فی ھذا الیوم خیراً لی فی دینی ومعاشی
ومعادی وعاقبۃ امری واصرف عنی
شر ھذا الیوم واقدر لی الخیر حیث کان
پس دو رکعت دیگر بگذارد بجہت طلب محبت
الٰہی در اول اذا وقعت الواقعۃ بخواند و در
دوم سبح اسم وچون سلام باز دہد بگوید اللھم
صل علی محمد وعلی آل محمد واجعل
حبک احب الاشیاء الیّ وخشیتک
اخوف الاشیاء عندی واقطع عنی
حاجات الدنیا بالشوق الی لقائک واما
نماز چاشت ہشت رکعت بہ تانی بگذارد ودرمیان
ہر دو رکعت زمانے توقف کند وبست وپنج بار
بگوید سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ

بہ نیت استخارہ پڑھے پہلی رکعت مین قل یا
ایہا الکافرون اور دوسری رکعت مین
قل ھو اللہ اور جب سلام پھیرے تو یہ دعا
پڑھے کہ اللھم انی استخیرک بعلمک
واستقدرک بقدرتک واسألک
من فضلک العظیم فانک تقدر
ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت
علام الغیوب اللھم اجعل فی
کل قول وعمل ارید فی ھذا الیوم
خیراً لی فی دینی ومعاشی ومعادی
وعاقبۃ امری واصرف عنی شر
ھذا الیوم واقدر لی الخیر حیث
کان پھر دو رکعت طلب محبت الٰہی کے
لیے پڑھے پہلی رکعت مین اذا وقعت
الواقعۃ اور دوسری رکعت مین سبح
اسم اور جب سلام پھیرے تو کہے اللھم
صل علی محمد واجعل حبک احب الاشیاء
الیّ وخشیتک اخوف الاشیاء عندی
واقطع عنی حاجات الدنیا الخ اور نماز چاشت
آٹھ رکعت آہستہ پڑھے اور ہر دوگانہ کے بعد کچھ دیر ٹھہرے
اور پچیس ۲۵ بار سبحان اللہ والحمد للہ الخ کہے

والله اکبر و در دو رکعت ازان والشمس وضحیٰها
و والضحیٰ بخواند انتهی و باید دانست که چاشت
فارسی ضحیٰ است بضم و قصر و بمعنی شعاع آفتاب
نیز آمده وضحاء بفتح و مد وقت بلند شدن آفتاب
تا ربع آسمان و متعارف میان مردم در اول نهار
از نوافل دو نماز است یکی در اول روز بعد از
طلوع آفتاب و بلند شدن وی بقدر یک دو نیزه
و این را صلوٰة الاشراق گویند و دیگر بعد از بلند
شدن وی مقدار ربع آسمان تا انتصاف نهار
و آن را صلوٰة ضحیٰ و نماز چاشت گویند و در اکثر
احادیث همین اسم صلوٰة الضحیٰ وارد شده شامل
هر دو نماز و هر دو وقت و در بعض احادیث
صلوٰة الاشراق نیز واقع شده چنانکه سیوطی از حدیث
طبرانی آورده که آنحضرتؐ فرمود یا ام هانی هذه
صلوٰة الاشراق و این را بعد از حدیثی آورده
که هم از طبرانی از عمرؓ آورده که ابن آدم ارکع لی
رکعات من اول النهار اکفک آخره و حضرت
شیخ اجل علی متقی در تبویب جمع الجوامع سیوطی که
آن را جمع کبیر نام کرده برای نماز اشراق عنوانے
جداگانه قایم کرده و این حدیث آورده که هر که بگذارد
نماز فجر با جماعت و نشیند برای ذکر خدا تا طلوع آفتاب

اور اوسکی دو رکعتون مین والشمس وضحیٰها اور والضحیٰ
پڑھے انتہی۔ جاننا چاہیے کہ چاشت ضحیٰ کی فارسی
ہے اور شعاع آفتاب کے معنی مین بھی آیا ہے اور
ضحاء بالفتح والمد چوتھائی آسمان تک آفتاب بلند
ہونے کا وقت اور لوگون مین شروع دن کے
نوافل سے دو نمازین معمول ہین ایک آفتاب کے
طلوع ہوکر کچھ بلند ہو لینے کے بعد جسکو نماز اشراق
کہتے ہین اور دوسری آفتاب بلند ہو لینے کے دیر کے
بعد دوپہر تک جسکو پہر دن چڑھے کی نماز اور نماز چاشت
کہتے ہین اور اکثر حدیثون مین صلوٰة الضحیٰ کا نام
دونون نماز دن کے لیے آیا ہے اور بعض حدیثون
مین صلوٰة الاشراق بھی آیا ہے چنانچہ سیوطی
طبرانی سے ایک حدیث روایت کرتے ہین کہ آنحضرتؐ
نے فرمایا کہ اے ام ہانی یہ نماز اشراق ہے اور اسکو طبرانی کی
حدیث کے بعد لائے ہین جو حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ اے
ابن آدم میرے لیے دن چڑھے چار رکعتین پڑھ مین تجھکو
آخر دن مین کافی ہونگا اور حضرت شیخ علی متقی نے تبویب
جمع الجوامع سیوطی مین جس کا نام جمع کبیر ہے نماز
نماز اشراق کے لیے علیحدہ عنوان قائم کرکے یہ حدیث
لائے ہین کہ جو شخص نماز فجر جماعت سے پڑھکر
خدا کا ذکر طلوع آفتاب تک کرتا رہے

پستر بگذارد دو رکعت باشد مر او را مثل اجر حج و عمرهٔ
تامّه رواه الترمذی عن انس و به صحت رسیدٔ
که حضرت صلعم در هر دو وقت نماز گذارده و امت
را نیز بدان ترغیب نموده و امر بآن فرموده است و
در حقیقت یک وقت است و یک نماز که اول وقت
وی اشراق است و آخر وی تا قبل انتصاف نهار و
چون در بعض اوقات در هر دو وقت نماز کردے
ازین جا گمان بردند که مگر این جا دو وقت است
و دو نماز اند و بعضی ضحوة صغری و ضحوة کبریٰ نیز گویند
و الله اعلم و در استحباب این نماز اختلاف است
مگر اصح آنست که سنت است و مستحب نه مکروه و بدعت
دیگر اقسام صلوة از مطالب رشیدی مؤلفهٔ
حضرت مرشدی توان جست
تنبیه باید دانست که منجمله اذکار ما بعد الصلوة
الفریضه استغفر الله است سه بار و اللهم انت
السلام الخ یک بار و سبحان الله سی و سه بار و
الحمد لله سی و سه بار و الله اکبر سی و چهار بار
و امر احادیث اندرین باب در اشیاء متعدده واقع
شده که بعد از نماز خوانده شوند چنانچه این ادعیه
مذکوره و آیت الکرسی و مسبعات عشر و دعا همه
بمنزلهٔ حروف قرآن است هر که بخواند بعض از ان

پھر دو رکعتین پڑھے تو اوس کو حج اور عمرہ کا ثواب
ملیگا اس کو ترمذی نے حضرت انس سے روایت کیا
اور صحیح طور سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم نے دونون
وقت نماز پڑھی ہے اور امت کو بھی ترغیب اور حکم دیا
ہے اور وہ حقیقتاً ایک وقت اور ایک نماز ہے جس کا
اول وقت اشراق اور آخر وقت قبل دوپہر تک ہے
چونکہ بعض اوقات آپ نے دونون وقت نماز پڑھی ہے
اس لیے یہ گمان کیا گیا کہ شاید دو وقت اور دو نمازین
ہین اور بعض ضحوۂ صغری و ضحوۂ کبرے بھی کہتے ہین
واللہ اعلم اور اس نماز کے مستحب ہونے مین اختلاف ہے
مگر صحیح یہ ہے کہ سنت و مستحب ہے نہ مکروہ و بدعت باقی
اور اقسام نماز مطالب رشیدی مولفۂ حضرت مرشدنا و مولانا
شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ مین دیکھنا چاہیے ۔
تنبیہ جاننا چاہیے کہ نماز فرض کے بعد استغفر اللہ
تین بار اور اللھم انت السلام الخ ایکبار اور سبحان اللہ ۳۳
تینتیس بار اور الحمد للہ تینتیس بار اور اللہ اکبر چونتیس بار
پڑھے اور اس باب مین حدیثون مین متعدد چیزون
کے لیے حکم آیا ہے چنانچہ یہ دعائین اور آیت الکرسی
اور مسبعات عشر وغیرہ اور سب دعائین
بمنزلہ حروف قرآنی کے ہین اگر
کوئی ان مین سے بعض پڑھے گا تو بھی ۔

یابد ثواب موعود را و مراد بہ بعدیت عدم فصل است
بچیزے کہ در عرف اشتغال بدان از جنس اعراض
و نسیان و تشاغل بغیر ذکر و دعا شمرند و درین
باب صاحب در المختار گفتہ و یکرہ تاخیر السنۃ
الا بقدر اللهم انت السلام و قال الحلوانی
لا باس بالفصل بالاوراد و اختارہ الکمال
و قال الحلبی ان ارید بالکراهۃ الکراهۃ
التنزیهیۃ ارتفع الخلاف شارح می گوید
قلت و فی حفظی حملہ علی القلیلۃ انتہی و در
شرح ابن ہمام تصریح است کہ آنچہ در احادیث
وارد شدہ از خواندن بعضی ادعیہ و اذکار بعد صلوۃ
مقتضی نیست وصل آنہا را بفرض بلکہ عقب سنت
خواندن آنہا کافیست و اختلاف است علما را
در اولویت وصل سنتے کہ بعد از فرض است بعضے
گفتہ اند کہ قیام سنت متصل بفرض مسنون است
و وارد میشود برآنہا کہ در سنن ابی داؤد آمدہ است
از ابی رمثہ کہ گفت ایستاد مردے کہ دریافتہ بود
با حضرت صلعم تکبیر اولی تا متصل بگذارد سنت را
عمر دوش او را گرفت و بجنبانید و گفت بنشین زیرا کہ
ہلاک گشتند اہل کتاب مگر از جہت آن کہ نبود
در نماز ایشان فصل پس آنحضرت پسندید این سخن را

ثواب پائیگا اور بعدیت سے مطلب یہ ہے کہ ایسی
چیز کی طرف نہ متوجہ ہو جس مین مشغول ہونے کو
اعراض و نسیان اور ذکر و دعا مین مشغول نہ ہونا
کہتے ہین اس باب مین صاحب در المختار نے کہا ہے
کہ تاخیر سنت مکروہ ہے مگر بمقدار اللهم انت السلام
کہنے کے اور شمس الائمہ حلوانی کے نزدیک فصل
بالاوراد مین کوئی مضایقہ نہین اور اسی کو کمال نے
اختیار کیا اور حلبی نے کہا کہ کراہت سے اگر کراہت تنزیہیہ
مراد لیجائے تو اختلاف جاتا رہتا ہے شارح کہتے ہین
کہ میری یاد مین اوسکا حمل قلیل پر ہے انتہی اور شرح
ابن الہمام مین صاف لکھا ہے کہ یہ جو حدیثون مین نماز کے
بعد دعا و اذکار پڑھنے کے متعلق وارد ہوا ہے اوس سے یہ
مطلب نہین کہ اونکو فرض سے ملا کر پڑھے بلکہ سنت کے بعد
پڑھنا کافی ہے اور علماء کو اوس سنت کی اولویت وصل مین
جو فرض کے بعد ہے اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ فرض کے
بعد ہی سنت پڑھنا مسنون ہے مگر اوس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ
سنن ابو داؤد مین ابی رمثہ سے مروی ہے کہا ایک شخص جسنے آنحضرت صلعم کی ساتھ
پہلی تکبیر پائی تھی فرض کے بعد ہی فوراً سنت پڑھنے کے لیے
کھڑا ہوا حضرت عمر نے اوسکو جھنجھوڑ کر فرمایا کہ بیٹھ اہل
کتاب اسی لیے ہلاک ہوے کہ اونکی نماز مین فصل نہوتا
تھا آنحضرت صلعم نے حضرت عمر کی یہ بات پسند فرمائی

ازعمر وحضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی در
حجۃ اللہ البالغہ می فرماید کہ والاولی ان یاتی
بہذہ الاذکار قبل الرواتب فانہ جاء
فی بعض الاذکار ما یدل علی ذلک نصاً
کقولہ صلعم من قال قبل ان ینصرف
من مکان الصلوٰۃ بعد صلوٰۃ المغرب
والصبح لا الٰہ الا اللہ الخ وکقول الراوی
کان اذا سلم من صلوٰتہ یقول بصوتہ الاعلیٰ
لا الٰہ الا اللہ الخ قال ابن عباس کنت
اعرف انقضاء صلوٰۃ رسول اللہ بالتکبیر
وفی بعضہا ما یدل ظاہراً کقولہ دبر کل
صلوٰۃ واما قول عائشۃ کان اذا سلم لم یقعد
الا مقدار ما یقول اللہم انت السلام
فیحتمل وجوہاً منہا انہ کان لا یقعد
ہیئۃ الصلوٰۃ الا ہذا القدر ولکنہ
کان یتیامن او یتیاسر او یقبل علی القوم
بوجہہ فیاتی بالاذکار لئلا یظن الظان
ان الاذکار من الصلوٰۃ ومنہا انہ کان
حینا بعد حین یترک الاذکار غیر ہذہ
الکلمات یعلمہم انہا لیست فریضۃ
وانما مقتضیٰ کان وجود ہذا الفعل کثیراً

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ
مین لکھتے ہین کہ بہتر یہ ہے کہ ان اذکار کو قبل رواتب
کے کرے کیونکہ بعض اذکار وہ ہین جن پر یہ امر از روے
نص دلالت کرتا ہے جیسے آنحضرت صلعم کا ارشاد کہ
جس نے بعد نماز مغرب وصبح جانماز سے ہٹنے کے قبل
لا الٰہ الا اللہ کہا۔ یا جیسے راوی کا قول کہ جب آپ نماز
پڑھکر سلام پھیرتے تھے تو بلند آواز سے لا الٰہ الا اللہ الخ
کہتے تھے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ
صلعم کی نماز ختم ہونا تکبیر سے معلوم ہو جاتی تھی اور بعض
حدیثین وہ ہین جو ظاہر پر دلالت کرتی ہین جیسے آپ کا
ارشاد کہ دبر کل صلوٰۃ مگر حضرت عائشہ کا ارشاد
کہ آپ جب سلام پھیرتے تھے تو اوسی قدر بیٹھتے تھے کہ
جتنی دیر اللہم انت السلام کہتے تھے تو یہ کئی وجوہ پر
محتمل ہے اول تو یہ کہ آپ نماز کی طرح صرف اوسی قدر
بیٹھتے تھے اور وہ بھی یا تو داہنے یا بائین یا مقتدیون
کے روبرو اذکار کرتے تھے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ
اذکار داخل نماز ہین۔ دوسرے یہ کہ آپ
کبھی کبھی ان اذکار کو چھوڑ دیتے تھے۔
علاوہ ان کلمات کے گویا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بتاتے تھے کہ یہ فرض نہین
ہین اور ایسا آپ اکثر کرتے تھے۔

لامرة ولا مرتين ولا المواظبة انتهى - ودر
بلوغ المرام است كه وعن معاذ بن جبل ان
رسول الله قال له اوصيك يا معاذ لا تدعن
دبر كل صلوة ان تقول سبحان الله ثلاثا
وثلاثين الخ شارح گويد كه درين جا دلالت است
بر مشروعيت دعا بعد نماز فرض - وبخاری بابی
عقد كرده وگفته باب الدعاء بعد الصلوة المكتوبة
مصنف در فتح الباری گفته كه درين ترجمه ردّ است
بر كسيكه زعم می كند كه دعا بعد فريضه مشروع نيست
بحديث مسلم از روايت عبد الله بن الحارث از
عائشه كه كان النبي صلعم اذا سلم لا يثبت الا
قدر ما يقول اللهم انت السلام وجواب
آن است كه مراد از نفی نفی استمرار جلوس است بر
هيئت قبل سلام مگر اين قدر زيرا كه ثابت شده كه
بعد نماز رو ميكرد طرف اصحاب خود پس آنچه از
دعا بعد نماز آمده محمول است بر آن كه بعد سلام
اقبال بر اصحاب ميكرد انتهى حافظ ابن القيم در
هدی گفته واما الدعاء بعد السلام مستقبل
القبلة سواء المنفرد والامام والماموم فلم
يكن ذلك من هدى النبي صلعم اصلا و
لا روى عنه باسناد صحيح ولا حسن وخصص

نہ کمتر نہ ہمیشہ انتہی اور بلوغ المرام مین ہے کہ حضرت
معاذ بن جبل سے آنحضرت نے فرمایا کہ ای معاذ
مین تجھکو یہ وصیت کرتا ہون کہ ہر نماز کے بعد
سبحان اللہ تینتیس بار پڑھنا نہ چھوڑنا شارح کہتے ہین
کہ یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ بعد نماز فرض دعا مشروع
ہے اور بخاری نے ایک خاص باب اسکا مقرر کیا ہے
کہ باب الدعاء بعد الصلوة المکتوبة مصنف
نے فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس ترجمہ مین اوس
شخص پر ردّ ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ بعد فرض دعا مشروع
نہین ہے بحدیث مسلم بروایت عبد اللہ بن حارث
حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلعم جب سلام
پھیرتے تھے تو بقدر اللہم انت السلام کہنے کے
ٹھہرتے تھے اور جواب یہ ہے کہ نفی سے مطلب ہمیشہ
ہیئت نماز پر بیٹھنے کی نفی ہے کیونکہ یہ ثابت ہے
کہ بعد نماز آپ صحابہ کی طرف پلٹتے تھے تو متعلق
دعا بعد نماز جو کچھ آیا ہے وہ اس پر محمول
ہے کہ آپ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ
ہونے کے بعد پڑھتے تھے حافظ ابن قیم ہدی
مین لکھتے ہین کہ منفرد یا مقتدی یا امام کا سلام کے
بعد قبلہ رو ہوکر دعا مانگنا تو یہ ہرگز رسول اللہ صلعم
کا طریقہ نہ تھا اور نہ اونسے اسناد صحیح وحسن مروی ہے اور

بعضهم ذلك بصلوتي الفجر والعصر ولم
يفعله النبي صلعم ولا الخلفاء بعده ولا ارشد
اليها امته وانما هو استحسان رأه من
رأه عوضا عن السنة بعدهما وقال عامة
الادعية المتعلقة بالصلوة انما فعلها فيها
وامر بها فيها وهذا اللائق بحال المصلي
فانه يقبل على ربه يناجيه فاذا اسلم منه
انقطعت المناجاة وانتهى موقفه وقربه
فكيف يترك سواله في حال مناجاته
والقرب منه وهو مقبل عليه ثم يسال
اذا انصرف عنه ثم قال الاذكار الواردة
بعد المكتوبة ويستحب لمن اتى بها ان
يصلي على النبي صلعم بعد ان يفرغ منها
ويدعو بما شاء ويكون دعاؤه عقب
هذه العبادة الثانية وهي الذكر لا لكونه
دبر المكتوبة انتهى گويم دعوى نفي مطلق غير مسلم
است زيرا كه حديث معاذ صحيح است ودر حديث
ابي بكره است في قوله اللهم اني اعوذ بك
الخ كان النبي صلعم يدعو بهن دبر كل
صلوة اخرجه احمد والترمذي
والنسائي وصححه الحاكم وحديث صهيب

بعض نے اسکی تخصیص نماز فجر وعصر سے کی ہے حالانکہ
اس کو نہ آنحضرتؐ نے کیا اور نہ اونکے بعد خلفاے
راشدین یا اور کسی مقتدای امت نے اور جسنے اسکو مستحسن
جانا اوسنے اسکو سنت کا عوض سمجھا اور کہا کہ عام دعاؤں
مین جو نماز سے متعلق ہین ایسا کیا ہے اور کرنے کا حکم
بھی دیا ہے اور یہ نمازی کے حال کے لایق ہے کیونکہ
وہ خدا کی طرف متوجہ ہو کر اوس سے مناجات کرتا
ہے اور جب سلام پھیر لیتا ہے تو وہ مناجات منقطع اور
اوس کا موقف اور قرب ختم ہو جاتا ہے تو وہ کیسے
اپنا سوال مناجات اور قرب کے وقت چھوڑ دیگا حالانکہ
وہ اوسکی طرف متوجہ ہے پھر سوال کرتا ہے جب اوس
سے پھرتا ہے پھر کہا کہ اذکار بعد الفرض سے فراغت کے
بعد آنحضرت صلعم پر درود بھیجنا مستحب ہے اور جو چاہے
دعا مانگے اور اوسکی دعا اس دوسری عبادت یعنی ذکر
کے بعد ہوگی نہ بوجہ اوسکے فرض کے بعد ہونیکے انتہی
مین کہونگا کہ مطلق نفی کا دعوے غیر مسلم ہے اس
لیے کہ معاذ کی حدیث صحیح ہے اور حدیث ابی بکرہ مین
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا
مانگتے تھے کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ الخ
اس کو احمد وترمذی ونسائی نے روایت کیا
اور اس کی تصحیح حاکم نے کی اور صہیب کی حدیث

مرفوعاً کان یقول اذا انصرف من الصلوٰۃ
اللھم اصلح لی دینی الحدیث اخرجہ
النسائی وصححہ ابن حبان وغیر ذالک
واگر گویند کہ مراد بہ دبر صلوٰۃ قرب آخر اوست وھو
التشھد گویم وارد شدہ است امر بذکر در بعد ہر نماز
و مراد بدان سلام است اجماعاً فکذا ھذا تا آنکہ
خلاف این ثابت شود و ترمذی از حدیث ابی امامہ
آوردہ قیل یا رسول اللہ ای الدعاء اسمع
قال جوف اللیل الاٰخر ودبر الصلوٰۃ
المکتوبات وقال ھذا حسن وطبرانی از روایت
جعفر بن محمد صادق آوردہ کہ گفت الدعاء بعد
المکتوبۃ افضل من الدعاء بعد النافلۃ
کفضل المکتوبۃ علی النافلۃ و بسیارے از
حنابلہ چنان فہمیدہ اند کہ مراد حافظ ابن القیم نفی دعا
بعد صلوٰۃ مطلقاً نیست بلکہ نفی تقید استمرار استقبال
مصلی است قبلہ را و ایراد آن عقب سلام واما
چون برگردد بر روی خود و مقدم کند اذکار مشروعہ
را پس ممتنع نیست نزد وے اتیان بدعا درین وقت
انتھی ملخصاً من فتح الباری۔ فائدہ مہمہ
در احکام الصلوٰۃ است اگر ترا پرسند کہ نماز صبح کہ
گذاردہ بود دیگر آدم علیہ السلام چون بدنیا فرستادہ شد

مرفوع ہے کہ آنحضرت صلعم جب نماز سے پھرتے تھے
تو اللھم اصلح لی دینی کہتے تھے اور اس کی
تصحیح ابن حبان وغیرہ نے کی اور اگر کہیں کہ دبر نماز سے
اوسکا قرب آخر یعنی تشہد مراد ہے تو میں کہونگا کہ ہر نماز
کے بعد ذکر کا حکم آیا ہے جس سے اجماعاً سلام مراد ہے
تو یہ بھی اسی طرح ہے جب تک اسکے خلاف ثابت نہو اور
ترمذی نے ابی امامہ سے حدیث روایت کی کہ عرض
کیا گیا یا رسول اللہ کون دعا سب سے زیادہ سنی جاتی ہے
فرمایا کہ آدھی رات میں اور ہر فرض نماز کے بعد ترمذی نے
کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور طبرانی نے حضرت امام جعفر
صادق سے روایت کیا اونھوں نے فرمایا کہ فرض کے
بعد دعا نفل کے بعد دعا سے افضل ہے جیسے فرض
نفل سے افضل ہے اور بہت سے حنبلیون نے یہ سمجھا ہے
کہ حافظ ابن قیم کا مطلب مطلقاً نفی دعا بعد نماز نہیں ہے
بلکہ ہمیشہ بعد سلام قبلہ رو بیٹھکر پڑھنے کی نفی ہے لیکن جب
منہ پھیر چکے اور اذکار مشروعہ کر چکے اوس وقت دعا
کرنا ممنوع نہیں ہے ۔ فتح الباری

فائدہ احکام الصلوٰۃ میں ہے کہ
اگر کوئی پوچھے کہ صبح کی نماز پہلے
کس نے پڑھی تھی تو کہو کہ حضرت آدم
علی نبینا وعلیہ السلام جب دنیا میں بھیجے گئے

ہوا پدید آمدہ بود و شب تاریک شدہ دران اندیشہ
صبر کرد تا صبح دمید شکرانہ آن دو رکعت نماز گذارد
حق سبحانہ ازو قبول کردہ بر ما فرض گردانید و تسبیح
آدم این بود ربنا ظلمنا انفسنا تا خاسرین
و نماز ظہر ابراہیم علیہ السلام گذاردہ بود چون خواب
دید پسر را قربان کردن خواست حضرت حق
گوسپندے فدیہ فرستاد در قرآن مذکور است و
فدیناہ بذبح عظیم شکرانہ آن چہار رکعت گذارد
حق تعالی بر ما فرض گردانید و تسبیح او الحمد للہ
علی کل حال و نعمۃ و نعوذ باللہ من النار
بود - و نماز عصر اول یونس علیہ السلام گذارد چون
از ظلمات شکم ماہی خلاص یافت شکرانہ آن چہار
رکعت گذارد حق تعالی بر ما فریضہ گردانید و تسبیح
وی این بود لا الہ الا انت سبحانک انی
کنت من الظالمین و نماز مغرب اول عیسی
علیہ السلام گذارد آن روز کہ ترسایان او را ثالث
ثلاثہ گفتند آسمانہا بحضرت پروردگار نالیدند کہ ما را
فرمان دہ تا بر ایشان افتیم حق تعالی فرمود کہ شما
بوقار خود باشید کہ جزای ایشان من خواہم داد
چون عیسی را از شر ایشان نگاہداشت عیسے
شکرانہ آن سہ رکعت گذارد و تسبیح وی این بود

تو رات ہو گئی تھی اور ہوا تیز تھی صبر کیا یہان تک
کہ صبح ہوئی تب اوس کے شکریہ مین دو رکعت نماز
پڑھی حق تعالے نے اون کی نماز قبول کی اور ہم پر
فرض کر دی اور اون کی تسبیح یہ تھی کہ ربنا ظلمنا
اور نماز ظہر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ادا کی جب
اپنے صاحبزادہ کی قربانی کا خواب دیکھکر اونکی قربانی
کرنا چاہی تو حق تعالی نے ایک بکری اونکے بدلے بھیجی
قرآن مجید مین ہی کہ فدیناہ بذبح عظیم اسکے شکریہ
مین اونھون نے چار رکعتین پڑھین وہ حق تعالے نے
ہم پر فرض کردین اور اونکی تسبیح یہ تھی الحمد للہ علی کل
حال الخ اور نماز عصر پہلے حضرت یونس علیہ السلام نے
پڑھی جب مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی تو اوسکے شکریہ
مین چار رکعتین پڑھین حق تعالے نے ہم پر فرض
کردین اور اون کی تسبیح یہ تھی لا الہ الا انت الخ
اور نماز مغرب پہلے حضرت عیسے علیہ السلام نے
پڑھی جس روز اون کو کافرون نے ثالث ثلثہ کہا
آسمانون نے خدا سے عرض کیا کہ ہم کو ان پر گر پڑنے
کا حکم دے ارشاد ہوا کہ ٹھہرو مین خود اون کو
بدلہ دونگا جب حضرت عیسے علیہ السلام کو اونکے
شر سے محفوظ رکھا تو اونھون نے اس کے شکریہ
مین تین رکعتین پڑھین اور اونکی تسبیح یہ تھی

قل الحمد لله الذی تا تکبیرا و نماز عشاء اول
موسی علیہ السلام گذارده چون از مدائن بہ مصر رفت
صفورا کہ دختر شعیب بود او را درد زه گرفت باران
می بارید و برق می درخشید و گرگ در رمہ گوسفندان
در آمده بود ہر چند موسی سنگ بر آہن میزد آتش
نمی شد غمگین شده ہر دو را بر زمین زد بفرمان حق
ہر دو در سخن آمدند کہ ما ماموریم بامر اللہ پس موسی بر
طور سینا نور دید دانست کہ نار است قدم زد آنجا
رسید پس آواز انی انا اللہ رب العالمین شنید
چون بازگشت ہوا صاف شد و گرگ از رمہ دور
شد و صفورا را بار نہاد موسی شکرانۂ آن چہار رکعت
گذارد و تسبیح وی این بود رب اشرح لی صدری
تا قولی و نماز وتر اول پیغمبر صلعم گذارد انتہی اگر گوئی
حکمت چیست در گذاردن نماز دوگانہ و چارگانہ
و سہ گانہ جواب آنکہ چون حق سبحانہ آفرید آدم
را بجسد و روح پس حکم کرد بدو رکعت شکرانہ برای
ہر دو بعد ازان داخل ساخت در جوف آدم جوہر
عقل و قلب و ایمان پس حکم فرمود سہ رکعت را
برای شکرانہ این ہمہ بعد ازان ساخت جسد آدم
را از آب و خاک و ہوا و آتش پس حکم فرمود برای
خواندن چار رکعت شکرانہ این ہمہ کذا فی

قل الحمد للہ الذی الخ اور نماز عشا پہلے حضرت
موسی علیہ السلام نے پڑھی جب وہ مداین سے مصر
گئے تو صفورا حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کے درد زہ
شروع ہوا پانی برس رہا اور بجلی چمک رہی تھی اور
بھیڑیا بکریون کے گلہ مین گھس آیا تھا ہر چند حضرت
موسی نے چقماق سے آگ نکالنا چاہی آگ نہ نکلی تب
رنجیدہ ہو کر دونون کو زمین پر پھینک دیا خدا کے
حکم سے دونون بولے کہ ہم بحکم الٰہی مامور ہین پھر حضرت
موسی نے کوہ طور پر روشنی دیکھی آگ سمجھکر لینے وہان گئے تو
تجلی الٰہی ہوئی جب وہان سے پلٹے تو ہوا صاف ہو گئی
اور بھیڑیا بکریون کے گلہ سے نکل گیا اور صفورا کے بچہ
پیدا ہو چکا تھا حضرت موسی نے اسکے شکریہ مین چار
رکعتین پڑھین اور اون کی تسبیح یہ تھی کہ رب اشرح لی
صدری اور نماز وتر سب سے پہلے آنحضرت نے پڑھی اگر کہو
کہ نماز دوگانہ سہ گانہ چارگانہ پڑھنے مین کیا حکمت ہے تو
اوسکا جواب یہ ہے کہ جب حق سبحانہ نے آدم کو جسم و روح سے
پیدا کیا تو دونوں کی وجہ سے دو رکعت شکریہ ادا کرنیکا حکم
دیا پھر جب جسم آدم مین جوہر عقل و قلب و ایمان
داخل کیا تو اس کے شکریہ کے لیے تین رکعت کا حکم
دیا پھر جب جسم آدم کو پانی و مٹی و ہوا و آگ سے بنایا
تو اس کے شکریہ کیلیے چار رکعت پڑھنے کا حکم دیا ایسا ہی

مجموعة الروایة ونیز دران است از برای آن که
آفرید حق تعالی ملائکه را اولی اجنحه مثنی وثلاث
ورباع پس نماز فجر را دو رکعت وظهر وعصر وعشا را
راچهار و در مغرب سه رکعات مقرر ساخت وبعد
ازین توان دریافت که در نماز اصل سه چیز اند
یکی خضوع قلب بهنگام ملاحظه جمال الٰهی وعظمت او
دوم تعبیر لسان آن عطیه خضوع را بفصیح ترین
عبارت سوم تادیب جوارح حسب آن خضوع و
بدان که نماز بر سه قسم است نماز شریعت ونماز
طریقت ونماز حقیقت نماز شریعت عبارت است
از ادای ارکان مخصوصه که مقرر اند در شرع ونماز
طریقت عبارت است از ادای ارکان مذکور محض
لوجه الله بحضور قلب ونماز حقیقت عبارت است
از ادای جمیع ارکان نماز بحضور قلب با فنای
مصلی دران پس همین نماز جامع جمیع مراتب
نماز است ومقبول نزد حق تعالی چنانچه کلام
قدسی در جواب قول حضرت غوث الصمدانی واقع
فقلت یا رب ای صلوٰة تقربها الیک
قال اقرب الی الصلوٰة التی لیس فیها سوائی
من الجنة والنار والمصلی غائب عنها وحسنا
بحر الحقایق در تفسیر آیت لئن اقمتم الصلوٰة

مجموعة الروایت میں ہے نیز اوسمیں ہے کہ چونکہ حق تعالے
نے فرشتون کو دو اور تین اور چار بازوؤن کا پیدا
کیا لہذا نماز فجر کی دو اور ظہر وعصر وعشا کی چار اور
مغرب کی تین رکعتین مقرر کین پھر جاننا چاہیے کہ
نماز میں اصل تین چیزین ہین ایک خضوع قلب ملاحظہ
جمال وعظمت الٰہی کے وقت دوسرے زبان کا
اوس عطیہ خضوع کو فصیح عبارت سے ادا کرنا تیسرے
اوس خضوع کے موافق تادیب جوارح اور نماز تین
قسم پر ہے نماز شریعت ونماز طریقت ونماز حقیقت
نماز شریعت سے ارکان مخصوصہ شرعیہ کا ادا کرنا مراد
ہے اور نماز طریقت سے ارکان مذکورہ کا خالصًا
للہ بحضور قلب ادا کرنا مراد ہے اور نماز حقیقت سے
تمام ارکان نماز کا بحضور قلب مع نمازی کے
اوس میں فانی ہونے کے ادا کرنا مراد ہے تو یہ نماز
تمام مراتب نماز کی جامع اور خدا کے نزدیک
مقبول ہے چنانچہ کلام قدسی میں حضرت غوث
پاک کے سوال پر کہ پھر مین نے کہا کہ اے پروردگار
کون نماز تجھ سے قریب کرتی ہے ارشاد ہوا کہ مجھ سے
نزدیک کرنے والی نماز وہ ہے جس میں میرے سوا جنت
ودوزخ کسی کا خیال نہ ہو اور نمازی اپنے سے غائب ہو
صاحب بحر الحقایق تفسیر آیت لئن اقمتم مین

بدین نمط تحقیق فرموده که اقامت صلوٰة ادامت
است بنوعی که نماز را معراج خود گرداند بسوی حق
و دایم عروج به درجات نماز کند تا که مشاہدۂ حق
نماید چنانچه مشاہده کرده است روز میثاق و درجات
نماز چهار اند قیام و رکوع و سجود و تشهد بحسب ارکانی
که بسبب آن از اعلی علیین و جوار رب العالمین
بسوی اسفل السافلین قالب نزول کرد آن عناصر
اربع اند که قالب انسان بدو آفریده شد و صفات
متولده از انها چهار اند جمادیه که خاصیت آن تشهد
است و نباتیه که خاصیت آن سجود است و حیوانیه
که خاصیت آن رکوع است و انسانیه که خاصیت
آن قیام است و هر یکے را از آن ظلمتی است خاصه
که سالک را از مشاہدۂ حق حاجب میگردد پس قیام
اشارت است باین که خود را از حجب اوصاف
انسانیه بر آرد و بزرگ ترین آن کبر است که از
خاصیت آتش است و رکوع اشارت است باین که
خود را از قیود صفات حیوانیه خلاص نماید و بزرگترین
آن شهوت است که از خاصیت باد است و
سجود اشارت است باین که خود را از حجب طبیعت
بهیمیه بیرون آرد و بزرگترین آن حرص است
که از خاصیت آب است نکته سر از سجود بر داشتن

لکھتے ہین کہ اقامت نماز اوس کی ادامت ہے جو
اس طور پر ہے کہ نماز کو معراج سمجھکر ہمیشہ درجات
نماز پر عروج کرے تا کہ حق کا مشاہدہ کرے جس طرح
کہ روز میثاق مشاہدہ کر چکا ہے اور نماز کے چار درجہ
ہین قیام و رکوع و سجود و تشہد اون ارکانات کے موافق
جن کی وجہ سے اعلے علیین سے اسفل السافلین
مین نزول کیا ہے اور وہ عناصر اربعہ ہین جن سے جسم
انسانی پیدا کیا گیا اور اون سے چار صفتین پیدا ہوئین
جمادیت جس کی خاصیت تشہد ہے اور نباتیت
جس کی خاصیت سجدہ ہے اور حیوانیت جس کی
خاصیت رکوع ہے اور انسانیت جسکی خاصیت قیام ہے
اور انھین سے ہر ایک کی ایک خاص ظلمت ہے جو
سالک کو مشاہدۂ حق سے روکتی ہے قیام سے یہ اشارہ
ہے کہ اپنے آپ کو حجابات اوصاف انسانیہ سے نکالے
جن مین سب سے بڑا حجاب غرور ہے جو آگ کی خاصیت
ہے اور رکوع سے یہ اشارہ ہے کہ اپنے آپ کو قیود صفات
حیوانیہ سے چھڑائے جن مین سب سے بڑی قید شہوت
ہے جو ہوا کی خاصیت ہے۔ اور سجدہ سے یہ
اشارہ ہے کہ اپنے آپ کو حجابات طبیعت بہیمیہ
سے نکالے جس مین سب سے بڑا حجاب حرص ہے
جو پانی کی خاصیت ہے نکتہ سجدہ کے بعد

دربہ قعود نشستن متضمن یافتن فیض نعمت وجود
حضرت واجب الوجود است بنگر کہ چون سراز
سجود برداری جود یابی واز قعود سر فرود آوردن
وبازبہ سجود رفتن عود درجوع است بہ محل قرب
ورحمت معبود **نکتہ** سید عالم صلعم نماز را بجوی آب
تشبیہ دادہ وفیض این معنی در لفظ نماز پیدا است
کہ اطرافش نز ومیانش ما است ے نماز آتش حرص
ہوا نشاند باز + ازان نماز نم آید بلفظ برسر آز +
وتشہد اشارت می نماید براین کہ خود را از حجب
طبع جدا یہ بدر کند وبزرگترین آن جمودت است
کہ از خاصیت خاک است وباقی صفات بشر
ازین صفات مذکورہ پیدامی شوند چون سالک
ازین درکات وحجب متخلص گردد وباین مدارج
اربعہ بسوی جوار وقرب رب العالمین رجوع
نماید مقیم الصلوۃ گردد وبانوار مشاہدہ حق پیوندد

کما قال علیہ الصلوۃ والسلام ان تعبد اللہ کانک تراہ **نکتہ** قبل صلوۃ کلمۂ لا واقع شدہ
کہ علامت نیستی وفنا است لاجرم مصلی را باید
کہ در فقر وفنا خود را حاضر وحضرت باقی لم یزل را
ناظر داند تا بہ معنی لا صلوۃ الا بحضور القلب رسد
صاحب بحر الحقایق میفرماید کہ بدایت صلوۃ

قعدہ کرنا خدا کی نعمت وبخشش سے فیضیاب
ہونے کو شامل ہے دیکھو جب سجدہ سے سر اوٹھاتے
ہو تو بخشش پاتے ہو اور بیٹھکر پھر سجدہ مین جانا
خدا کے قرب ورحمت کی طرف پلٹنا ہے **نکتہ**
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی مثال پانی
کی نہر سے دی اور اس کا فیض لفظ نماز سے ظاہر
ہے جس کا حرف اول وآخر نز اور درمیانی لفظ
ما ہے ے نماز آتش حرص وہوا نشاند باز + الخ
اور تشہد سے اپنے کو حجابات طبیعت جدا یہ سے
نکالنا مراد ہے جس مین سب سے بڑا حجاب جمودت
ہے جو خاک کی خاصیت ہے اور باقی صفات بشریہ
انھین صفات مذکورہ سے پیدا ہوتے ہین جب سالک
ان درکات وحجابات سے نجات پاکر ان چارون
مدارج سے قرب حق کی طرف رجوع کرتا ہے اوس وقت
مقیم الصلوۃ ہو کر انوار مشاہدہ حق سے منور ہوتا ہے
جیسا کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اللہ کی عبادت
اس طرح کرو کہ گویا تم اوس کو دیکھتے ہو **نکتہ** قبل صلوۃ
لفظ نفی واقع ہے جو نیستی اور فنا کی علامت ہے
لہذا نمازی کو فقیر وفانی ہونا اور خداوند تعالی
کو ناظر جاننا چاہیے تاکہ نماز حقیقی کا فائدہ حاصل
ہو صاحب بحر الحقایق فرماتے ہین کہ ابتداء نماز

اقامت است بعد ازان ادامت اقامت صلوة بجا
داشتن مواقیت ورکوع وسجود وقیام وقعود وحقوق
وحدود دانست ظاهراً وباطناً وادامة الصلوة
بدوام مراقبه وصرف همت است در تعرض و
استحصال نفحات الطاف ربوبیت که در ضمن آن
مودع است کما قال رسول الله صلعم ان
لله فی ایام دهرکم نفحات الا فتعرضوا لها
پس صورت صلوة صورت تعرض است وامر الٰهی
باداي آن صورت جذبۂ حق است که مصلی را از
اشتغال بغیر بسوی محبت وعبودیت خود می کشد
باید دانست که در هر شرطے ورکنے وسنتے وادبے و
هیئتے از هیئات وآداب وسنن وارکان وشرائط
صلوة سریست که اشارت بسوی حقیقت تعرض مینماید
چنانچه در هر فریضه وسنت وادب وضو که شرط صلوة
است سریست که اشارت می کند بسوے طهارتے
که مصلی بدان مستعد اقامت صلوة میگردد در
غسل یدین اشارت است باین که مصلی نفس خود را
از لوث معاصی واخلاق ردیه ودل خود را از تدنس
خیالات شنیعه نفسانیه وصفات ذمیمه حیوانیه
سبعیه وشیطانیه پاک سازد چنانچه حضرت
رب العالمین حبیب خود را فرمود وثیابک فطهر

اقامت ہے پھر ادامت۔ اقامت نماز رکوع وسجود
وقیام وقعود اور اوس کے حدود وحقوق کی بظاہر
وباطن پابندی ہے۔ اور ادامت نماز
دوام مراقبہ وصرف ہمت اور حصول نفحات رحمت
کی طلب ہے جو اوسی مین امانت ہین جیسا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارے
لیے اللہ کی رحمتین ہین ضرور اون کو حاصل کرو
پس نماز کا حال توجہ کی صورت ہے اور اوس کے
ادا کرنے کا حکم جذبۂ حق کی صورت ہے جو نمازی
کو کسی طرف متوجہ نہین ہونے دیتا بلکہ اپنی محبت و
عبودیت کی طرف کھینچتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ شرائط
نماز کے ہر شرط اور ہر رکن اور ہر سنت اور ہر ادب
اور ہر ہیئت مین ایک راز ہے جس سے حقیقی توجہ
کی طرف اشارہ ہے جس طرح وضو کے ہر فرض وسنت
وادب مین ایک راز ہے جو اوس طہارت کی طرف
اشارہ کرتا ہے جس سے نمازی نماز پڑھتا ہے
ہاتھون کے دھونے سے یہ اشارہ ہے کہ نمازی
اپنے نفس کو گناہ اور بد اخلاقی اور دل کو خراب
نفسانی خیالات اور حیوانی وشیطانی صفات
سے پاک کرے چنانچہ حق تعالے نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ وثیابک فطہر

مفسرین محققین در تفسیرش فرموده اند ای قلبك فطهر دغسل الوجه اشارت است به نضارت
وصفائے وجہ مصلی از دنس تیرگی وحب دنیا فانہ
راس کل خطیئة واز شرایط نماز استقبال قبلہ
است و دران اشارت است باعراض از ماسوائے
طلب حق از اغراض دنیات ومتوجہ بودن بجانب
حضرت ربوبیت بجہت طلب قرب ومناجات
ودر رفع یدین در تکبیر اول اشارت است به برداشتن
وافشاندن دست ہمت از دنیا وآخرت ودر حقیقت
تکبیر تعظیم حق است باین کہ خداوند عز وجل اعظم است
از جمیع اشیا در دل بندہ بحیثیت طلب ومحبت و
عظمت وعزت نکتہ رفع یدین در تکبیر اول اشارت
بدو الف اللہ اکبر است کہ از دستیاری دو الف
ایمان مؤید ومکبر است ومقارنت نیت با تکبیر
اشارت باین کہ صدق نیت در طلب محض مقرون
بہ تکبیر وتعظیم حق جل جلالہ باشد بجز طلب او غیری
مخطور خاطرش نہ باشد اگر عیاذاً باللہ طلب غیر
وعظم ماسوا مقارن تکبیر وتعظیم حق تعالےٰ گردد
نماز حقیقی وی جایز نہ بود چنانچہ نماز صوری بے
تکبیر اللہ اکبر جایز نیست ودر نہادن دست راست
بر دست چپ بعد تحریمہ اشارت ست باقامت مراسم

مفسرین محققین اس کی تفسیر مین یہ فرماتے ہین کہ
ای قلبك فطہر اور موبنہ دھونے سے یہ مطلب
ہے کہ حب دنیا سے اپنا موبنہ دھو ڈالے کیونکہ وہ تمام
برائیون کی جڑ ہے اور شرایط نماز سے استقبال قبلہ
ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام اغراض ماسوا چھوڑ کر
بذریعۂ قرب ومناجات خدا کی طرف متوجہ ہو
اور پہلی تکبیر مین ہاتھ اوٹھانے سے یہ مراد ہے
کہ اپنا دست ہمت دنیا وآخرت سے اوٹھالے
اور حقیقتاً تکبیر سے تعظیم حق مراد ہے اس طرح کہ
خداوند تعالےٰ بندہ کے دل مین بلحاظ طلب و
محبت وعظمت وعزت تمام چیزون سے بزرگ ہو
نکتہ پہلی تکبیر مین دونون ہاتھ اوٹھانے کی طرف
اللہ اکبر کے دونون الف سے اشارہ ہے جنکی
مدد سے ایمان مؤید ومکبر ہے اور تکبیر کے ساتھ
نیت ہونے سے یہ مراد ہے کہ طلب محض مین تکبیر
وتعظیم حق کے ساتھ نیت سچی ہو اوس کی طلب
کے سوا دل مین اور کوئی خیال نہو اور اگر نعوذ باللہ
طلب غیر اور عظمت ماسوا تکبیر وتعظیم حق کے ساتھ
ہوگی اوس کی نماز حقیقی جایز نہ ہوگی جس طرح
مجازی نماز بغیر تکبیر کے جایز نہین ہوتی اور تحریمہ
کے بعد ہاتھ باندھنے سے مراد خدا کی حضور مین مراسم

وخضوع و بندگی و مراعات لوازم نیاز و پرستندگی
بہ پیشگاہ حضرت معبود حقیقی و نگاہداشتن قلب
از محبت ماسوا و افتتاح بقرات بہ انی وجہت
اشارت است بہ توجہ خالص مصلی بسوی پروردگار
برحق و اعراض نمودن از طلب غیر قادر مطلق و در
وجوب قرارت سورۂ فاتحہ و نقصان صلوٰۃ بدون
آن اشارت است بسوی حقیقت تعرض و اتصال
نفحات الطاف ربانی بحمد و ثناے حضرت سبحانی و
طلب ہدایت کہ جذبۂ الٰہیہ است و موازی است
بہ عمل ثقلین و قرب می یابد بندۂ مصلی بحق از نصف
صلوٰۃ کہ مقسوم است میان عبد و معبود بہ نصفین
کما قال تعالیٰ شانہ قسمت الصلوٰۃ بینی
و بین عبدی نصفین و لعبدی ما سأل
اشارت فرمود کہ در سورۂ فاتحہ حمد و ثنا و عبادت
و دعا از جانب بندگان است و اجابت و ہدایت
و رحمت و مغفرت از طرف حضرت رحمن است و در
قیام و رکوع و سجود اشارت است بہ رجوع بندہ مصلی
بسوی عالم ارواح و مکمن غیب بایں مراتب ثلثہ
و بدان کہ اول تعلق انسان بایں عالم بصفت نباتیہ
است بعد ازان بہ حیوانیہ پس بہ انسانیہ و قیام
از خصائص انسانیست و رکوع از خواص حیوانی

خضوع و بندگی ادا کرنا اور دل کو محبت غیر سے
بچانا ہے اور آیت توجہ پڑھنے سے محض خدا
کی طرف متوجہ رہنا اور ماسوی اللہ سے اعراض
کرنا مراد ہے اور سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص
رہنے مین حقیقت توجہ اور حصول نفحات رحمت
الٰہی و ہدایت یعنی جذبۂ الٰہیہ (جو دونون عالم کے
عمل کے برابر ہے) کی طلب مراد ہے کیونکہ نماز بھی
خدا سے آدھا قریب نماز ہی سے ہوتا ہے اس
لیے کہ وہ اوس مین اور خدا مین آدھی آدھی تقسیم
ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز مجھ مین اور
میرے بندہ مین آدھی آدھی منقسم ہے اور میرے
بندہ کے لیے وہ شے ہے جو وہ مانگے اس سے یہ مطلب
ہے کہ سورۂ فاتحہ مین حمد و ثنا و عبادت
دعا بندون کی طرف سے ہے اور اجابت و ہدایت
و رحمت و مغفرت خدا کی طرف سے اور قیام
و رکوع و سجود سے گویا بذریعہ ان تین مراتب کے
عالم ارواح کی طرف رجوع کرنا مراد ہے جاننا
چاہیے کہ اس عالم سے انسان کا پہلا تعلق
بہ صفت نباتیہ ہے۔ پھر حیوانیہ پھر
انسانیہ۔ پس قیام خصائص انسانی سے
ہے۔ اور رکوع خواص حیوانی سے۔

وسجود از خصایص نباتی است و بنده را در هر مرتبه
ازین مراتب نفع و خسران است و حکمت در تعلق
روح علوی بجسد سفلی ظلمانی حصول نفع ایمان و
معرفت وعمل صالح است کما قال عزوجل
علی لسان نبیه صلعم خلقت الخلق لیربحوا
علی لا لاربح علیهم پس انسان را از هر مرتبه
ازین مراتب سفلیات فائده حاصل است که در مراتب
علوی نیست اگرچه اولاً بپلای خسران مبتلا می شود
لیکن عاقبت به نور ایمان وعمل صالح از کدورات
خسران مراتب سفلیه برآمده فایز بمقاصد علیه و
مستفید بفوائد عظمی میگردد و بسبب قیام در صلوٰة
به تذلل وخضوع وتواضع وخشوع از خسران تکبر
وتجبر که به غلبۂ نفس اماره از انسان به وقوع می آید
وبحصول مرتبۂ کمال بصفوة روحانی بر نفع علو همت
می رسد و در طلب قادر مکوّن ملتفت بکائنات
نمی گردد چنانچه حال باکمال آنحضرت صلعم بود که
اذ یغشی السدرة ما یغشی ما زاغ البصر وما
طغی لقد رای من آیات ربه الکبری
چون بسبب قیام از تکبر وتجبر خلاص یافت از
قیام انسانی جهت انکسار وخضوع راجع بسوی
رکوع حیوانی میگردد پس بسبب رکوع از خسران صفات

اور سجود خصائص نباتی سے اور اوس کا ہر مرتبہ مین
نفع ونقصان ہے اور روح وجسم کے تعلق مین حکمت
ایمان ومعرفت وعمل صالح کا نفع حاصل کرنا ہے
جیسا کہ اللہ تعالے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
فرماتا ہے کہ مین نے خلق کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ
مجھ سے نفع حاصل کرین نہ یہ کہ مین اون سے نفع
اوٹھاؤن لہذا انسان کو ان سفلی مراتب سے
وہ فائدہ حاصل ہے جو مراتب علوی سے نہین ہے
اگرچہ پہلے بلائے خسران مین مبتلا ہوتا ہے لیکن آخر
مین بوجہ نور ایمان وعمل نیک کدورت خسران
مراتب سفلیہ سے صاف ہوکر مقاصد عالیہ پر پہنچتا
اور فوائد عظیم حاصل کرتا ہے اور نماز خضوع وخشوع
کے ساتھ پڑھنے سے غرور کے نقصان سے جو بوجہ
غلبۂ نفس امارہ ہوتا ہے نجات پاتا ہے اور بسبب
صفاء روحانی مرتبۂ کمال حاصل ہونے سے
علو ہمت کا نفع پاتا ہے اور طلب حق مین خلق
کی طرف متوجہ نہین ہوتا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا حال باکمال تھا کہ اذ یغشی السدرة
ما یغشی الخ جب بوجہ قیام نخوت وکبر سے نجات
پاتا ہے تو انکسار وخضوع کے لیے رکوع حیوانی کی
طرف جھکتا ہے جسکی وجہ سے صفات حیوانیہ کے

حیوانیہ نجات یافتہ بہ نہج لین کلام وتحمل اذی و
حلم فایز می شود بعدازان از رکوع رجوع بہ سجود
نباتی می نماید وبسبب این سجود از خسران ذلت
نباتیہ ودنارت سفلیہ نجات حاصل کردہ بہ نہج
خشوع کہ متضمن فلاح ابدی وفوز عظیم سرمدیست
مستفید می گردد کما قال اللہ تعالیٰ قد افلح
المومنون الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون
پس خشوع کاملترین اسباب وبزرگ ترین آلات
روح است در عبودیت واین حاصل نمی شود مگر از
تعلق روح پاک نورانی بجسد خاک ظلمانی نہ بجز
انسان ہیچ کس از کائنات این خشوع نیست
وہیچ یکے را از موجودات این خضوع نہ ولہذا ملائکہ
وغیرہم از تلبس کسوت امانت اعراض نمودند وبار
آن کشیدن نتوانستند وانسان باستعداد خشوع
آن کسوت درپوشید وبار آن بردوش خود کشید
کما قال عزوجل انا عرضنا الامانۃ علے
السموات والارض والجبال فابین ان
یحملنھا واشفقن منہا الخ لسان الغیب حافظ
شیرازی می فرماید ؎ آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ؛ در قیصری شرح
فصوص مذکور است کہ امانت عبارت است از

نقصان سے نجات پاکر حلم اور ذلت برداشت کرنے کا نفع پاتا
ہے پھر رکوع سے سجود نباتی مین جھکتا ہے جسکی
وجہ سے نقصان ذلت نباتیہ و دنارت سفلیہ
سے نجات پاکر خشوع کا نفع یعنی فوز و فلاح ابدی
حاصل کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ بیشک
اون مسلمانون نے فلاح پائی جو اپنی نماز مین
خشوع رکھتے ہین پس خشوع عبودیت مین روح
کے لیے بڑی چیز ہے جو بغیر تعلق روح و جسم کے
حاصل نہین ہوتا اور انسان کے سوا کسیکو یہ
خشوع و خضوع حاصل نہین ہے اور اسی لیے
ملائکہ وغیرہ نے بار امانت اوٹھانے سے انکار
کیا مگر انسان نے بوجہ اپنی استعداد خشوع اوسکا
بوجھ اوٹھا لیا ۔ اللہ تعالے فرماتا ہے
کہ ہم نے آسمانون اور زمینون اور پہاڑون
پر امانت پیش کی تو اونھون نے اوس
کے اوٹھانے سے انکار کیا ۔ اور ناگواری
ظاہر کی ۔
لسان الغیب حافظ شیراز فرماتے ہین ؎
آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند
قیصری شرح فصوص مین ہے کہ امانت سے

ظہور اسرار الٰہی کہ مودع است در اسماء و صفات
در انسان را حق تعالیٰ مظہر اتم این اسرار گردانید و
آیۂ انا عرضنا الامانۃ اشارت ست بسوی
این امانت و معنی آیت این است کہ عرض امانت
کردیم بر اہل آسمانہا و زمین یعنی ملکوت و جبروت
پس آنہا بسبب عدم استعداد خود اباکردند و انسان
باستعداد خویش این بار امانت برداشت و معنی
کان ظلوما جہولا این است کہ نفس خود را بکشت
و خود را در ذات حق تعالیٰ فانی ساخت و جہول
از غیر حق گردید و ناسی ماسوا گشت بقول لا الٰہ الا اللہ
چون بہ استعداد خشوع بار امانت برداشتہ بہ سجود
درآمد خشوع او بکمال رسید زیرا کہ سجود غایت تذلل
در صورت انسان و ہیأت صلوٰۃ است و نہایت
قطع تعلق روح از عالم سفلی و عروج آن بعالم روحانی
علوی بہ رجوع نمودن ازین مراتب ثلثہ انسانیہ
و حیوانیہ و نباتیہ است و کمال تعرض بہ نفحات
الطاف واجب الوجود در بذل مجہود و انتفاء موجود
از انانیت وجود است کہ از شرائط مصلی حقیقی ہست
کما قال تعالیٰ و یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقناھم ینفقون
پس تبدیل اوصاف وجود باداء نصف صلوٰۃ
کہ منقسم است میان عبد و معبود بہ نفحات الطاف

اسرار اسماء و صفات الٰہی کا ظہور مراد ہے جن کا
پورا مظہر انسان ہے آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ
مین اسی امانت کی طرف اشارہ ہے اور آیت
کے معنے یہ ہین کہ ہم نے اہل آسمان و زمین یعنی
ملکوت و جبروت پر امانت پیش کی اونھون نے
بوجہ اپنی ناقابلیت کے انکار کیا اور انسان نے
اپنی قابلیت سے اُسے اُٹھا لیا اور کَانَ ظَلُوْمًا
جَہُوْلًا کے معنے یہ ہین کہ اپنے نفس کو مارا اور اپنے
آپ کو ذات حق مین فانی کیا اور غیر حق سے
جاہل ہوا اور ماسوا کو لا الٰہ الا اللہ کہکر بھول گیا
پھر جب خشوع کی قابلیت سے بار امانت اوٹھا کر
سجدہ کیا تب خشوع پورا ہوا کیونکہ سجدہ بلحاظ
صورت انسانی و ہیئت نماز انتہائی تذلل اور
روح کا عالم سفلی سے انتہائی قطع تعلق اور مراتب
انسانیہ و حیوانیہ و نباتیہ سے پلٹ کر عالم روحانیت
کی طرف عروج ہے اور کمال توجہ نفحات الطاف
الٰہیہ کی طرف انتہائی کوشش اور اپنی انانیت
کھو کر اور یہ حقیقی نماز پڑھنے والے کی شرائط سے
ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ الخ
پس اپنے اوصاف تبدیل کرکے اوس نصف نماز
ادا کرنے سے جو عبد و معبود مین منقسم ہے بذریعہ نفحات الطاف

ربوبیت مدرک عنایات ازلیہ میگردد و لشوارق انوار
سرمدیہ بسوی درجات قرب می شتابد چنانچہ
جذبۂ قادر مطلق مر نبی صلعم را بود بخطاب اُدْنُ
ہمچنین جذبۂ خالق مومن راست درصورت
خطاب واسجد واقترب و در تشہد بعد سجود اشارت
است بسوی تخلیص بندۂ مومن از حجاب انانیت و
وصول او بشہود جمال حق بجذبات ربانیہ و در
التحیات اشارت است بہ رجوع کردن بسوی
خالق موجودات باداے مراسم ثنا و شکر گذاری
کہ متوصل گردد بوسیلۂ آن بانوار لقای باری و
در سلام دادن براست وچپ اشارت است
بسوی تخلیص و تودیع بندۂ مومن از دنیا و آخرت
و اعراض نمودن از ہر داعی جاہل کہ تحریض و
ترغیب می نماید از یمین بہ نعیم جنت و از شمال
بہ لذات شہوت و آن واصل بہ مقام مناجات و
مدارج قربات است و مستغرق در بحر کرامات و مقید
بقید جذبات است کما قال عز وجل و اذا خاطبہم
الجاھلون قالوا سلاما پس اہل صورت
بہ سلام دادن از صلوۃ بیرون می شوند و اہل
حقیقت بدان انقطاع از ماسوی کردہ داخل در
ادامۃ الصلوۃ می گردند کما قال تعالیٰ شانہ

الٰہی عنایات ازلیہ کا ادراک کرتا ہے اور انوار
سرمدیہ کی روشنی سے درجات قرب کی طرف بڑھتا
ہے جیسے حضرت حق نے آنحضرت صلعم کو اُدْنُ
منی فرما کر اپنی طرف کھینچا اسی طرح بندۂ مومن کو
بھی واسجد واقترب سے مخاطب فرماتا ہے
اور تشہد سے بندۂ مومن کے حجاب انانیت سے
چھوٹنے اور بوجہ جذبات ربانیہ شہود جمال حق
پر پہونچنے کی طرف اشارہ ہے اور التحیات سے
خدا کی طرف مراسم ثنا و شکر گذاری ادا کرکے رجوع
کرنا مراد ہے تاکہ اوسکے وسیلہ سے خدا کا دیدار حاصل
ہو اور داہنے بائیں سلام پھیرنے سے بندۂ مومن
کا دنیا و آخرت سے چھوٹنا اور ہر داعی جاہل سے
جو داہنی طرف سے نعیم جنت اور بائیں طرف سے
لذات شہوت کی حرص و رغبت دیتا ہے موتھ
پھیرنا مراد ہے کیونکہ وہ مقام مناجات و مدارج قرب
پر واصل اور دریاے کرامات مین مستغرق اور قید
جذبات مین مقید ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ واذا خاطبہم الخ پس اہل صورت سلام پھیرنے
سے نماز سے باہر ہو جاتے ہین اور اہل حقیقت بوجہ
اوس کے ماسوے سے منقطع ہو کر نماز دائمی
مین داخل ہوتے ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر بدان
ای عزیز چون مومنان حجب انانیت وجود خود
از میان بر داشتند و نظر بصیرت و عرفان بنور
صلوٰۃ حقیقی بر گماشتند و سر اوحیٰ الی عبدہٖ
ما اوحیٰ لشناختند ایمان ایشان بما جاء بہ النبی
علیہ السلام محقق گشت و دل ایشان بنور معرفت
حقیقت ایمان منور شد و ہر کہ رہائی از ذلت
حجاب وجودی یافت بمرتبۂ عزت ایقان
بامور اُخروی شتافت ایمانش بامور اُخروی
از پس حجاب بود ایقانش بآن بعد رفع حجاب
رو نمود قال علیؓ لو کشف الغطاءُ
لما ازددتُ یقیناً زیرا کہ چون حجاب وجود
از میان مرتفع گردید غطاے محسوسات دنیوی
بہ شواہد امور اُخروی نمی تواند پوشید جمیع
سرائر و خفیات بر سالک مکشوف می گردند و
از مرتبۂ ایمان بدرجۂ ایقان می رسد
کما قال تعالیٰ وبالآخرۃ ھم یوقنون
و چون این تحقیق انیق دریافتی پس بدان کہ
عبادت فرض موجب قرب بسبب نوافل می شود
و بغیر نوافل سبب نجات می شود نہ قرب اکنون
مصنف برای توضیح این جملہ ارشاد می فرماید۔

ان الصلوٰۃ تنھیٰ الخ جاننا چاہیے کہ جب مومنین
نے اپنے حجابات خودی اوٹھا دیے اور نظر بصیرت
و عرفان نماز حقیقی کے نور پر جما دی تو فاوحیٰ
الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ کا راز پہچان لیا اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی چیزوں پر اون کا
ایمان ثابت اور اون کا دل نور معرفت حقیقت
ایمان سے منور ہو گیا اور جس نے ذلت حجاب
خودی سے رہائی پائی وہ مرتبۂ عزت ایقان
امور اخروی پر پہونچا پہلے اوس کا ایمان امور اُخروی
پر حجاب سے تھا جس کا ایقان اب بعد حجاب
اوٹھ جانے کے ظاہر ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا
ارشاد ہے کہ اگر پردہ کھل جائے تو میرا یقین نہ بڑھیگا
کیونکہ جب حجاب وجود اوٹھ جاتا ہے تو محسوسات
دنیوی کے پردے شواہد امور اُخروی کو نہیں چھپا سکتے
تمام پوشیدہ امور سالک پر کھل جاتے ہیں اور وہ مرتبۂ
ایمان سے درجۂ یقین پر پہونچ جاتا ہے چنانچہ
حق تعالے فرماتا ہے کہ وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں
اور جب یہ بات تحقیق سے معلوم ہو گئی تو پھر جاننا چاہیے
کہ فرض عبادت نفل کی وجہ سے سبب قرب ہوتی
ہے اور بغیر نوافل سبب نجات نہ سبب قرب اب
مصنف اس جملہ کی توضیح فرماتے ہیں۔

قوله وتوضيحه ان من احرم للصلوة الفريضة واقتصر من القراءة والركوع والسجود
والقعدة على الفرض والواجب فقط يعني ما اتى بالقراءة المسنونة بل اقتصر على اٰية
طويلة او ثلاث قصار في القيام على مذهب من رأى ذلك وفي الركوع والسجود
على مقدار تسبيحة واحدة وفي القعدة على قدر التشهد فقط فما احسن ان يقال
صارت هذه الصلوة منجية له من النار لا مقربة له الى الله مثل تقرب الفرض المكمل بنوافله

اقول تصریح این قول بدین گونه است که مثلاً کسے
نیت کرد ادای نماز فریضه را و اقتصار کرد از قراءت
و رکوع و سجود و قعده بر مقدار فرض فقط یعنی قراءت
مسنونه که طوال مفصل وغیره است نکرد بلکه قصر
کرد بر یک آیت طویله یا سه آیت قصیر پس
خواهد بود آن مصلی در قیام این مقدار جواز بر مذہب
بینندهٔ آن یعنی در اعتقاد معتقد آن فرض ادا شد
و این جمله معترضه است گویا سخن تمثیلی هنوز تمام
نیست چنانکه می فرمایند که در رکوع و سجود قصر بر مقدار
یک تسبیح و در قعده بر مقدار تشهد فقط پس مستحسن
این که گفته شود که این نماز نجات دهنده مصلی
خواهد بود از دوزخ نه مقرب او بسوی حق چون
فرض کامل به نوافل خود خلاصه این که چنین نماز
بجا آوری فرمان محض شد و همچو نماز مقرب گردد بلکه
وجهش این که حقیقت صلوة علامت جدائی از سید آخود است
و در خشوع قطع نظر از یاد جدائی خود تمنای وصال

اس قول کی تصریح یون ہے کہ مثلاً کسی نے نماز
فرض ادا کرنے کی نیت کی اور قراءت و رکوع و سجود و
قعدہ مین صرف فرض بھر قصر کیا یعنی قراءت مسنون
طوال مفصل وغیرہ نہ کی بلکہ صرف ایک بڑی آیت
یا تین چھوٹی آیتین پڑھین پس اوس کے حسب
اعتقاد فرض ادا ہو جائیگا اور یہ جملہ معترضہ ہے گویا
تمثیلی بات ابھی ختم نہین ہے چنانچہ فرماتے
ہین کہ رکوع اور سجود مین ایک تسبیح کے برابر اور
قعدہ مین صرف بقدر تشہد تو ایسی نماز
صرف دوزخ سے نجات دلانے والی ہوگی
نہ حضرتِ حق سے قریب کرنے والی۔ ایسی نماز
صرف تعمیل حکم ہوئی۔ قریب کرنے والی
نہ ہوئی جس کی وجہ یہ ہے کہ حقیقت
نماز اپنے سید سے جدائی کی علامت
ہے۔ اور خشوع مین علاوہ اپنی یاد
فراق کے تمنائے وصال کا

نیز ظاہر می شود وحصول تمنا ہم بدولت فیض
عام مسبب الاسباب کہ عادت خود را جاری بسبب
ساختہ است ظاہر است فہم من فہم

بھی اظہار ہوتا ہے اور تمنا بھی مسبب الاسباب ہی کے فیض
عام کی بدولت جس نے اپنی عادت سبب سے جاری
کی ہے حاصل ہوتی ہے جو سمجھا وہ سمجھا۔

قوله فلما علم ان مجرد اداء الفرایض بلا تکمیلها بالنوافل طریق النجاة وتکمیلها بالنوافل مع عمارة سایر الاوقات بکثرة النوافل طریق القرب والدرجات

اقول پس ہرگاہ معلوم شد کہ صرف ادای فرایض
بغیر نوافل طریقۂ نجات است وتکمیل آن مع
آراستگی تمامۂ اوقات بہ کثرت نوافل طریقۂ
قرب درجات وبیشک این نمازہا طرق قرب
ودرجات اند اگر خالصًا لوجہ اللہ الکریم باشند و
بطریق تادیہ اداکردہ شوند والا بجز ترتیب اعضا
واضمحلال نفس ونفع مترتبۂ اخروی شایق ومولع
عبادت را اثری نخواہد داد۔

تو معلوم ہوا کہ صرف فرایض بغیر نوافل کے سبب
نجات ہین اور کثرت نوافل کے ساتھ باعث
قرب درجات۔ واقعی نماز اگر خالصًا للہ اور جس طرح
اداکرنا چاہیے اوس طرح اداکی جائے تو ذریعۂ قرب و
درجات ہے ورنہ شایق وحریص عبادت کو ترتیب
اعضا واضمحلال نفس ونفع مترتبۂ اخروی کے سوا
کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

قوله فلابد من بیان اقسام النوافل وافرادها

اقول پس ضرورست بیان اقسام وافراد
نوافل واین جملہ محتاج بیان نیست چہ
کہ ظاہر است کہ ہر کاریکہ کامل تر اجرش شامل تر
ودرین تکمیل قطع نظر از حصول اجر سعی انجذاب
لطیفۂ نفسی بسوے لطیفہ ملکی رحمانی
بیشتر می باشد واین انجذاب از منجذب توان پرسید
کہ چون می بود

پس اقسام وافراد نوافل کا بیان ضروری ہے
اور یہ جملہ زیادہ وضاحت کا محتاج نہین ہے
کیونکہ ظاہر ہے کہ جو کام زیادہ کامل ہے اوس کا
ثواب زیادہ ہے اور اس تکمیل مین علاوہ حصول ثواب
کے لطیفہ نفسی کی کوشش انجذاب لطیفہ ملکی رحمانی کی طرف
زیادہ ہوتی ہے اور یہ انجذاب منجذب سے پوچھنا
چاہیے کہ کیسے ہوتا ہے۔

قوله فاعلم رحمك الله ان افراد النوافل كثيرة لا يمكن احصاءها

اقول پس بدان که رحم کند ترا خدای تعالے که افراد نوافل بسیار اند احصاء آنها ممکن نیست چه نوافل در حد خود عبادت زائده اند و زاید را اندازه حصر و احصاء نه باشد انچه که توفیق بود و هر قدر که ادا کرده شوند همه بجاے خود بوند هر کسے موافق وسعت خویش بجا آورده حصر آنها نیست مگر براے دفع توهم می فرماید

جان تو خدا تجھ پر رحم کرے کہ افراد نوافل بے شمار ہین کیونکہ نوافل فی نفسہ عبادت زائدہ ہین اور زائد کا اندازہ حصر سے نہین ہوتا جس قدر توفیق ہو اور جتنے ادا کیے جایٔین سب ٹھیک ہین ہر شخص بقدر طاقت ادا کرتا ہے اوس کی انتہا نہین ہے مگر دفع وہم کے لیے فرماتے ہین کہ

قوله لكنها منحصرة في النوعين الامتثالي والاجتنابي

اقول ولیکن این نوافل منحصر اند در دو قسم امتثالی و اجتنابی و این حصر ذوقی و شوقی ست نه ذاتی که خلاف مقتضاے معنی نفل است والله اعلم اید ون معنی مراد خود ازین هر دو اقسام بیان می فرماید

لیکن یہ نوافل دو قسم مین منحصر ہین ایک امتثالی دوسرے اجتنابی اور یہ حصر ذوقی و شوقی ہے نہ ذاتی کیونکہ وہ معنی نفل کے خلاف مقتضا ہے والله اعلم اب ان قسمون کے معنی مطلوبہ بیان فرماتے ہین۔

قوله ونعني بالامتثالي ما يراد فعله كالسنن الزوائد والمستحبات والاداب والاتيان بالافضل

یعنی مراد به امتثالی آن که فعل آن جزو مقصود بود مثل سنن زوائد و مستحبات و آداب و آوردن آن بافضل سنن زوائد آنکه نبی صلعم آنرا بسبیل عادت ادا کرده باشند مقصود مصنف این است که امتثالی آن که احکام نماز از فرایض و واجبات وغیره همه در وی باشند و همین امتثال است یعنی

یعنی امتثالی وہ ہے جس کا فعل جزو مقصود ہو جیسے سنن زوائد و مستحبات آداب اور انہین افضل طریقہ سے ادا کرنا سنن زوائد اوس عبادت کو کہتے ہین جس کو عادتاً آنحضرت صلعم نے ادا کیا ہو مصنف کا مقصود یہ ہے کہ امتثالی وہ ہین جس مین احکام نماز فرایض و واجبات سب ہون وہی امتثال ہے یعنی

چنانکہ فرمود بجنان بجا آوردہ شد و دلیل معنی مقصود انکہ	جیسا فرمایا ویسا بجالایا گیا اور اس معنی کی مقصود ہونیکی دلیل یہ ہے کہ

قوله لانا اردنا من النفل المعنى اللغوى

اقول زیرا کہ ما قصد کردیم از نفل معنی لغوی آن را نفل بالفتح عطیہ وعبادتے کہ واجب نہ بود و بفتحتین غنیمت وچون معنی لغوی نفل قصد کردیم لامحالہ از استثنائی نیز مراد استیعاب صلوٰۃ جملہ ارکان وشرائط وآداب خواہد بود	اس لیے کہ ہم نے نفل کے لغوی معنی مراد لیے نفل بالفتح عطیہ اور وہ عبادت جو واجب نہو اور بفتحتین غنیمت اور جب ہم نفل کے لغوی معنی مراد لینگے تو لامحالہ استثنائی سے بھی مراد نماز کا کل ارکان و شرائط وآداب سے ادا کرنا ہوگا

قوله وبالاجتنابی ما یراد ترکہ کترك المکروهات وترك الشیء الذی لاباس فیه مخافة ان یقع فی شیء فیه باس

اقول مراد از اجتنابی آن کہ در وترک مکروہات ومباحات مقصود باشد وظاہر است کہ افراط در رخص موجب وسعت نفس می شود چہ کہ نفس امارہ آسانی پسند افتادہ است ودور کردن امر مباح راہ نفس بمیودن است واین خلاف مشقت مقصودہ از عبادت است ایدون مثال می فرماید	اور اجتنابی وہ ہے جس مین ترک مکروہات و مباحات مقصود ہو اور ظاہر ہے کہ افراط رخصت نفس کی آسانی کا سبب ہوتی ہے کیونکہ نفس امارہ آسانی پسند واقع ہوا ہے اور جس بات مین حرج نہو اوس کے کرنے مین بھی نفس کی متابعت ہے اور یہ اوس مشقت کے خلاف ہے جو عبادت سے مقصود ہے اب مثال بیان فرماتے ہین۔

قوله کترك العزب الشبع والطیب مخافة الشهوة علیه فیوقعه فی الحرام

اقول مثل ترک کردن مرد مجرد سیری وخوشبو را بخوف شہوت حرام۔ عزب بفتحتین مرد بے زن عزبہ زن بے شوہر عزاب بالضم جمع ہر دو کذافی المنتخب و از سیر خوردن نفس ہمیشہ غالب می گردد	جیسے مجرد آدمی کا بخوف شہوت حرام پیٹ بھر کھانا اور خوشبو لگانا چھوڑ دینا عزب بفتحتین مرد مجرد و عزبہ عورت مجرد عزاب بالضم دونون کی جمع ۱۲ منتخب اور پیٹ بھر کھانے سے نفس ہمیشہ غالب ہوتا ہے

که داعیهٔ آن وقوع در حرام است و همین وجه فرضیت
صوم است در صفت صوم آمده که فیه عظمة
یقوی الملکیة و یضعف البهیمیة ولا شئ
مثله فی صیقلیة وجه الروح وقهر الطبیعة
ولذلك قال الله الصوم لی وانا اجزی به
ویکفر الخطایا و در کم خوردن گویا سعی کردن است
در قهر نفس و ازالهٔ رذائل آن و برای حامل آن
می شود صورت تقدیسیه در عالم مثال بعضی از
کبار عارفین متوجه شده اند بسوی این صورت و
واصل بذات شده از جانب تنزیه و تقدیس همین است
معنی قوله الصوم لی غرضکه کم خوردن
مفید تر است و قلت طعام و دوام صیام اگر بمزاج
تند آید آن را برو فق مزاج باید آورد چنان
نشود که نشاط طبعی بدر رود که کار با و بازبسته است
و اگر معنی اضمحلال موجودات تحت امری بسیط
وجدانی چنان از یمین و یسار و فوق و تحت
زور آورد که گنجایش انفکاک ازان نماند بوے
میل باید کرد بوصف محبت تامه و جمع همت و
انسداد سایر سبیل و اگر این مقدار جوشش نه زند
بلکه محض تصور و تعقل این معنی از و اطیب باشد
نزدیک عقل از سایر تصورات بهتر آن است که

جس کی خواہش ارتکاب حرام ہے اور روزہ فرض
ہونے کی یہی وجہ ہے روزہ کی صفت مین یہ وارد ہے
کہ اس مین بڑی بات یہ ہے کہ قوت ملکی کو قوی اور
قوت بہیمی کو ضعیف کرتا ہے اور روح کے صاف
کرنے اور طبیعت کو مقہور کرنے مین اس کی برابر کوئی
چیز نہین اور اسی لیے اللہ تعالے نے فرمایا کہ روزہ
میرے لیے ہے اور مین اوسکا بدلہ ہون اور گناہون کا
کفارہ ہوتا ہے اور کم کھانے سے نفس مغلوب ہوتا اور
اوسکی برائیان دور ہوتی ہین عالم مثال مین روزہ دار کی
کی صورت مقدس ہوتی ہے بعض عارفین اس صورت
کی طرف متوجہ ہو کر جانب تنزیہ و تقدیس سے واصل
ذات ہوے ہین ارشاد الصوم لی کا یہی مطلب ہے
غرضکہ کم کھانا زائد مفید ہے اور کم کھانا اور ہمیشہ روزے
رکھنا اگر طبیعت پر گران گذرے تو اوسکو موافق مزاج
کرلینا چاہیے تاکہ نشاط طبعی نہ جانے پائے کیونکہ کام
اوسی سے وابستہ ہے اور اگر اضمحلال موجودات کے
معنی کسی امر بسیط وجدانی کے تحت مین ہر طرف سے ایسے
غالب ہون کہ اوس سے چھٹکارا نہ ہو سکے تو اوسکی طرف
پوری محبت اور ہمت سے سب راستے روک کر متوجہ ہونا
اور اگر زیادہ جوش نہو بلکہ اسی قدر ہو کہ اوسکا تصور و
تعقل عقلاً تمام تصورات سے اچھا ہو تو بہتر یہ ہے کہ

به نفی تعلقات و دوام توجه همت قویه مشغول باید
گردید تا آن وقت که سلطان این معنی ظاهر شود
و جلوه نماید و چندان بر خود سخت نباید گرفت
که حواس پراگنده شوند و نشاط که به هندی آن را
امنگ گویند رفع گردد که کار با وست مترقب
صحت مزاج و سلامت حواس و وجود نشاط و جمع
خاطر و خلوص نیت باید شد اکنون دلائل دیگر برای
کثرت نوافل می آرد۔

نفی تعلقات کر کے اور دوام توجہ و ہمت قویہ سے
مشغول رہے جب تک اس کا غلبہ ظاہر نہو۔ اور اپنے
اوپر اتنی سختی نہ کرنا چاہیے کہ حواس پراگندہ ہو جائین
اور نشاط یعنی امنگ جاتی رہے کیونکہ یہ مطلب
اوسی سے ہے لہذا صحت مزاج و سلامتی حواس و
وجود نشاط و جمع خاطر و خلوص نیت کو لیے رہنا
چاہیے۔ اب کثرت نوافل کی اور دلیلین بیان
کرتے ہین۔

قوله و قول الشيخ نجم الدين الكبرى الطرق الى الله بعدد انفاس الخلائق

اقول وارشاد حضرت شیخ نجم الدین کبری است
که راههای وصول بحق چون انفاس مخلوق
بیشمار اند مختصراً بیان راه وصول حق این است
که این راه به سه قسم باز می گردد قسم اول راه
ارباب معاملات است به کثرت روزه و نماز و
تلاوت و حج و زکوة و انفاق مال وغیره از اعمال
ظاهره و این راه عامه مسلمانان است و موجب
نجات ایشان از عذاب ابدی ولیکن وصول حقیقی
ادرگذر این نوع عبادات متعذر است قسم دوم
راه ارباب مجاهدات است به تبدیل اخلاق ذمیمه
و تزکیه نفس و تصفیه دل و تخلیه روح و سعی در آنچه
تعلق به عبادات و ریاضات باطن دارد و این

حضرت شیخ نجم الدین کبرے کا ارشاد ہے کہ وصول
حق کی راہین انفاس مخلوق کی برابر ہین مختصر بیان
راہ وصول حق یہ ہے کہ اس راہ کی تین قسمین ہین
پہلی قسم راہ ارباب معاملات ہے اعمال ظاہری
یعنی کثرت روزہ و نماز و تلاوت و حج و زکوۃ و خرچ مال
وغیرہ سے اور یہ عام مسلمانون کی راہ اور عذاب ابدی
سے اون کی نجات کا باعث ہے مگر ایسی عبادتون
سے وصول حقیقی دشوار ہے دوسری قسم ارباب
مجاہدات کی راہ ہے یعنی اخلاق ذمیمہ کی
تبدیلی اور تزکیۂ نفس و تصفیۂ دل و تجلیۂ
روح اور اون امور مین کوشش سے جو عبادات
و ریاضات باطن سے متعلق ہین اور یہ

ابرار است و این قوم نیکان امت است و این
طائفه را مقتصدان خوانند و واصلان این گروه
اندک باشند قسم سوم راه سائران حضرت صمدیت
است که در فضای میدان جبروتی و بیدائے
ساحت لاهوتی باجنحه جذبات عنایات حق طیران
می کنند و وصول این قوم در بدایت بیش از دیگران است
در نهایت و این راه که اشرف طرق است مبنی است
بر موت ارادی که ازان در حدیث اشارت است
موتوا قبل ان تموتوا و این سعادت موسس
بر ده قاعده است قاعدهٔ اول توبه است یعنی
باز گشتن بحضرت حق به اختیار چنانکه بمرگ بے اختیار
خواهد بود پس توبه بیرون آمدن بود از گناه و
هر چه بنده را از حق باز دارد از مراتب دنیا و عقبیٰ
که آن عین گناه است طالب را واجب است
که از همه بیرون آید حتی که از هستی خود ے گر کلاه
فقر خواهی و سر ÷ از خود و جمله جهان نفرت پذیر
چارهٔ این چیست در خون آمدن ÷ وز خودی خویش
بیرون آمدن ÷ این کلاه بے سر انست ای پسر ÷
کے دهندت تا تو می نازی بسر ÷ دوم زهد است
و آن بیرون آمدن از دنیا و آرزوهاے که بدو دارد
باختیار چنانکه به مرگ از همه برخواهد آمد بلکه زهد حقیقی

ابرار کی راہ ہے اور یہ قوم امت کے نیک لوگ
ہین اور اس گروہ کو مقتصد کہتے ہین اور اس گروہ
کے واصلین کم ہوتے ہین تیسری قسم سایران حضرت
صمدیت کی راہ ہے جو فضاے میدان جبروت و
صحراے لاہوت مین جذبات عنایت حق کے
بازوون سے اوڑتے ہین اس قوم کا وصول ابتدا
مین دوسرون کی انتہا سے زیادہ ہے اور یہ طریقہ
جو تمام طریقون سے اشرف ہے موت ارادی پر مبنی
ہے جس کی طرف حدیث موتوا قبل ان تموتوا
مین اشارہ ہے اور یہ سعادت دس قاعدون پر
مبنی ہے پہلا قاعدہ توبہ ہے یعنی خدای تعالیٰ
کی طرف باختیار رجوع ہونا جس طرح بوجہ موت
بے اختیار پلٹنا ہوگا پس گناہون کا چھوڑنا توبہ
ہے اور جو چیز بندہ کو خدا سے روکے دنیوی
ہو یا اخروی وہ بھی گناہ ہے طالب کو سب
سے نکل جانا چاہیے یہان تک کہ اپنی ہستی
سے بھی ے گر کلاہ فقر خواہی و سر ÷ از خود و
جملہ جہان نفرت پذیر ÷ چارۂ این چیست در خون
آمدن ÷ وز خودی خویش بیرون آمدن ÷ الخ
دوسرا زہد ہے یعنی باختیار آرزوے دنیا چھوڑنا
جسطرح مرکر بے اختیار چھوڑنا پڑیگا بلکہ حقیقی زہد

آن بود کہ از طلب درجات باقی عقبی بگذرد در
خبر است کہ الدنیا حرام علی اہل الآخرۃ
والآخرۃ حرام علی اہل الدنیا وہما حرامان
علی اہل اللہ ع چو ہر لذت کہ در ہر دو جہانست
ترا در حضرت او بیش از آن ست ؛ چرا این ترک
ہر دو می نگیری ؛ چو مشتاقان پی او می نگیری ؛
ہر آن کو در نبازد ہر دو عالم ؛ نگردد در حریم خاص
محرم ؛ سیوم توکل است و آن بیرون آمدن
بود از رویت وسایط و اسباب کلی باختیار چنانکہ
برگ بے اختیار کہ من یتوکل علی اللہ فہو
حسبہ چہارم قناعت و آن بیرون آمدن از
آرزوہاے نفسانی و تمتعات بہیمی مگر آن قدر کہ
قوام اصل حیات بدان ست از ماکول و ملبوس
رعایت حد اعتدال دران ع گر ترا نانے و خلقانے
بود ؛ ہر سر موی تو سلطانے بود ؛ پنجم عزلت
است و آن بیرون آمدن از آمیزش خلق چہ
بیگانگان و چہ خویشاوندان و خود را برکرانہ داشتن
از صحبت ایشان باختیار مگر از صحبت شیخ کامل کہ
مربی وے بود تا نفس مرید را بہ آب ولایت از
گرد بیگانگی بشوید و آئینہ دل او را از زنگار غیریت
پاک گرداند و اصل عزلت معزول کردن حواس است

یہ ہے کہ درجات باقیہ عقبے کا بھی طالب
نہ رہے - حدیث مین ہے کہ دنیا اہل آخرت
پر اور آخرت اہل دنیا پر اور وہ دونون
اہل اللہ پر حرام ہین ع چو ہر لذت کہ در ہر دو
جہان است الخ تیسرا توکل ہے یعنی باختیار
خود ذرایع واسباب چھوڑ دے جیسے مرکر
بے اختیار چھوڑے گا - جو شخص اللہ پر
بھروسہ کرے وہ اوس کو کافی ہے -
چوتھا قناعت ہے یعنی خواہشات نفسانی
وبہیمی کا چھوڑنا اور بقدر ضرورت زندگی
کھانا پہننا اور اوس مین اعتدال کا لحاظ
رکھنا ع گر ترا نانے وخلقانے بود الخ
- پانچوان عزلت ہے یعنی لوگون سے
میل جول نہ رکھنا خواہ وہ اعزا
ہون یا اغیار اور اپنے آپ کو اون کی
صحبت سے بچانا - سوا پیر کامل
کی صحبت کے جو اوس کا مربی ہو تاکہ
وہ اوس کے آئینہ دل کا زنگ
غیریت صاف کردے - اور
حقیقی عزلت حواس کا خلوت
مین معزول کرنا ہے -

بہ خلوت یعنی باز داشتن چشم از دیدن و گوش از
شنیدن و زبان از گفتن زیرا کہ ہر بلائے کہ
بروح رسیدہ است ہمہ از حواس است ؎
زخم خوردم روز و شب عمر دراز ✤ از عتابم گفت
یار بے نیاز ✤ تو بدین غیری برین در چون رسی ✤
ور نخستین پایہ بر سر چون رسی ✤ تا نیاید درد
این کارت پدید ✤ قصۂ این درد نتوانی شنید ✤
گر شود این درد دامنگیر تو ✤ بر کشاید سر ز
زنجیر تو ✤ ور نہ گیرد دامنت این درد زود ✤
گفتگوی من ندارد ہیچ سود ✤ ششم ذکر و آن
بیرون آمدن بود از یاد غیر حق چنانچہ خود پیغمبر را علیہ
واذکر ربک اذا نسیت .. ای نسیت غیری
درین صورت وجود ذاکر در آفتاب وجود حق
متلاشی گردد و غبار ادبار وجود ذاکر منعدم گردد
و جمال مذکور در عین ذاکر رو نماید و اشارہ
وھو معکم اینما کنتم متحقق گردد ؎ تا کہ
باشد یاد غیرے در حساب ✤ ذکر مولی باشد
از تو در حجاب ✤ تا بود یک ذرۂ ہستی بجاے ✤
کفر باشد گر نہی در عشق پاے ✤ گر ہمہ عالم
تراب تو بود ✤ تا تو باشی آن عذاب تو بود ✤
گر شوی چون خاک در رہ پایمال ✤ تا ابد

یعنی آنکھ اور کان اور زبان کو دیکھنے سننے
بولنے سے روکنا کیونکہ روح تمامتر حواس ہی
کی وجہ سے بلا مین پڑی ؎
زخم خوردم روز و شب عمر دراز
از عتابم گفت یار بے نیاز
تو بدین غیری برین در چون رسی
ور نخستین پایہ بر سر چون رسی
تا نیاید درد این کارت پدید
قصۂ این درد نتوانی شنید
گر شود این درد دامنگیر تو ✤
بر کشاید سر ز زنجیر تو
ور نگیرد دامنت این درد زود
گفتگوی من ندارد ہیچ سود
چھٹا قاعدہ ذکر ہے یعنی غیر حق کی یاد چھوڑنا
جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ اپنے پروردگار
کو یاد کر جب کہ تو بھولے یعنی میرے غیر کو
بھولے اس صورت مین اس کی ہستی
فنا ہو جاتی ہے اور جمال حق اس کے
پیش نظر ہو جاتا ہے اور اشارہ وھو
معکم اینما کنتم ثابت ہو جاتا ہی ؎
تا کہ باشد یاد غیرے در حساب ✤ الخ

جان را بدست آری کمال ؛ تا کہ خویشی عالد
بینی ہمہ ؛ چون شوی فانی احد بینی ہمہ
سالک را باید کہ اوقات خویش بذکر مدام و فکر
تمام صرف نماید تا کہ وسیلۂ جذبات الطاف
ربانی گردیدہ او را فایز بہ مقصد اصلی گرداند کما
قال تعالی فاذکرونی اذکرکم شیخ نجم الدین
کبری در تفسیر این آیت فرمودہ کہ ذکر بندۂ مومن
مر خدا را از نتایج ذکر خدا مر بندہ مومن راست
از دو وجہ یکی آن کہ خطاب حق بہ بندگان بقول
خود فاذکرونی کلام ازلیست کہ بندگان خود را
پیش از وجود ایشان باین خطاب مشرف فرمود
پس ذکر کردن ایشان درین عالم شہادت
نتیجۂ ذکر خدا است در ازل دوم این کہ خدا امر
کرد بذکر بفای تعقیب بقول خود فاذکرونی
اذکرکم درین قول تقدیم و تاخیر است معنی
آنست کہ اذکرکم فاذکرونی چنانچہ فرمود
رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ زیرا چہ خوشنودی
ایشان از خدا نتیجہ خوشنودی خدا است
از ایشان و ذکر را مراتب است ذکر لسان کہ باقرار
است یعنی فاذکرونی بالاقرار و بالایمان
اذکرکم بالایقان و ذکر ارکان کہ باستعمال

سالک کو ہر وقت ذکر و فکر مین مصروف رہنا
چاہئے تا کہ بذریعۂ جذبات رحمت آلہی جلد مقصد
اصلی پر وصول نصیب ہو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ
تم مجھکو یاد کرو مین تم کو یاد کرونگا حضرت شیخ نجم الدین
کبری قدس سرہ اس آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ
بندۂ مومن کا خدای تعالی کو یاد کرنا یہ دو وجہ سے
خدا کے بندہ کو یاد کرنے کا نتیجہ ہے ایک یہ کہ خداوند
تعالے کا ارشاد فاذکرونی کلام ازلی ہے کہ اوسنے
اپنے بندون کو اون کے موجود ہونے سے قبل
اس خطاب سے مخاطب و مشرف فرمایا اب اون کا
اس دنیا مین اوسے یاد کرنا یہ اُس کے ازل مین
یاد کرنے کا نتیجہ ہے دوسرے یہ کہ آیۂ کریمہ فاذکرونی
اذکرکم مین یہ فاے تعقیب خدا نے ذکر کا حکم
کیا تو اس قول مین تقدیم و تاخیر ہے معنی یہ ہین
کہ مین تم کو یاد کرتا ہون تم مجھکو یاد کرو جیسے فرمایا
کہ اللہ اون سے خوش ہوا اور وہ اوس سے خوش
ہوے کیونکہ خدا سے اون کا خوش ہونا خدا کے
اون سے خوش ہونے کا نتیجہ ہے اور ذکر کے کئی
مرتبہ ہین ذکر زبان یعنی اقرار کہ مجھکو اقرار
و ایمان سے یاد کرو مین تمکو ایقان
سے یاد کرونگا اور ذکر ارکان یعنی

طاعاتست یعنی فاذکرونی بالطاعات
اذکرکم بالکرامات و ذکر نفس کہ بہ استسلام
اوامر و نواہی است یعنی فاذکرونی بالاستسلام
اذکرکم بالاسلام و ذکر قلب کہ بہ تبدیل اوصاف
ذمیمہ و تحصیل اخلاق کریمہ است یعنی فاذکرونی
بالاخلاق اذکرکم بالاستغراق و ذکر روح
کہ بہ تفرید و محبت است یعنی فاذکرونی بالتفرید
والمحبۃ اذکرکم بالتوحید والقربۃ و ذکر سر کہ
بہ بذل وجود و فنا او ست یعنی فاذکرونی
ببذل الوجود والفناء اذکرکم بنیل الشہود
والبقاء چنانچہ در حدیث است وان ذکرنی
فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی ابن عیینہ گوید کہ
در اخبار بما رسیدہ است کہ حق تعالی فرمود کہ
بندگان خود را چیزے دادہ ام کہ اگر جبریل و
میکائیل را میدادم ہر آئینہ نعمت بزرگ برایشان
تمام می کردیم و آن این آیت است و در جواہر التفسیر
قریب بصد وجہ درین آیت مذکور اند و چون
درین ترجمہ بساط اطناب منطویست یک دو نکتہ
از کلام محققان اختصار کردہ شد در کشف الاسرار
آوردہ کہ حق تعالی فرمود لا یزال العبد یذکرنی
واذکرہ حتی عشقنی نتیجہ این ذکر دوام کمال

طاعت کرنا کہ مجھکو بذریعہ طاعات یاد کرو
مین تم کو کرامات سے یاد کرونگا اور ذکر نفس
یعنی احکام الہی ماننا کہ مجھکو استسلام سے ذکر
کرو مین تم کو اسلام سے یاد کرونگا اور ذکر قلب
یعنی اوصاف ذمیمہ چھوڑ کر اخلاق کریمہ حاصل
کرنا کہ مجھکو اخلاق سے یاد کرو مین تمکو استغراق
سے یاد کرونگا اور ذکر روح تفرید و محبت ہے یعنی مجھکو
تفرید و محبت سے یاد کرو مین تمکو توحید و قربت سے یاد کرونگا
اور ذکر سر یعنی اپنی ہستی فنا کرنا کہ اپنے وجود کو فنا
کرکے مجھکو یاد کرو مین تمکو شہود و بقا دونگا چنانچہ
حدیث مین ہے کہ اگر وہ اپنے دل مین مجھکو یاد کرتا ہے
تو مین بھی اوس کو اپنے دل مین یاد کرتا ہون ابن عیینہ
کہتے ہین کہ اخبار سے ہمکو معلوم ہوا ہے کہ حق سبحانہ
تعالے نے فرمایا کہ مین نے اپنے بندون کو ایسی چیز
دی ہے کہ اگر جبرئیل و میکائیل کو دیتا تو بیشک ان کو بڑی
نعمت دیتا اور وہ یہی آیت ہے جواہر التفسیر مین تقریبا اسکی
سو وجہین لکھی ہین اور چونکہ اس ترجمہ مین طوالت کلام مقصود
نہین لہذا محققین کے کلام سے دو ایک نکتہ لکھے گئے
کشف الاسرار مین ہے کہ خداوند تعالی نے فرمایا کہ جب بندہ
مجھکو یاد کرتا ہی تو مین بھی اوسکو یاد رکھتا ہون یہانتک کہ
وہ مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے اس ذکر دوام کا نتیجہ کمال

محبت است کہ آن را عشق خوانند مراد ازین ذکر
لسانی نیست بلکہ ذکر قلبی از سلطان العارفین
بایزید پرسیدند کہ چرا از زبان شما ذکر کمتر می شنوم
گفت کہ زبان بیگانہ است درمیان نہ گنجید
ابوبکر واسطی فرمود کہ حقیقت ذکر نسیان ذکر است
وقیام بہ مذکور و این ذکر حقیقی است کہ ذاکر را عین
مذکور گرداند بلکہ ذکر و مذکور و ذاکر یک ذات گردد
و این حقیقت بحال شمع و پروانہ ماند کہ شمع
سر افراز رخ افروختہ با پروانۂ جان باختہ دل سوختہ
گفت ؎ گر یاد منت شود زیادم نروی ٭
بیرون ز دل حزین و شادم نروی ٭ آن عاشق
جانباز چون گرمی مہر معشوق سرفراز خود پدید بپای
شوق پرواز کنان در رسید شمع بسرگرمی تمام
چہرۂ جمال خود را برافروخت پروانۂ دیوانہ بزبانۂ آتش
خود را بسوخت یا د پروانہ آن بود کہ خود را فدای
شعلۂ شمع کرد و یاد شمع آن کہ بجاذبہ اشتعال
او را بخود کشید درین صورت تفریق و تمیز از ہم
برفت و دوئی از یک دیگر برخاست اگر پروانہ
را جوئی شمع کاشانہ یابی و اگر شمع را طلب کنی
پروانۂ دیوانہ یابی۔ عزیز من چون پروانہ بہ فنای
وجود خود فدای شمع گردید آنگاہ بہ بقای وجود شمع

محبت ہے جس کو عشق کہتے ہین اور اس سے زبانی
یاد مراد نہین ہے بلکہ ذکر قلبی مراد ہے حضرت
سلطان العارفین بایزید بسطامی سے لوگون نے
پوچھا کہ ہم آپ کی زبان سے ذکر آلہی بہت کم سنتے ہین
اسکا کیا سبب ہے فرمایا کہ زبان بیگانہ ہے اُسکی گنجایش
نہین ابوبکر واسطی نے فرمایا کہ حقیقت ذکر ذکر بھولنا اور
مذکور مین فنا ہوجانا ہے اور یہی ذکر ذاکر کو عین مذکور
کردیتا ہے یعنی ذکر و مذکور و ذاکر ایک ہوجاتے ہین
اور یہ شمع و پروانہ کے حال سے مشابہ ہے کہ شمع
نے پروانہ سے کہا کہ ؎ اگر تو مجھے یاد رکھے تو مین بھی
تجھکو نہ بھولون الخ جب پروانہ نے شمع کی یہ گرمی محبت
دیکھی تو بازوی شوق سے اوڑکر پہونچا شمع نے اپنا جمال
جانسوز دکھایا پروانہ دیوانہ نے اوس کی لو پر اپنے کو جلایا
پروانہ وہ تھا جو شعلۂ شمع پر فدا ہوگیا
اور شمع وہ تھی جس نے اپنے شعلہ سے اوس کو
کھینچ لیا۔ اس صورت مین تفریق و تمیز
باہمی جاتی رہی اگر پروانہ کو ڈھونڈھو۔ تو
شمع کو پاؤگے۔ اور اگر شمع کو ڈھونڈھوگے
تو پروانے کو پاؤگے۔ جب پروانے نے
اپنا وجود شمع پر فدا کردیا اوس
وقت شمع کے وجود باقی سے

بمقصود خود رسید کلام قدسی مشعر براین است
لایزال العبد یتقرب الحدیث هفتم توجه است
یعنی روی آوردن بحضرت حق بہمگی خود بالکل خود
وبیرون آمدن از جمیع دواعی بشریه باختیار
سید الطایفه جنید بغدادی گوید که اگر سالک صادق
هزار سال در راه حق قدم زند و یک لحظه غافل
بماند آن مقدار سعادت که دران لحظه از وے
فوت شود بیشتر ازان بود که دران هزار سال حاصل
کرده باشد هشتم صبر و آن بیرون آمدن از حظوظ و
تمتعات نفسانی بلکه جمله آرزوهائے غیریت نهم
مراقبه است و آن چشم بستن بحصول مطلوب و
بیرون آمدن از حرکات و سکنات باختیار دهم
رضا و آن بیرون آمدن از رضائے خود بدخول
در رضائے محبوب و این مقام اعظم مقامات
سالکان است زیرا که هر مطلوب که در پس پرده
طلب حاصل شود لایق حوصله طالب باشد و
سالک مبتدی در مقام مسکنت و حقارت است
پس هر چه در طور خود خواهد حقیر بود و چون خواست
خود را از میانه بردارد کار عظیم با عظیم بگذارد عطائے
نامتناهی حاصل نماید و جناب کبریا را بشاید

جعلنا الله من الذین سعدوا بطاعته و

اپنے مقصود پر پہونچا لایزال العبد یتقرب الخ
سے یہی مطلب ہے ساتوان توجہ ہے یعنی حضرت حق
کی طرف ہمہ تن متوجہ ہونا اور بارادہ تمام خواہشات
بشریہ چھوڑ دینا حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی فرماتے
ہین کہ اگر سچا سالک ہزار برس سلوک کرے اور پھر ایک
گھڑی بھی اوس سے غافل ہو جائے تو جس قدر
سعادت اوس گھڑی اوس سے فوت ہوگی وہ اوسکی
ہزار سال کی سعادت سے زیادہ ہوگی آٹھوان صبر
ہے یعنی حظوظ و فوائد نفسانی بلکہ تمام خواہشات
غیریت چھوڑ دینا نوان مراقبہ ہے یعنی حصول مطلوب
مین متوجہ رہنا اور حرکات و سکنات اختیاری چھوڑ دینا
دسوان رضا ہے یعنی رضاء محبوب سے راضی ہونا یہ مقام
سب مقامات سے بڑا ہے کیونکہ بہ پردہ طلب جو
چیز حاصل ہوگی وہ اوس کے حوصلہ کے موافق ہوگی
اور چونکہ وہ مقام مسکنت و حقارت مین ہے لہذا جو
خواہش اپنے حسب حال کریگا وہ حقیر ہوگی اور جب
اوس نے اپنی خودی مٹا دی تو گویا بڑا کام بڑے
کے حوالہ کر دیا اب وہ سزاوار عطائے نامتناہی
اور قابل باریابی درگاہ الٰہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ
ہم کو بھی اون لوگون مین شامل کرے
جو اوس کی اطاعت سے سعید ہوئے اور

فازوا بمحبته انه قریب مجیب اکنون مصنف
دو حدیث دیگر درین باب نقل می فرماید که

اوس کی محبت پر فایز ہوئے بیشک وہ قریب مجیب ہے
اب مصنف دو اور حدیثین اس بارہ مین نقل فرماتے ہین

قوله وما ورد فی الحدیث ان لله ثلاث مائة وخمس عشر شریعة یقول الرحمن
وعزتی لا یاتینی عبد من عبادی لا یشرک بی شیئا بواحد منهن الا ادخلته الجنة

اقول وانچه که وارد است در حدیث که تحقیق
برای حق سه صد و پانزده شریعت اند میگوید حق
قسم عزت خود نمی آرد بنده از بندگان من یکے
از او شان و شریک نمی کند با من چیزے را مگر
داخل خواہم گردانید او را در جنت - یعنی این ہمه
شرائع را فرستادہ حق می داند و چیزے در آن طریقه
شریک مطلق نمی دارد و واقعی شرک عجیب تر گناہیست
که بخشایش آن دشوار است ان الله لا یغفر
ان یشرک به و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء
و حقیقت شرک این که اعتقاد کند آدمی در بعضے
معظمین که آثار عجیبه از ان صادر شده اند بسبب
اتصاف آن به صفات کمال که معتاد جنس
انسان نیند بلکه خاص اند به واجب یافته نمیشوند
در غیر حق مگر که مخلع شود او به خلعت الوہیت یا
فنا شود در ذات او و نحو ذلک از انواع خرافات
چنانچه در حدیث وارد است که ان المشرکین
کانوا یلبون بهذا الصیغة لبیک لبیک

حدیث مین آیا ہے کہ حق تعالی کی تین سو پندرہ
شریعتین ہین اور وہ فرماتا ہے کہ قسم اپنی عزت
کی جب میرا کوئی بندہ اون مین سے کسی شریعت پر
چلتا ہے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہین کرتا تو اوس کو
جنت مین داخل کرتا ہون یعنی اُن سب شریعتون
کو فرستادہُ حق جانتا اور اوس طریقہ مین کسیکو شریک
مطلق نہین کرتا ہے - واقعی شرک عجیب گناہ ہے
جس کی بخشش دشوار ہے - بیشک اللہ مشرک کی
مغفرت نہین کرتا شرک کے سوا جس گناہ کو چاہتا ہے
بخش دیتا ہے - اور حقیقت شرک یہ ہے کہ آدمی بعض
بزرگون کے متعلق یہ اعتقاد کرے کہ عجیب امور جو معمولی
انسان کی قدرت سے باہر ہین وہ اونسے بسبب اونکے
صفات کمال سے متصف ہونے کے صادر ہوتے
ہین حالانکہ وہ باتین واجب تعالی سے خاص ہین نہ
کسی اور سے مگر جبکہ وہ خلعت الوہیت سے مخلع ہو یا اوسکی
ذات مین فانی ہو اسی طرح اور خرافات چنانچہ حدیث مین آیا
ہے کہ مشرکین اس طرح لبیک کہا کرتے تھے کہ لبیک لبیک الخ

لا شریک لک الا شریکا هو لک بما ملکه
پس تذلل کنند نزد او و معامله کنند با و معامله عباد
مع الله و برای این معنی اشباح و قوالب اندر
شرع شریعت بحث نمی کنند مگر از اشباح و قوالب
یعنی این که مباشرت می کنند مردمان به نیت
شرک حتی که باشد مظنه شرک ۔

تو اون کے سامنے انتہا ہی عجز کرتا ہے اور اون سے
ویسی معاملت کرتا ہے جیسے بندے اللہ کے ساتھ
اور اس معنی کے لیے اگرچہ صور و قوالب ہین مگر
شرع شریف اون صور و قوالب کے معانی سے بحث
کرتی ہے جیسے انسان بہ نیت شرک کرتا ہے یا ایسی بات
کی پابندی کرے جس مین گمان شرک ہو ۔

قوله وایضاً ورد ان لله عز وجل لوحاً من زبرجد خضراء وجعله تحت العرش
کتب فیه انی انا الله لا اله الا انا ارحم الراحمین خلقت بضعة عشر وثلث مائة
خلق من جاء بخلق منها مع شهادة ان لا اله الا الله ادخله الجنة

اقول و نیز وارد است که تحقیق برای خدا لوحیست
از زبرجد سبز زیر عرش دران مکتوب است که من
خدایم نیست خدائے جز من که ارحم الراحمین ام
آفریدم سه صد و ده و چند اخلاق را هر که آمد بخلقے
ازان بشهادت لا اله الا الله داخل خواهم ساخت
او را در جنت ۔ اکنون بغرض نقل ازین حدیث
اشارت می سازد ۔

نیز وارد ہے کہ اللہ کی ایک لوح سبز زبرجد کی ہے
عرش کے نیچے جس مین لکھا ہے کہ مین اللہ ہون
میرے سوا کوئی معبود نہین مین ارحم الراحمین ہون
مین نے تین سو کئی اخلاق پیدا کیے جس کسی مین ایک
خلق بھی ہوا اور اوس نے یہ بھی گواہی دی کہ اللہ کے
سوا کوئی معبود نہین تو مین اوس کو جنت مین داخل
کرونگا اب بغرض نقل ان احادیث کو لکھکر فرماتے ہین کہ

قوله اشارة الی کثرة افراد النوافل الا متناهیة کذکر کلمة لا اله الا الله وصلوة النفل
وتلاوة القرآن والاستغفار والتسبیح والدعاء والصلوة علی النبی صلعم والصوم
وطواف النفل وصدقة النفل وحج النفل والامر بالمعروف والنهی عن المنکر وغیرها
من المستحبات ودرس العلوم الدینیة وانواع اعانة المسلم التی دناها اماطة الاذی
عن طریق المسلمین وغیر ذلک مما لا یمکن احصاؤه

اقول قول حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ و ہر دو
حدیث دلالت دارند بر کثرت افراد نوافل امتثالیہ
مثل ذکر کلمہ لا الہ الا اللہ و طریقہ اش این کہ در
خلوت با وضو متوجہ قبلہ شدہ صورت مرشد را
بطرف راست قائم کردہ دو زانو بنشیند و سہ بار
استغفار گفتہ ذکر نفی و اثبات بدین گونہ کند
کہ ہر دو دست بر ہر دو زانو نہادہ سر تا ناف
فرود آوردہ لفظ لا را از ناف تا ام الدماغ کشد
و لا گویان سر را از فرود بیالا رساند و رخ بہ کتف
راست کردہ لفظ الہ گوید بعدہ سر گردانیدہ بطرف
چپ رخ آوردہ بر دل لفظ الا اللہ را ضرب دہد
و در وقت لا تصور نفی معبود و مقصود و موجود غیر
حق کند و بوقت الا اللہ تصور اثبات معبودیت
و مقصودیت و موجودیت حق کند اما مبتدی را
باید کہ بجائے اللہ معنی معبود خیال کند و متوسط
معنی مقصود و منتہی معنی موجود بیندارد و ذکر بر دو
نوع است یکی جہر دیگر خفی چون باواز بلند گوید
جہر نامند و آہستہ گوید خفی باشد و یکے از افراد نوافل
نفل خواندن است کہ اقسام آن بسیار اند و تلاوت
قرآن و استغفار و سبحان اللہ گفتن و دعا و درود
و روزہ نفل و طواف نفل و صدقہ نفل و حج نفل

حضرت شیخ نجم الدین کبرےٰ کا ارشاد اور یہ دونوں
حدیثین نوافل امتثالیہ کی کثرت افراد پر دلالت
کرتی ہین جیسے کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذکر جسکا طریقہ یہ ہے
کہ خلوت مین باوضو قبلہ رو ہو کر مرشد کی صورت
داہنی طرف قائم کرکے دوزانو بیٹھے اور تین بار استغفار
پڑھکر ذکر نفی و اثبات یون شروع کرے کہ دونون ہاتھ
زانوون پر رکھکر سر کو ناف تک لاکر لفظ لا کو ناف
سے ام الدماغ تک کھینچے اور لا کہتا ہوا سر کو نیچے سے
اوپر لیجائے اور داہنے شانہ کی طرف موتہہ کرکے الٰہ
کہے پھر سر گھماکر بائین طرف موتہہ لیجاکر دل پر الا اللہ
کی ضرب دے اور لا کہنے مین معبود و مقصود و موجود غیر حق
کی نفی خیال کرے اور الا اللہ کہنے مین حق کی
معبودیت و مقصودیت و موجودیت کا اثبات
خیال کرے لیکن مبتدی کو بجائے اللہ معبود کے
معنی اور متوسط کو مقصود اور منتہی کو موجود کے معنے
خیال کرنا چاہیے اور ذکر دو قسم پر ہے جہر اور خفی
بلند آواز سے ذکر کرنیکو جہر اور آہستہ کہنے کو خفی کہتے ہین
اور منجملہ افراد نوافل نفل پڑھنا ہے جس کی بہت
قسمین ہین اور قرآن پڑھنا اور استغفار اور
سبحان اللہ کہنا اور دعا و درود اور روزۂ نفل
و طواف نفل ۔ و صدقۂ نفل ۔ و حج نفل

امر بہ معروف و نہی عن المنکر و دیگر انچہ کہ از مستحبات
است و درس علوم دینی کہ از باقیات صالحات
است و اقسام اعانت مسلم کہ ادنائے آن
دفع کردن اشیائے تکلیف دہ است از راہ مسلمانان
در خبر است کہ ہر کہ در حاجت برادر خود است خدا
در حاجت روائی اوست وغیر ازین کہ نامحصور اند
اکنون بعد تقسیم وشمار افراد نوافل نتیجہ مداومت
آن بیان می نماید

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور دیگر مستحبات اور
علوم دین پڑھانا جو باقیات صالحات مین ہے
اور مسلمانون کی مدد جس مین سب سے کم مکلف
چیزون کا مسلمانون کے راستہ سے ہٹانا ہے حدیث
مین ہے کہ جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرتا
ہے اللہ اوس کی حاجت پوری کرتا ہے اسکے سوا اور
بہت ہین اب بعد تقسیم وشمار افراد نوافل اوس کی
مداومت کا نتیجہ بیان کرتے ہین کہ

قولہ فمن داوم علی احد ہذہ الافراد مستوعبا جمیع اوقاتہ او اکثرہا مع
رعایۃ جمیع الاقسام الاجتنابی یحصل مقصودہ من القرب

اقول ہر کہ مداومت کرد بر یکے ازین افراد نوافل
باستیعاب جمیع یا اکثر اوقات حسب توفیق
خداوندی مع رعایت جمیع اقسام اجتنابی حاصل
خواہد گردید مقصود او از قرب زیرا کہ حصول قرب
باتیان جمیع قسم امتثالی بوجہ عدم امکان مشروط
نیست چنانکہ آیندہ خود می فرماید و دلیلش می آرد

جس نے ان نوافل مین سے کسی ایک پر بہ توفیق
خداوندی کل اقسام اجتنابی کا لحاظ کرکے مداومت
کی اوسے قرب حاصل ہوگا کیونکہ حصول قرب
کل اقسام امتثالی کرنے پر مشروط نہین اس لیے کہ
وہ ممکن نہین ہے چنانچہ خود اوس کی دلیل
مین فرماتے ہین کہ

قولہ لان تحصیل قربہ لیس مشروطا باتیان جمیع افراد النوافل الامتثالیۃ
لانہ لیس بممکن بل یکفیہ الفرد الواحد منہا

اقول تحصیل قرب مشروط نیست بہ آوردن
جمیع افراد نوافل امتثالیہ چہ کہ اتیان جمیع
افراد امتثالیہ ممکن نیست بلکہ کافیست فرد واحد

حصول قرب تمام افراد نوافل امتثالیہ
بجالانے پر مشروط نہین کیونکہ وہ ناممکن
ہے بلکہ اون نوافل سے ایک فرد کافی

ازان نوافل و این عدم مشروعیت بنظر رحمت خداوندیست۔

ہے اور یہ مشروع نہ ہونا بہ نظر رحمت خداوندی ہے۔

قوله اما الاجتناب من جميع المحظورات فشرط فى تحصيل القرب لانه منهى عنه و اجتنابه ممكن

اقول ولیکن پرہیز از تمامہ محظورات پس مشروط است در تحصیل قرب زیراکہ منہی عنہ است و پرہیز ازان ممکن و آن ہم بشرط توفیق او تعالی است

مگر تحصیل قرب مین تمام محظورات سے پرہیز شرط ہے کیونکہ وہ ممنوع ہین اور اون سے پرہیز ممکن ہے بشرط توفیق آلہی۔

قوله والكثرة المطلوبة من النوافل مطلقة باتيان الفرد او باتيان نوعه

اقول وکثرت مطلوبہ از نوافل مطلق است بہ آوردن فرد باشد یا بہ آوردن نوعے ازان یعنی مراد از اتیان کثرت نہ این کہ ہمہ اقسام بجا آوردہ باشد چراکہ آن خود بقول مصنف متعذر است

اور مطلب کثرت نوافل سے مطلقا اوس کے کسی فرد یا نوع کا کرنا ہے یعنی کثرت کرنے سے مطلب یہ نہین ہے کہ تمام قسمین بجا لائی جائین کیونکہ وہ دشوار ہے۔

قوله من استوعب جميع اوقاته او اكثرها ببعض هذه الافراد بحيث ينتقل من فرد الى فرد بملالة النفس فقد راعى الكثرة باعتبار الفرد

اقول ہرکہ بہ جمیع اوقات خود یا باکثر آن بفردے از افراد نوافل استیعاب نماید و بوجہ ملال نفس انتقال از فردے بہ فردے کردہ باشد پس او رعایت کردہ باشد کثرت را باعتبار فرد مثلاً رعایت جملہ امور و اوقات در دو رکعت نفل بمنزلہ است کہ گویا جملہ افراد نوافل را بجا آوردہ زیراکہ طبیعت کلیہ در ہر فرد موجود است ایدون بعد بیان این معنی تفصیل قول بعض کہ موہم معنی

جس نے اپنے تمام اوقات یا اکثر وقت افراد نوافل سے کسی فرد مین صرف کیا اور بوجہ ملال نفس ایک فرد سے دوسرے فرد پر منتقل ہوا اوس نے کثرت کی رعایت فرد کے اعتبار سے کی مثلاً تمام امور و اوقات کی رعایت دو رکعت نفل مین کی تو گویا تمام افراد نوافل بجا لایا کیونکہ طبیعت کلیہ ہر فرد مین موجود ہے اب اس بیان کے بعد بعض لوگون کے قول کی کہ جس سے دوسرے معنی کا

وہم ہوتا ہے تفصیل بیان فرماتے ہین کہ	دیگر می شود می فرماید کہ

قوله ومن قال الطرق الی الله کثیرة او قال الطرق الی الله تعالی واحد صدق فی قوله بهذین الاعتبارین

توجس نے کہا کہ واصل بحق ہونے کے طریقے بہت ہین یا کہا کہ ایک طریقہ ہے وہ اپنے قول مین ان اعتبارات ماسبق کے رُو سے سچا ہے -	اقول پس ہر کہ گفت راہہاے وصول بحق بسیار اند - یا یک است صادق است در قول خود بدین دو اعتبار کہ بالا گفتہ شد

قوله وایضاً قالوا ابناء السبیل اخیاف لیس بینهم خلاف

نیز حضرات صوفیہ کا مقولہ ہے کہ سالکین اخیافی بھائی ہین اور ان مین باہم اختلاف نہین ہے اور چونکہ تمام مسلمان آپس مین ایک دوسرے کے بھائی ہین لہذا اون کے لیے باہمی شفقت لازمی ہے -	اقول و نیز گفتہ اند صوفیان کہ سالکین برادر اخیافی اند میان آنہا خلاف نیست و بہ مودای انما المؤمنون اخوة شفقت بایکدیگر لازمۂ حال ایشان است

قوله یعنی ان السالکین کلهم اولاد امٍّ واحدة و آباؤهم المتعددون هم المشایخ

یعنی تمام سالکین ایک ماں کی اولاد ہین کہ انھین کو اخیافی کہتے ہین اور باپ متعدد ہین یعنی مشایخ طریقت جنکے حق مین آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھکو اپنی اون بھائیوں کے دیکھنے کا بہت شوق ہے جو میرے بعد ہونگے اور قرآن شریف مین ہے کہ وہ لوگ کسیکی ملامت سے نہین ڈرتے اور یہ خدا کا فضل ہے اور اونپر فرشتے اوترتے ہین یا اونھون نے ہماری بندون مین سے ایک بندہ کو پایا جس پر ہم نے اپنی رحمت کی اور اوس کو اپنا علم سکھایا یا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا کسی کا اون کو	اقول سالکین ہمہ اولاد یک مادر اند کہ ہمین را اخیافی گویند و پدران متعدد یعنی مشایخ طریقت کہ در حق ایشان آنحضرت صلعم فرمود کہ واشوقاہ الی لقاء اخوانی من بعدی و در قرآن مجید است لا یخافون لومة لائم - ذلك فضل الله و تتنزل علیهم الملائكة وقال تعالی فوجدا عبدا من عبادنا اتیناه رحمة من عندنا و علمناه من لدنا علما وقال النبی صلعم لا یزال طائفة من امتی قائمین علی الحق لا یضرهم

من خذ لهم بیان که حق تعالی خضر را باشارت
مقام شیخی و مرتبهٔ مقتدائی مخصوص کرد و موسی
علیه السلام را برای تعلم علم لدنی بدو فرستاد از
استحقاق مرتبهٔ شیخی عبدا من عبادنا خبر میدهد
و برای مهتر خضر پنج مراتب ثابت فرمود اول
اختصاص عبودیت خاص که من عبادنا دوم
قبول استحقاق حقایق از اتیناه حضرت بے واسطه
که و اتیناه رحمة سوم خصوصیت یافت
رحمت خاص از مقام عندیت که رحمة من عندنا
چهارم شرف تعلم علوم از حضرت الهی پنجم دولت یافت
علوم لدنی بے واسطه که من لدنا علما و این
پنج رکن است که بنا اهلیت شیخی و مقتدائی بر آنست
شیخ باید که بدین خصوصیتها مخصوص بود و بخصائل
حمیده موصوف تا شیخی و مقتدائی را شاید که شیخی
اول مقام عبودیت دارد تا از رق ماسوای حق
آزاد نه شود اختصاص عبودیت من عبادنا
نیابد و سالک تا بخود سعادت و شقاوت خود
می بیند آزاد نیست بزرگان گفته اند هر چه در
بند آنی بندهٔ آنی والمکاتب عبد ما بقی علیه
درهم دوم مقام قبول حقایق از اتیناه حضرت
بے واسطه و آن میسر نه شود تا بکلی از حجاب

ذلیل کرنا او نهین ضرر نهین پهونچا سکتا جاننا چاہیے
کہ حق تعالے نے حضرت خضر کو مقام شیخی و مرتبہ مقتدائی
سے مخصوص کیا اور حضرت موسیٰ کو علم لدنی حاصل کرنیکے
لیے اونکے پاس بھیجا استحقاق شیخی سے آیت عبدا
من عبادنا مخبر ہے اور پانچ مرتبے حضرت خضر کے
لیے ثابت فرمائے اول اختصاص عبودیت خاص کہ
من عبادنا اوس سے مشعر ہے دوسرے استحقاق
حقایق بے واسطہ حضرت حق سے قبول کرنا کہ واتیناہ
رحمة تیسرے رحمت خاص مقام قرب سے پانا کہ رحمة
من عندنا چوتھے حضرت حق سے علوم سیکھنے کا شرف
پانچوین بے واسطہ علوم لدنی کی دولت پانا کہ من لدنا
علما یہ وہ پانچ رکن ہین جن پر اہلیت شیخی و مقتدائی
کی بنا ہے شیخ کو ان خصوصیتون سے مخصوص اور
دیگر خصائل حمیدہ سے موصوف ہونا چاہیے تاکہ
شیخی و مقتدائی کے لائق ہو کیونکہ شیخی کا پہلا مقام عبودیت
ہے جبتک غیر حق کی غلامی سے آزاد نہوگا خصوصیت
عبودیت من عبادنا نہ پائیگا سالک جبتک اپنی
سعادت و شقاوت دیکھتا ہے آزاد نہین ہے بزرگون کا
قول ہے کہ جس چیز کی قید مین ہو اوسکے بندی ہو اور مکاتب
وہ بندہ ہے جسپر ایک درہم بھی باقی ہو دوسرے بے واسطہ
حقایق حضرت حق سے قبول کرنا اور یہ جبتک حجاب

صفات بشری و روحی خلاص نیابد زیراکہ ہرچہ
از پس حجاب آید بواسطہ آید اگرچہ در بعضے اوقات
چنان نماید کہ بے واسطہ است چنانچہ موسے
بے واسطہ کلام می شنید و بحقیقت بے واسطہ نبود
گاہ شجر واسطہ بود و گاہ ندا و صوت و تفصیل این
ہرکس فہم نتواند کرد معلوم باشد کہ کلام حق بی حرف
و صوت است اما موسی بواسطہ حرف و صوت
می شنید اگر بے واسطہ توانستے شنید نزد مہر خضر
برای محو کنانیدن بقایای آثار صفات انسانی از
آئینہ دل نہ فرستادہ شدے در بدایت نبوت
آنحضرت صلعم را چون رفع حجاب بکمال نہ رسیدہ
بود وحی حق بواسطہ می یافت کہ نزل بہ الروح
الامین در شب معراج چون کشف قناع حقیقی
بود واسطہ از میان برخاست کہ فاوحی الی

صفات بشری و روحانی سے بالکل آزادی نہو میسر
نہین کیونکہ جو کچھ حجاب سے آتا ہے بواسطہ آتا ہے
اگرچہ بعض وقت ایسا معلوم ہو کہ بے واسطہ ہے جیسے
حضرت موسٰے بے واسطہ کلام سنتے تھے جو حقیقتاً
بے واسطہ نہ ہوتا تھا کبھی درخت واسطہ ہوتا تھا اور کبھی
ندا و آواز اور اسکی تفصیل ہر شخص سمجھ نہین سکتا جاننا
چاہیے کہ کلام حق اگرچہ بے حرف و صوت ہے مگر حضرت
موسی بواسطہ حرف و صوت سنتے تھے اگر بے واسطہ
سن سکتے تو حضرت خضر کے پاس بقایای آثار صفات
انسانی آئینہ دل سے محو کرانیکے لیے بھیجے نہ جاتے ابتداء
نبوت مین آنحضرت صلعم کے لیے چونکہ بالکل حجابات
اوٹھے ہوے نہ تھے لہذا وحی بواسطہ حضرت جبرئیل ہوتی
تھی اور شب معراج مین چونکہ حجابات اوٹھے ہوے تھے

عبدہ ما اوحی سوم یافت رحمت خاص از
مقام عندیت و آن خاص الخاص را باشد چہ
کہ فیضیاب از صفت رحمت عوام و خواص و
خاص الخاص ہمہ اند اما عوام و خواص بواسطہ
یابند و خاص الخاص بیواسطہ حصۂ عوام از صفت
رحمانی ست و آن را مقبول و مردود ہر دو می یابند
از بہر آن کہ رزق و صحت و شفقت ہر بندۂ کافر و

لہذا واسطہ بھی جاتا رہا تھا کہ فاوحی الی عبدہ ما
اوحی تیسرے رحمت خاص مقام قرب سے پانا جو
خاص الخاص کے لیے ہے کیونکہ صفت رحمت سے
فیضیاب عام و خاص و خاص الخاص سب ہین
عام و خاص بواسطہ پاتے ہین اور خاص الخاص
بے واسطہ عام کا حصہ صفت رحمانیت سے ہے
جس کو مقبول و مردود دونون پاتے ہین کیونکہ
رزق اور صحت اور شفقت ہر مسلمان و کافر

مسلم راست و این نتیجہ صفت رحمانیہ است
اگر تاثیر این رحمت نہ بودے یک جرعۂ آب بہ
ہیچ کافر ندادے ازین جا گفتہ اند یا رحمن الدنیا
و حصۂ خواص از صفت رحیمی است تا بواسطہ قبول
دعوت انبیا و متابعت ایشان در آخرت نعم
ہشت بہشت یابند و ازین جا گفتہ اند یا
رحیم الآخرۃ و حصۂ خاص الخاص از صفت
ارحم الراحمین است بے واسطہ چنانکہ انبیا را بود و
این نتیجہ محو آثار بشریت و تجلی بصفات الوہیت
و تخلق باخلاق ربوبیت است چہارم تعلم علم از حضرت
بے واسطہ و آن وقتی میسر شود کہ لوح دل را از
نقوش علوم عقلی و سمعی و حسی بکلی پاک کند کہ
تا این انواع بر لوح دل منقش است دل شاغل
باشد از استعداد قبول علوم از حضرت بے واسطہ
پنجم تعلم علوم لدنی بے واسطہ داگر تعلم علوم دیگر از
حضرت بے واسطہ بود آن علم لدنی نباشد چنانکہ
در حق داؤد فرمود و علمناہ صنعۃ لبوس لکم
علم لدنی بہ معرفت ذات و صفات حضرت حق
تعلق دارد کہ بے واسطہ بہ تعلیم و تعریف
حق حاصل آید چنانچہ آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم فرمودہ عرفت ربی بربی

کے لیے ہے اور یہ صفت رحمانیہ کا نتیجہ ہے اگر
رحمت نہ ہوتی تو ایک چلّو پانی کسی کافر کو نہ ملتا
اسی لیے یا رحمن الدنیا کہا جاتا ہے اور صفت رحیمی
سے خاص کا حصہ ہے تاکہ وہ دعوت و متابعت انبیاء
قبول کرکے آخرت مین آٹھون بہشتون کی نعمتین پائین
اور اسی لیے یا رحیم الآخرۃ کہا جاتا ہے اور
خاص الخاص کا حصہ صفت ارحم الراحمین سے
بے واسطہ ہے جیسا کہ انبیاء کو تھا اور یہ آثار
بشریت محو ہونے اور صفات الٰہیہ سے آراستہ اور اخلاق
ربوبیت سے موصوف ہونے کا نتیجہ ہے چوتھے حضرت
حق سے بے واسطہ علم سیکھنا اور یہ اوس وقت میسر
ہوتا ہے کہ جب دل سے نقوش علوم عقلی و سمعی و حسی
مٹ جائین جب تک یہ علوم لوح دل پر منقش رہینگے
تب تک بے واسطہ حضرت حق سے علوم قبول
کرنے کی استعداد اوسمین پیدا نہ ہوگی پانچوین علوم
لدنی بے واسطہ سیکھنا اگر اور علوم حضرت حق سے
بے واسطہ سیکھے ہون اون پر علم لدنی کا اطلاق نہوگا
جیسے حضرت داؤد کے حق مین وارد ہے وعلمناہ
صنعۃ لبوس لکم علم لدنی سے مراد معرفت ذات و صفات
حضرت حقتعالی ہے جو بے واسطہ تعلیم و تعریف حق سے حاصل
ہو چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مینے اپنے رب کو رب سے پہچانا

و یافت این علم بدان حاصل می شود که مرید از
وجود خویش بر آید تا بدین زادن از لذت خویش
به لذت حق رسد آنجا تلقی این علم یابد چنانکه فرمود
انک لتلقی القرآن و عیسی می فرماید لن یلج
ملکوت السموات والارض من لم یولد مرتین
و زادن بدان معنی باشد که چون مرید صادق در
ابتدا بمقتضاے والذین جاهدوا قدم در راہ
طلب نهد و بجذبات عنایت ربانی روی دل
از مالوفات طبع و مستلذات نفسانی بگرداند و متوجه
حضرت حق گردد حضرت عزت بر سنت لنهدینهم
جمال شیخی واصل کامل در آئینهٔ دل او عرض کند
چون مرید صادق جمال شیخ در آئینهٔ دل مشاهدہ
کند در حال بر جمال او عاشق گردد و قرار و آرام
برخیزد منشأ جملہ سعادت این بیقراریست و مرید تا
بر جمال ولایت شیخ عاشق نه شود از تصرف اراده
و اختیار خویش بیرون نیاید - مرید آن ست که مرید
مراد شیخ بود نه مرید مراد خود چون در مرید استعداد
قبول تصرف ولایت شیخ پیدا شود شیخ در و
تصرف ولایت خویش نماید و مراد از شیخ شیخ حقیقی
است که در مقام عندیت در مقعد صدق در زیر
قبهٔ عنایت حق است که اولیائی تحت قبائی

اور یہ علم اوس وقت حاصل ہوتا ہے جب مرید
اپنے آپ سے نکلے اور اپنی لذت چھوڑ کر لذت حق پائے
جیسا کہ ارشاد ہے کہ انک لتلقی القرآن یا حضرت
عیسے فرماتے ہین کہ ملکوت سموات و ارض مین وہ نہ
داخل ہوگا جو دو مرتبہ نہ پیدا ہوا ہو پیدا ہونے سے
مطلب ہے کہ مرید صادق جب ابتدا مین بمقتضاے
والذین جاهدوا راہ طلب مین قدم رکھتا اور دل
کو بسبب جذبات عنایت حق مالوفات طبیعت اور
لذات نفسانی سے باز رکھکر حضرت حق کی طرف
متوجہ ہوتا ہے تو حضرت حق بمقتضاے لنهدینهم
کسی شیخ واصل کامل کا جمال اوسکے آئینہ دل پر ظاہر
کرتا ہے جب مرید صادق شیخ کا جمال آئینهٔ دل
مین مشاہدہ کرتا ہے تو فوراً اوسکے جمال پر عاشق
ہو جاتا ہے اور اوس کا قرار و آرام جاتا رہتا ہے
تمام اچھائیون کا منشا یہی بے قراری ہے جب تک
مرید جمال ولایت شیخ پر عاشق نہین ہوتا اپنے ارادہ
اختیار کے تصرف سے نکل کر شیخ کے ارادہ و تصرف مین
داخل نہین ہوتا مرید وہ ہے جو مراد شیخ کا مرید ہو نہ اپنی مراد کا
مرید جب مرید مین تصرف ولایت شیخ قبول کرنیکی قابلیت پیدا ہو جاتی
ہے تو شیخ اوسمین اپنا تصرف ولایت فرماتا ہے شیخ سے مطلب شیخ حقیقی ہے
جو مقام قرب و مقعد صدق مین بعنایت حق اولیائی تحت قبائی

لا یعرفہم غیری و باید کہ در شیخ ہشت صفات
باشند اوّل اعتقاد خوب کہ با عتقاد اہل سنت و
جماعت آراستہ باشد و بہ بدعتے آلودہ نبود تا
مرید را در بدعت نیندازد کہ معاملہ اہل بدعت
منتج و منجی نہ باشد دوم علم کہ بقدر ضرورت از علم
شریعت باخبر باشد تا اگر بہ مسئلہ ضروری مرید محتاج
باشد از عہدۂ آن بیرون آید سوم عقل کہ با عقل
دینی عقل معاش دنیاوی بہ کمال دارد تا در تربیت
مرید بشرط شیخی قیام تواند نمود چہارم سخاوت سخی
باشد تا بہ مایحتاج مرید قیام نماید و مرید را از ماکول
و ملبوس ضروری فارغ دارد تا بہ کلی بہ کار دین
مشغول شود پنجم شجاعت کہ شجاع و دلیر باشد
تا از ملامت خلق و فتنۂ ایشان نیندیشد و مرید
را بقول کسی رد نہ کند و بہ منازعت و مخاصمت
بیخبران روی ازین کار نہ گرداند و بنا بر حساد
باز نہ گردد ششم عفت کہ عفیف النفس بود و نظر
بر زنان نراند و بہ زنان و شاہدان التفات نہ کند
تا مرید در تہمت و شک نیفتد و فساد ارادت مرید
نیارد ہفتم علو ہمت کہ بہ دنیا و اہل آن التفات
نہ کند الا بقدر ضرورت و طمع از مال مرید بریدہ دارد
تا مرید در اعتراض نیفتد چہ مرید را آفتے عظیم از

لا یعرفہم غیری کا مصداق ہو اور شیخ مین
۲۰ بیس صفتین ہونا چاہیے اوّل درست اعتقاد کہ اہل سنت
والجماعت کے عقائد پر ہو اور بدعتی نہو تاکہ مرید بدعت
مین نہ پڑے کیونکہ بدعتی کا معاملہ قابل نتیجہ و نجات نہین
ہوتا دوسرے علم کہ بقدر ضرورت علم شریعت سے باخبر ہو تاکہ
اگر کسی مسئلہ ضروری کا مرید محتاج ہو تو وہ اوسے بتا سکے
تیسری عقل کہ عقل دینی کے ساتھ عقل دنیاوی بھی پوری
رکھتا ہو تاکہ مرید کی تعلیم بشرط شیخی کر سکے چوتھی سخاوت
کہ سخی ہو تاکہ مرید کی ضروریات پوری کر سکے اور اوسکو
کھانے اور پہننے کی فکر سے فارغ رکھے تاکہ وہ باطمینان
سلوک مین مشغول ہو سکے پانچوین شجاعت کہ شجاع
دلیر ہو ملامت و فتنۂ خلق سے خوف نہ کرے اور مرید
کو کسی کے کہنے سے مردود نہ کرے اور بیخبرون کے
لڑائی جھگڑے اور دشمنون کی دشمنی کی وجہ سے
اس کام کو چھوڑ نہ دے چھٹے عفت کہ با عفت ہو اور
بیہودہ نہ بکے اور عورتون اور لڑکون کی طرف متوجہ
نہ ہو تاکہ مرید تہمت و شک مین نہ پڑے اور اوس کی
ارادت فاسد نہ ہو ساتوین علو ہمت کہ دنیا اور
اہل دنیا کی طرف متوجہ نہو مگر بقدر ضرورت
اور مرید کے مال مین طمع نہ کرے تاکہ مرید کو
اعتراض نہ پیدا ہو کیونکہ مرید کے لیے شیخ پر

اعتراض بر شیخ نیست و اگر دنیا بے قصد و سعی او
حق تعالی او را عطا نماید ہمہ در راہ حق بہ مستحق صرف
کند بے منت و رعونت و بہ ہیچ وجہ در جمع مال و
ضیاع و عقار نہ کوشد کہ باز دوستی دنیا در دل بتدریج
پدید آید حب الدنیا راس کل خطیئۃ ہشتم
شفقت کہ بر مرید مشفق باشد و او را بتدریج بر کار
تحریض کند و بار بر وے نہند کہ آن بیش از قوت و
تحمل او بود و او را بہ رفق و مدارا در کار آورد و چون
مرید در قبض باشد بہ تصرف ولایت قبض از و
بر گیرد و او را بسط بخشد و اگر بسط زیادہ شود قدرے
قبض بر وے نہد و بسط از و بستاند و پیوستہ از
احوال دینی و دنیاوی مرید غائب نباشد تا
ہر نوع مدد وے فرماید زیرا کہ نسبت پیری و مریدی
درحقیقت نسبت پدری و پسری است رعایت این
نسبت و محافظت این رابطہ لازم است ہمچنانکہ اگر
از پسر زلتی واقع شود کہ موجب رنجیدگی خاطر پدر گردد
رابطہ فرزندی را خلل نہ کند و پدر را از جہت عصیان
او را غیر فرزند نمیداند ہر چند کہ خلاف پدر رود آن
نسبت باقیست ہمچنان اگر از مرید زلتے صادر شود
باید کہ شیخ بدان مرتبہ کار نہ رساند کہ حجاب شود
درمیان وے و درمیان مطلوب وے یعنی

شیخ پر اعتراض کرنے سے زیادہ کوئی آفت نہین اور
اگر حق تعالی بغیر اوسکے قصد و کوشش کے اوسکو دنیا
عطا کرے تو وہ سب خدا کی راہ مین مستحقین پر بلا منت
و رعونت صرف کردے اور مال جمع کرنے یا جائداد
خریدنے کی کوشش نکرے کیونکہ اس سے پھر دنیا کی
محبت جو تمام برائیون کی اصل ہے آہستہ آہستہ دل مین
آجائیگی۔ آٹھوین شفقت کہ مرید پر مہربان ہو اور اوسکو
آہستہ کام پر رغبت دلائے اور اوسپر ایسا بوجھ نہ رکھدے جو اوسکی
قوت و تحمل سے زیادہ ہو اور اوس سے آہستگی و نرمی سے کام
شروع کرائے اور جب مرید حالت قبض مین ہو تو تصرف
ولایت سے اوسکا قبض دفع کرکے بسط عنایت کرے اور
اگر بسط زیادہ ہو تو تھوڑا قبض دیدے اور بسط کم کر دے اور ہمیشہ
مرید کی دینی و دنیاوی حالات کا نگران رہے تاکہ ہر طرح کی مدد
کر سکے کیونکہ نسبت پیری مریدی حقیقتاً نسبت پدری و پسری
ہے اس نسبت و رابطہ کی حفاظت و رعایت لازمی ہے مثلاً
اگر لڑکے سے کوئی ایسی غلطی ہو جائے جو باپ کی رنجیدگی کا سبب ہو
تو اس سے اوسکے رابطہ فرزندی مین خلل نہین پڑتا اور باپ
اُس خطا کی وجہ سے یہ نہین کرتا کہ اوسکو اپنا لڑکا نہ سمجھے
اگرچہ وہ باپ کی مرضی کی خلاف چلے مگر وہ نسبت باقی رہیگی
اسیطرح اگر مرید سے کوئی خطا ہو جائے تو پیر کو اتنا رنجیدہ
نہ ہونا چاہیے کہ جس سے اوسمین اور مرید مین حجاب پڑجائے یعنی

مریدان را چون فرزندان دانسته از زلات ایشان
تجاوز باید کرد و در جمیع امور آنها مثل معامله پدر با
پسر منظور باید داشت و کسے را که حفظ این مراتب
نیست او را درین کار مبادرت نباید نمود که قابلیت
این کار ندارد و نہم حلم که حلیم بود و بہ ہر حرکت زود
خشم آگین نشود و مرید را نرنجاند مگر بقدر ضرورت
تادیب کند تا مرید نفور نگردد و از دام ارادت
نجهد دہم عفو که اگر از مرید حرکتے ناپسند شریعت و
طریقت در وجود آید عفو را کار فرماید و از ان درگذرد
و بہ نصیحت معالجہ کند و اگر مصلحت بود تادیب نماید
یازدہم حسن خلق که خوشخوے باشد تا مرید را بہ زشت
خوئی نہ فرماید و مرید از وی اخلاق خوب فراگیرد که
دل مرید آئینہ افعال و احوال و اقوال و اخلاق
شیخ باشد گفتہ اند جمال ولایت پیران در آئینہ
احوال مریدان معاینہ توان کرد دوازدہم ایثار
که در وی ایثار باشد تا مصالح مرید را بر مصالح خویش
ترجیح دہد و حظ خویش بر وی ایثار کند سیزدہم
کرم که کریم بود تا مرید را بخشش ولایت تواند کرد۔
شیخ المشائخ احمد غزالی گوید که ایشان خدای بخش
باشند چہاردہم توکل که در وی توکل بکمال بود تا
در تسبیب رزق مریدان متاسف نباشد و مریدا

مریدین کو اولاد سمجھکر اونکی خطاؤنسے درگذر کرے اور
تمام امور مین باپ بیٹے کی معاملت کیطرح خیال رکھے
تاکہ باہمی رکاوٹ نہ پیدا ہو جس سے یہ حفظ مراتب
نہ ہو سکے اوسکو شیخی نہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ اسکی قابلیت
نہین رکھتا نوین حلم ہے کہ حلیم ہو اور ہر حرکت پر جلد خفا
نہ ہو جاے اور مرید کو نہ ستائے مگر بقدر ضرورت ادب دے
تاکہ مرید کو نفرت نہ پیدا ہو اور وہ مریدی سے نکل نہ جاے
دسوین عفو ہے کہ اگر مرید سے کوئی حرکت خلاف شرع و
طریقت سرزد ہو جاے تو معاف کردے اور نصیحت سے علاج کرے
اور اگر مصلحت دیکھے تو کچھ تادیب کردے گیارھوین
حسن خلق ہے کہ خوش عادت ہو تاکہ مرید بد عادت
نہ ہو سکے بلکہ عمدہ اخلاق سیکھے کیونکہ مرید کا دل شیخ
کے اقوال افعال و احوال کا آئینہ ہوتا ہے کہتے ہین کہ
پیرون کا جمال ولایت مریدون کے آئینہ حالات مین
دیکھنا چاہیے بارھوین ایثار ہے کہ اوسمین ایثار ہو تاکہ
مریدین کی مصالح کو اپنے مصالح پر ترجیح دے اور اپنا فائدہ
اونپر ایثار کردے تیرھوین کرم ہے کہ کریم ہو تاکہ مرید پر
بخشش ولایت کرسکے حضرت شیخ احمد غزالی کا ارشاد ہے
کہ یہ لوگ خدا بخش ہوتے ہین چودھوین توکل ہے
کہ پورا متوکل ہو تاکہ مریدون کے کھلانے پلانے
کا سامان کرنے مین پریشان نہو اور اون کے لیے

از خوف اسباب معیشت رد نکند یا نزدہم تسلیم کہ
تسلیم کنندۂ غیب باشد ہر کہ بہ محبت نزد او آید ادرا
آوردۂ حق شناسد و خدمت او خدمت حق داند و
ہر کہ رود او را بردۂ حق داند و از آمد و رفت ایشان
فرحہ و لاغر نہ شود شانزدہم رضا کہ بقضاے حق رضا
دہد و در تربیت مریدان بہ شرایط شیخی قیام نماید و
آنچہ حق بر مریدان قسمت کردہ است از یافت و نایافت
راضی باشد و بر احکام ازلی اعتراض نہ کند ہفدہم
وقار کہ بوقار و حرمت با مریدان زندگانی کند تا
مرید دلیر و گستاخ نشود کہ از مدد ولایت محروم ماند
ہر چند وقار شیخ در نظر مرید زیادت باشد مدد از ولایت
شیخ بیشتر یابد ہشتدہم سکونت کہ در کار تعجیل
نہ نماید و بہ آہستگی در مرید تصرف کند تا مرید از خامی
از کار نیفتد نوزدہم ثبات کہ در کار ثابت قدم
و درست عزیمت باشد تا مرید از و فسادے نہ بیند
و نیکو عہد بود تا از بد عہدی مرید را از حقوق فرو نگذارد
بستم ہیبت کہ باہیبت باشد و مرید را از و شکوہے
و ہیبتے در دل بود تا در غیبت و حضور مودب باشد
و نفس مرید را از و شکستگی بود و شیطان را در باطن
مرید تصرفے نہ باشد پس چون شیخ بدین کمالات
و مقامات و صفات و اخلاق موصوف بود مرید

ضروریات زندگی بہم پہونچانیکے ڈر سے اونکو نکال نہ دے
پندرھوین تسلیم ہے کہ جو بہ محبت اوس سے ملے خدا کا فرستادہ
سمجھکر اوسکی خدمت خدا کی خدمت جانے اور جو چلا جاے
اوسکو جانے دے اور اونکے آنے جانے سے خوش و رنجیدہ
نہو سولھوین رضا ہے کہ قضاء حق پر راضی او تعلیم مریدین
مین شرائط شیخی پر قائم ہو اور جو کچھ حق تعالی نے مریدین کی
قسمت مین کامیابی و ناکامی لکھی ہو اوس پر راضی رہے اور
احکام ازلی پر اعتراض نہ کرے سترھوین وقار ہے کہ وقار
و حرمت سے مریدین کی ساتھ زندگی بسر کرے تا کہ مرید دلیر
و گستاخ نہو اور مدد ولایت سے محروم نہ رہے جسقدر شیخ
کا وقار مرید کی نظر مین زائد ہوگا اوسی قدر شیخ کی
ولایت سے اوسکو مدد ملیگی اٹھارھوین سکون ہے کہ
کام مین جلدی نہ کرے اور آہستہ مرید مین تصرف کرے
تا کہ مرید بوجہ خامی بیکار نہ ہو جاے اونیسوین ثبات ہے
کہ کام مین ثابت قدم اور ارادہ کا پکا ہو تا کہ مرید اوس سے
کوئی فساد نہ دیکھے اور نیک عہد ہو تا کہ بوجہ بد عہدی مرید
کے حقوق کو پامال نہ کرے بیسوین ہیبت ہے کہ باہیبت ہو تا کہ
مرید کی دل مین اوسکی خاص ہیبت و رعب ہو اور وہ حاضر و غائب
مودب رہے اور اوسکے نفس مین شکستگی پیدا ہو اور شیطان
کا تصرف مرید کے باطن مین نہو جب ان کمالات و
مقامات و صفات اخلاق سے شیخ موصوف ہوگا تو مرید

صادق و طالب را بحق در اندک روزگار رسانند
ذلک فضل الله یوتیه من یشاء این است
عظمت مقام مشیخت نه که این ظاهری لباس پوشان
زمانه که سمعه و ریا سراپا دارند و اتباع شریعت را
عار خود دانند۔

صادق و طالب کو خدا تک جلد پہنچا دیگا یہ خدا
کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ مقام
مشیخت کی بزرگی یہ ہے نہ اس زمانہ کے ظاہری
لباس پوش جو بالکل ظاہر دار ہین اور پیروی شریعت
کو باعث شرم جانتے ہین۔

قوله یعنی طرق المشایخ فی بعض الاذکار والنوافل وان کانت یری انها مختلفة
کالقادریة والسهروردیة والشاذلیة والنقشبندیة وغیرهم ولکن کلها
یرجع الی اصل واحد واحدة وهی العبادة والتقوی واتباع الکتاب والسنة فافهم

اقول یعنی طریق در بعض اذکار و نوافل اگرچه
بظاهر مختلف معلوم میشوند یعنی قادریه وغیره
لیکن آن همه طرق راجع اند بسوے یک اصل
که آن عبادت و تقوی ست و اتباع کتاب و
سنت خلاصه این که اختلاف مشایخ در عبادات
مبنی از اختلاف ذوق هر یک بوده اما در اصل
خلافے نیست اصل از قرآن و حدیث است و بغیر
این همه تلبیس لان کل طریقة ردته الشریعة
فهو زندقة ولایت بے تقوی راست نیاید
در قرآن است ان اولیاؤه الا المتقون و
تقوی عبارت است از ارتکاب اوامر و اجتناب از
نواهی بعد از بیان اختلاف طرق و اتحاد آنها
تخصیص بعضے اذکار اظهار می نماید۔

یعنی مشایخ کے طریقے بعض اذکار و نوافل مین اگرچہ
بظاہر مختلف معلوم ہوتے ہین مگر وہ سب ایک اصل
یعنی عبادت و تقوی و متابعت کتاب و سنت کی
طرف راجع ہین خلاصہ یہ کہ مشایخ کا اختلاف
عبادات مین اختلاف ذوق پر مبنی ہے جو حقیقتا
کوئی اختلاف نہین اصل قرآن و حدیث ہے بغیر
اس کے سب مکر و فریب ہے کیونکہ ہر خلاف شرع
طریقہ زندقہ ہے ولایت بغیر تقوے کے ٹھیک نہین
کلام مجید مین ہے کہ اوسکے دوست وہی ہین جو
پرہیزگار ہین اور تقوے سے احکام بجالانا۔ اور
منہیات سے بچنا مراد ہے۔ اب اختلاف و اتحاد
طرق بیان کرنے کے بعد بعض اذکار کی
خصوصیت ظاہر فرماتے ہین۔

قوله واما اختیار المشایخ هذا الفرد المخصوص الذی هو کلمة لا اله الا الله من بین سائر الافراد فلتخصیصه بحصول الکثرة والحضور والمنافع الاخر التی لا یتصور فی غیرها مع ان صلوة النفل افضل من الذکر لانها تعب واشتمل علی الذکر ایضا

اقول اما اختیار مشایخ این فرد مخصوص را که ذکر لا اله الا الله است از تمامه افراد پس برای خصوصیت ذکر است بواسطه حصول کثرت و حضور و منافع وغیره که متصور نیست در غیر آن حالانکه صلوة نفل افضل است از ذکر زیرا که در نفل مشقت است و شامل بر ذکر نیز و ظاهر است که عام عمده می باشد از خاص بنظر افادهٔ عموم افراد و افضلیت ذکر ازین جاست که رسول الله صلعم اصحاب صفه را این تلقین می فرمود و ذکر مرید را بر مثال درختی ست که بکار رند و ملازمت پرورش آن نمایند و در سر ذکر در یا فتنی است که سر در مشکوة جسد انسان بمثابهٔ فتیله ایست در چراغ که در قندیل قلب مومن که قابل نور الهیست افروخته می شود وقتی که نور ربوبیت متجلی میشود و روغن روحانیت از ادناس صفات نفسانیه و کدورات جسمانیه و آفات شهوات حیوانیه مصفا می گردد فتیله سر بنار نور الهی می افروزد و قندیل مومن را ضیا می بخشد چنانکه آن کوکب دری است که افروخته می گردد از شجره مبارکه که نه

مشایخ نے جو اس فرد مخصوص یعنی ذکر کلمہ طیبہ کو تمام افراد سے اختیار کر لیا تو اس لیے کہ اسمین حصول کثرت و حضور و منافع وغیرہ اس قدر ہے جو کسی اور مین نہین حالانکہ نفل نماز ذکر سے افضل ہے کیونکہ اوسمین علاوہ مشقت ہونے کے ذکر بھی ہے اور ظاہر ہے کہ عام بنظر افادہ عموم افراد خاص سے عمدہ ہوتا ہے اور فضیلت ذکر یہی ہے کہ آنحضرت صلعم اصحاب صفہ کو یہ تلقین فرماتے تھے اور ذکر کی مثال درخت بونے اور اوس کے پرورش کرنے کی ہے اور ذکر مین جاننے والی یہ بات ہے کہ لطیفہ سر قندیل جسم انسانی مین چراغ کی بتی کی طرح ہے جو مومن کی قندیل قلب مین روشن کی جاتی ہے جب نور ربوبیت متجلی ہوتا اور روغن روحانیت صفات نفسانی و کدورات جسمانی و آفات شہوات حیوانی کے میل سے صاف ہوتا ہے تو بتی نور الٰہی کی آگ سے روشن ہو کر مومن کی قندیل قلب کو روشن کر دیتی ہے وہ چمکدار تارہ ہے جو شجرۂ مبارکہ سے چمکتا ہے اور اوس کی سمت نہ

شرقیہ ارواح است و نہ از غربیہ اشباح و آن
کلمۂ طیب است و قولہ عز و جل کانہا
کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ
لا شرقیۃ ولا غربیۃ مشعر بدین معنی است
و افضل اذکار کلمۂ طیب است کہ مشتمل است بر
نفی ماسوا و اثبات حق تعالے اکنون فضائل ذکر
نیز قدرے توان شنید در جامع ترمذی و دیگر صحاح
وارد است کہ شخصے از آنحضرت صلعم پرسید کہ
یارسول اللہ عبادت اسلام بسیار است مرا چیزے
بدہ بفرما کہ من بالکلیہ مصروف آن شوم کہ
تمامی عبادات اسلام را ادا نمی توانم کرد فرمود کہ
زبان تو بذکر خدا تر باشد و بیہقی و دیگر محدثین
روایت کردہ اند کہ معاذ بن جبل چون از آنحضرت
صلعم رخصت شد بسوئے یمن چیزہائے بسیار
از آنحضرت صلعم پرسید آخر کلامی کہ بر آن منقطع
سخن بود این کہ یارسول اللہ از اعمال خیر کدام
محبوب تر و مقبول تر نزد خداست فرمود کہ آدمی
تا وقت موت بذکر خدا تر زبان باشد و ابو بکر
ابن ابی الدنیا بروایت ابو المخارق آوردہ کہ آنحضرت
صلعم فرمود کہ من شب معراج بر شخصی گذشتم کہ تماماً
او در نور عرش غرق بود گفتم کہ این کیست آیا فرشتہ است

مشرق ارواح ہے اور نہ مغرب اجسام اور وہ کلمۂ
طیب ہے آیت کانہا کوکب دری کا یہی
مطلب ہے اور افضل اذکار کلمۂ طیب ہے جو نفی ماسوا
و اثبات حق پر شامل ہے اب کچھ فضائل ذکر بھی
سن لینا چاہیے جامع ترمذی و دیگر صحاح مین ہے کہ
ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
اسلامی عبادتین بہت ہین مجھے کوئی ایسی عمدہ چیز
بتائیے جسے مین کیا کرون کیونکہ سب عبادتین
مین نہین کر سکتا فرمایا کہ اپنی زبان خدا کے ذکر
سے تر رکھو اور بیہقی و دیگر محدثین نے روایت
کی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل جب آنحضرت صلعم
سے رخصت ہو کر یمن جانے لگے تو بہت سی باتین
آنحضرت صلعم سے پوچھین سب سے آخر یہ
پوچھا کہ یا رسول اللہ سب سے زیادہ خدا کے
نزدیک کون کام مقبول و محبوب ہے فرمایا کہ
انسان کا مرتے دم خدا کی یاد کرتے رہنا اور ابو بکر
ابن ابی الدنیا بروایت ابو المخارق بیان کرتے
ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
مین نے شب معراج مین ایک شخص کو دیکھا
جو بالکل نور عرش مین غرق تھا مین نے
پوچھا کہ یہ کون ہے کیا کوئی فرشتہ ہے

گفتند کہ فرشتہ نیست این مردیست کہ بدنیا زبان
او بذکر خدا تر بود و حاجت او ہمیشہ متعلق بہ سجدہا
می ماند و گاہے پدر و مادر خود را از مردم دشنام
نہ دہانیدہ و در کتاب الزہد امام احمد و دیگر کتب
معتبرہ وارد است کہ مردم پیش ابی الدرداء آمدہ
گفتند کہ فلان صد بردہ براہ خدا آزاد کردہ است
ابوالدرداء گفت کہ فی الواقع این قدر للہ دادن
بسیار است لیکن ازین افضل دو چیز است اول
ایمانے کہ روز و شب آدمی آن را لازم گیرد دوم آنکہ
زبان او مدام بذکر خدا تر باشد و فرمود آنحضرت
صلعم کہ آیا خبر ندہم من شمارا بہ بہترین عبادات و
اعمال شما گفتم بلے فرمود ذکر اللہ ست و بیہقی
بروایت عبداللہ بن عمر آوردہ کہ آنحضرت میفرمود
کہ ہر چیز را صیقلے است و صیقل دلہا یاد حق است
و ہیچ چیز در نجات دادن از عذاب الٰہی بہتر از
ذکر الٰہی نیست و این را دو بار فرمود مردم عرض
کردند کہ یا رسول اللہ آیا جہاد نیز برابری ذکر
نمی کند فرمود نمی کند اگرچہ مجاہد شمشیر خود بشکند و
طبرانی و بزار و بیہقی از ابن عباس آوردہ اند کہ
آنحضرت صلعم فرمود ہر کہ عاجز شود از بیداری شب
و بسبب بخل کردن در خرچ مال براہ خدا و بسبب

تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ فرشتہ نہین ہے بلکہ یہ وہ شخص
ہے جس نے دنیا مین خدا کا ذکر کیا اور نمازین بہت
پڑھین اور کبھی اپنے مان باپ کو گالی نہین دلوائی
اور کتاب الزہد امام احمد اور دیگر کتب معتبرہ مین ہے
کہ لوگون نے حضرت ابوالدرداء سے جا کر بیان کیا کہ
فلان نے سو غلام خدا کی راہ مین آزاد کیے اونھون نے
کہا کہ واقعی اس قدر اللہ کی راہ مین خرچ کرنا بہت ہے
مگر اس سے افضل دو چیزین ہین اول ایماندار رہنا
دوسرے ہمیشہ خدا کی یاد رکھنا پھر اونھون نے کہا کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا مین تمکو سب سے بہتر عبادت
عمل نہ بتاؤن مین نے عرض کیا کہ ارشاد ہو فرمایا کہ
ذکر الٰہی بیہقی بروایت حضرت عبداللہ بن عمر بیان
کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ ہر چیز کا ایک
صیقل ہے اور دلون کا صیقل ذکر حق ہے اور
عذاب الٰہی سے نجات دینے والی ذکر الٰہی سے زیادہ
کوئی چیز نہین اور اسے دو بار فرمایا لوگون نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ کیا جہاد بھی ذکر کے برابر نہین فرمایا نہین
اگرچہ مجاہد اتنا لڑے کہ اوسکی تلوار ٹوٹ جائے اور طبرانی
و بزار و بیہقی حضرت ابن عباس سے روایت کرتے
ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شب بیداری نہ
کر سکے یا کنجوسی سے خدا کی راہ مین مال نہ خرچ کر سکے یا

بزدلی یا عداے حق جہاد نہ کند پس باید کہ ذکر خدا
کند کہ تدارک این نقصانہا تواند کرد و نیز محدثین
مذکور بروایت ابن عباس آوردہ اند کہ ہر کرا
چہار چیز از خدا عنایت شد ندا و را خیر دنیا و آخرت
حاصل گشت دل شاکر و زبان ذاکر و بدنے کہ بر
بلا صابر بود و زوجہ کہ بہ ناموس و مال آن نگہبان بود
و ابن حبان از روایت ابو سعید خدری آوردہ
کہ آنحضرت صلعم فرمود کہ مردم بسیار بر مسندہا نشستہ
و بر بالشہا آرمیدہ مشغول بذکر حق خواہند بود
حق تعالی ایشان را بہ برکت ذکر باوجود این مرتبہ
و تلذذ دنیوی در بہشت درجات بلند عطا
خواہد کرد در صحیحین وارد است کہ یاد کنندہ خدا ہمچو
زندہ ایست و غیر ذاکر ہمچو مردہ و طبرانی بروایت
ابو موسی اشعری آوردہ کہ آنحضرت فرمود کہ اگر شخصے
در کنار خود دالر گرفتہ تقسیم شروع کند و دیگرے در
برابر آن یاد خدا کند بلا شبہہ یاد کنندہ افضل باشد
و طبرانی و بیہقی بروایت متعددہ آوردہ اند کہ اہل
بہشت را در دل بر ہیچ چیز حسرت نخواہد ماند مگر
بر ساعتے کہ بے یاد حق گذشت و در صحیح مسلم و دیگر
صحاح از آنحضرت مروی است کہ ہیچ جماعت
برای ذکر خدا می نشینند مگر ملائکہ گرد ایشان دور میکنند

بزدلی سے کفار سے نہ لڑسکے اوسے یاد الٰہی کرنا
چاہیے کہ اس سے جبر نقصان ہو جائیگا نیز محدثین
مذکور بروایت حضرت ابن عباس بیان کرتے ہین
کہ جسے خدا نے چار چیزین دین اوسے دنیا و آخرت
کی نیکی ملی دل شاکر و زبان ذاکر اور جسم بلا پر صابر
اور وہ بیوی جو اوسکے مال و آبرو کی محافظ ہو اور ابن
حبان بروایت حضرت ابو سعید خدری کہتے ہین کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بہت سے لوگ مسندون پر بیٹھے
اور بچھونون پر لیٹے ہوے خدا کے ذکر مین مشغول ہونگے
حق تعالی اونکو ذکر کی برکت سے باوجود اس مرتبہ
عیش دنیاوی کے بہشت مین اعلی درجہ عطا کریگا اور صحیحین
مین ہے کہ خدا کا یاد کرنے والا زندہ شخص کی طرح ہے
اور نہ یاد کرنے والا مردہ کی طرح اور طبرانی بروایت
حضرت ابو موسی اشعری بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ اگر کوئی شخص روپیہ تقسیم کرے اور دوسرا
اوسکی برابر خدا کی یاد کرے تو بلا شبہہ یاد کرنیوالا افضل
ہوگا اور طبرانی و بیہقی بروایت متعددہ بیان کرتے ہین
کہ اہل بہشت کے دل مین کوئی حسرت نہوگی اوس
گھڑی کے سوا جو بے یاد حق گذری اور صحیح مسلم و دیگر
صحاح مین آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ ذاکرین حق کا
کوئی گروہ ایسا نہین ہوتا جسکے گرد ملائکہ نہ پھرتے ہون

درحمت الٰہی ایشان را می پوشد و سکینہ برایشان
نازل می شود خلاصہ این کہ افضلیت ہر عمل
بحسب محل تاثیر او مختلف است ذکر اللہ در تہذیب
نفس و علاج غفلت و رفع حجاب بلاشبہہ فضیلت
دارد گو خرچ کردن مال و جہاد در تکثیر ثواب و رفع
درجات افضل گردد چنانچہ در صحاح ستہ وارد
شدہ کہ آنحضرت صلعم بعد از ہر نماز فرض خود ہم این
دعا می فرمود و معاذ بن جبل را نیز بر مواظبت این
دعا ارشاد فرمود کہ اللھم اعنی علی ذکرك و
شکرك وحسن عبادتك

اور اون پر نسبت سکینہ اور رحمت نہ نازل ہوتی ہو غرضکہ
ہر عمل کی فضیلت اوسکی تاثیر کے موافق مختلف ہے
ذکر الٰہی تہذیب نفس اور علاج غفلت و رفع حجاب
مین بلاشبہہ فضیلت رکھتا ہے اگرچہ مال خرچ کرنا اور جہاد
کرنا بہ لحاظ کثرت ثواب ترقی درجات افضل ہو اور
اسی لیے صحاح ستہ مین وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہر نماز فرض کے بعد خود بھی یہ دعا پڑھتے تھے اور
حضرت معاذ بن جبل کو بھی اسکی مواظبت کی تاکید
فرمائی کہ اللھم اعنی علی ذکرك وشکرك
وحسن عبادتك

قولہ وربما کان بعض اعانۃ المسلم افضل من صلوۃ النفل لانہا عمل متعدٍ والعمل المتعدی افضل

اقول وبسا است کہ می باشد بعض اعانت
مسلمان فاضل تر از نماز نفل زیرا کہ اعانت
عمل متعدی ست و عمل متعدی فاضل تر است و
این صاف ظاہر محتاج شرح نیست بعد ازان
امرے دیگری فرماید

اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مسلمان کی امداد نماز
نفل سے زیادہ افضل ہوتی ہے کیونکہ اعانت
متعدی عمل ہے اور عمل متعدی افضل ہے اور یہ صاف
ہے قابل شرح نہین پھر دوسری بات ارشاد
فرماتے ہین

قولہ ثم اعلم رحمك اللہ ان ہذا القسم الاجتنابی اتم من القسم الامتثالی فی تحصیل القرب واہم من حیث الاتیان بالنیۃ

اقول بدانکہ رحمت کند ترا خدا این کہ قسم اجتنابی
تمام تر است از قسم امتثالی در تحصیل قرب و اہم است

یہ قسم اجتنابی تحصیل قرب مین قسم امتثالی سے
بحیثیت نیت کے اتم و اہم ہے کیونکہ تعمیل حکم

بہ جنبیت آوردن بہ نیت زیرا کہ امتثال فرمان شان عبودیت است وہمین مقصود از عبادت است کہ درین صرف بجا آوری امر حاکم باشد ولیکن در اجتنابی قصد عبد نیز یعنی امید بہشت داخل است واین خود بینی و خود غرضی است کہ خلاف بندگی ست۔

شان عبودیت ہے اور یہی عبادت سے مقصود ہے کیونکہ اس مین صرف حکم حاکم کی تعمیل ہے لیکن اجتنابی مین بندہ کا ارادہ بھی داخل ہے یعنی بہشت کی امید اور یہ خود بینی و خود غرضی ہے جو بندگی کے خلاف ہے۔

قوله فلان من اجتهد في القسم الاجتنابي بحفظ جميع اوقاته واكتفى باداء الفرائض ولا يتعرض للنفل الامتثالي يحصل مقصوده من القرب ولكن بعد مدة طويلة

اقول پس بہ تحقیق ہر کہ کوشش کرد درین قسم اجتنابی بحفظ جمیع اوقات او و کفایت کرد باداے فرایض و بہ نفل امتثالی تعرض نکرد تاہم مقصودش کہ قرب بود حاصل لیکن بعد مدت دراز غرضکہ عبادت این قدر ہم خالی از اجر نیست بشرطیکہ نیت صادق و قبلہ توجہ موافق بود

جس نے اس قسم اجتنابی کے تمام اوقات کے حفظ مین کوشش کی اور فرایض ادا کرنے پر کفایت کی اور نفل امتثالی سے تعرض نہ کیا تو بھی اوس کا مقصود یعنی قرب حاصل ہوگا مگر مدت دراز کے بعد غرضکہ اس قدر عبادت بھی ثواب سے خالی نہین بشرطیکہ سچی نیت اور قبلہ توجہ موافق ہو۔

قوله ومن اجتهد في القسم الامتثالي بحفظ جميع اوقاته وهو يرتكب مكروها يخل بمقصوده من القرب

اقول ہر کہ کوشش کرد در قسم امتثالی باحاطہ جمیع اوقات خود و مکروہ را نیز مرتکب شد پس او مخل مقصود خواہد بود یعنی اداے حکم مع الحب کہ باعث احاطہ جمیع اوقات باشد باید نہ بے حب کہ ہر چیز بے محبت و صداقت بجاے خود نمیباشد

جس نے تمام اوقات کا احاطہ کر کے قسم امتثالی مین کوشش کی اور مکروہ کا بھی مرتکب ہوا تو وہ اوسکے حصول مقصود یعنی قرب مین مخل ہوگا یعنی تعمیل حکم حب سے ہونا چاہیے تاکہ تمام اوقات کے احاطہ کا باعث ہو نہ بلا حب کیونکہ بلا محبت و صداقت کوئی چیز ٹھیک نہین ہوتی

وعلامت ایمان کامل نیز حب است کما قال اللہ تعالی والذین آمنوا اشد حبا للہ۔

اور ایمان کامل کی علامت بھی حب ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ والذین امنوا اشد حبا للہ۔

قوله ومن اتی بکلا القسمین یحصل مقصوده من القرب فی مدة یسیر ان شاء الله

اقول وہر کہ بجا آورد ہر دو قسم اجتنابی وامتثالی را حاصل گردید مقصود او کہ قرب است در مدت قلیلہ اگر خواست حق این قول خود را مؤکد باستثناء کرد زیرا کہ بغیر استثناء بوی انانیت می آید غرضکہ اجر بقدر مزد و مزد نیز چیز یکہ اشرف عبادات بود یعنی نماز قال اللہ۔ ان الصلوة کانت علی المومنین۔ کتابا موقوتا۔ وقال النبی صلعم الصلوة عماد الدین فمن ترکہا فقد ھدم الدین وقال الصلوة مفتاح الجنة بدانکہ قرب بحیثیت لفظ ومعنی یکیست لیکن یافتہ ہر کس بقدر حد و حوصلہ اوست بعضے اثر دیدہ اند و بعضی بعیان رسیدہ برخے خبر شنیدہ اند وقومی در خود یافتہ وجماعتی در غیر دیدہ و ہمین اشارت است در قول وی سبحانہ وفی انفسکم افلا تبصرون و سنریہم آیاتنا فی الآفاق متوسطان چون نظر ایشان بکمال رسید گفتند ما رأیت شیئا الا ورأیت اللہ فیہ باعتبار انہ خلاق الفروع والاصول لا باعتبار الاتحاد والحلول منتہیان

اور جو شخص اجتنابی و امتثالی دونوں کو بجا لائیگا اوسکا مقصود یعنی قرب اگر خدا نے چاہا تو بہت کم مدت مین حاصل ہوگا اپنے اس قول کو استثنا سے مؤکد کیا کیونکہ بغیر استثنا بوی انانیت آتی ہے غرضکہ اجر بقدر مزدوری ہے اور مزدوری بھی نماز کی جو تمام عبادات سے بزرگ ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ان الصلوة کانت الخ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نماز ستون دین ہے جس نے اوسے چھوڑا اوس نے دین کو گرا دیا۔ یا فرمایا کہ نماز جنت کی کنجی ہے جاننا چاہیے کہ قرب بحیثیت لفظ و معنی ایک ہے لیکن ہر شخص کی یافت اوسکے حوصلہ کے موافق ہے بعض نے اثر دیکھا اور بعض نے خبر سنی ہے اور بعض نے اپنے آپ مین پایا ہے اور بعض نے غیر مین دیکھا اور اسی طرف آیات وفی انفسکم افلا تبصرون اور سنریہم آیاتنا فی الآفاق مین اشارہ ہے متوسطین کی نظر جب کمال پر پہونچی تو کہا کہ مین نے ہر چیز مین اللہ کو دیکھا بہ اعتبار خالق فروع و اصول ہونے کے نہ باعتبار اتحاد و حلول کے اور منتہی لوگ

ازین پایہ برتر خرامیدہ اند و از قید نسب و اعتبارات
رستہ بہ مرتبۂ تحقیق رسیدہ قرب گفتن را در
مقام قرب دوری شمردہ اند و علامت معرفت
ہمین است و صاحب این حال انسان کامل است
کہ بدستیاری تہذیب اخلاق بمعراج وصول
رسیدہ و بواسطۂ طاعات و عبادات بہ مرتبۂ
عین الیقین شتافتہ و علت مقصودۂ آفرینش
کائنات گردیدہ غرض از ظہور وجود این کس حصول
معرفت واجب الوجود است ما خلقت الجن
والانس الا لیعبدون۔ و۔ کنت کنزاً الخ
مشعر بدین معنی است و در قول کنت کنزاً اشکال
وارد می شود زیراچہ خفا امر کسبی است مخفی و مخفی علیہ
درو ضرور است و روا نیست کہ مخفی علیہ حق باشد
چہ وی جل جلالہ ظاہر است بنفسہ لنفسہ و عالم است
بذاتہ ازلاً و ابداً و جایز نیست کہ مخفی علیہ خلق باشد
زیراکہ خلق در ازل موجود نبود جواب آن بر
سہ وجہ است اول آن کہ مراد از خفا عدم عارف
است بذات حق چون کثرت عارفان خواست
خلق را پیدا کرد پس این جا ملزوم یعنی خفا ذکر کردہ
شد و لازم یعنی عدم عارف مراد گرفتہ شد فیندفع
الاشکال دوم ثانی آنکہ اشیا را دو وجود است یکے

اس پایہ سے بلند ہوئے ہین اور اعتبارات و
نسب کی قید سے چھوٹ کر مرتبۂ تحقیق پر پہونچکر
مقام قرب مین قرب کہنے کو بعد سمجھے ہین اور علامت
معرفت بھی یہی ہے اور ایسا شخص انسان کامل ہے
جو تہذیب اخلاق کی مدد سے معراج وصول پر پہونچا
اور بذریعۂ طاعت و عبادت مرتبۂ عین الیقین پر فائز
ہوکر تخلیق عالم کا باعث ہوا ایسے شخص کے ظہور سے غرض
دریافت معرفت واجب الوجود ہے آیۂ ما خلقت الجن الخ
اور کنت کنزاً سے یہی مطلب ہے و کنت کنزاً مین یہ اعتراض
ہوتا ہے کہ خفا کسبی چیز ہے مخفی و مخفی علیہ اوس مین
ضروری ہین اور حق تعالے کا مخفی علیہ ہونا چاہئے
نہین کیونکہ خلق ازل مین موجود نہ تھی اوس کا
جواب تین طرح سے ہے۔
اول یہ کہ خفا سے مراد ذات حق مین
عارف کا معدوم ہوتا ہے جب
اوس نے عارفین کی کثرت چاہی
تو خلق کو پیدا کیا۔ یہان پر ملزوم
یعنی خفا ذکر کیا گیا اور لازم یعنے
عدم عارف مراد لیا گیا پس اعتراض
دفع ہوگیا۔
دوسرے یہ کہ اشیاء کے دو وجود ہین ایک

علمی کہ عبارت از اعیان ثابتہ است در علم الٰہی
وآن ازلی وقدیم است دیگر خارجی محدث و
خفاء حق نسبت باعیان است وآن اعیان باحق
موجود بودند لیکن علم ذات حق نداشتند چون حق خواست
کہ اعیان ثابتہ اورا بشناسند از وجود علمی سوی وجود
خارجی کشید زیرا کہ شناخت او بغیر وجود خارجی نباشد
ومراد از خروج اعیان نہ مطلق خروج از علم حق
است کہ محال است بلکہ مراد از ان ظہور احکام
وآثار آنہا است بصور علمیہ در موجودات وگرنہ
آنہا را وجودے در خارج نیست بطون وخفاء
ذاتی آنہا است چنانچہ شیخ اکبر می فرماید الاعیان
ما شمت رائحۃ الوجود ثالث آن کہ خفاء از
اضداد است ممکن است کہ خفاء این جا بمعنی ظہور
باشد یعنی کنت کنزًا ظاہرًا لنفسی ولم یکن
لی عارف غیری فاحببت ان یعرفنی
غیری فخلقت الخلق واللہ اعلم اینک برائے
واضح کردن این معنی مثالے می آرد

علمی جس سے اعیان ثابتہ مراد ہین اور دوسرا خارجی
اور حق کا خفا اعیان کی نسبت سے ہے اور وہ اوسکے
ساتھ موجود تھے مگر اوس کو جانتے نہ تھے جب اوس نے
چاہا کہ اعیان ثابتہ مجھکو جانین تو اونھین وجود علمی
سے وجود خارجی مین لایا کیونکہ اوسکی شناخت بغیر
وجود خارجی کے نہین ہوسکتی اور خروج اعیان سے
مطلقًا خروج مراد نہین ہے کیونکہ وہ محال ہے بلکہ اس
سے مراد اونکے احکام وآثار کا ظہور بصورت علمیہ
موجودات مین ہے ورنہ اونکا کوئی وجود خارجی نہین ہے
اونکا بطون وخفا ذاتی ہے چنانچہ حضرت شیخ اکبر
فرماتے ہین کہ اعیان نے بوئے وجود سونگھی نہین۔
تیسرے یہ کہ خفا اضداد سے ہے ممکن ہے کہ یہان خفا
ظہور کے معنے مین ہو یعنی مین اپنے نفس کے لیے ظاہر
تھا اور میرا پہچاننے والا میرے سوا کوئی نہ تھا جب
مین نے چاہا کہ مجھکو کوئی اور بھی پہچانے تو خلق کو پیدا
کیا واللہ اعلم۔ اب اس معنی کے واضح کرنے کے
لیے ایک مثال بیان کرتے ہین۔

قولہ وتوضیح ہذا المعنی مثال المریض طرفین احدہما طرف الاجتناب وہو
احتماؤہ من الاشیاء التی تضرہ من الحموضۃ والحلاوۃ وغیر ذلک والثانی
طرف الامتثال وہو تعاطیہ الاشیاء التی تنفعہ من المعجونات والاشربۃ
وغیر ذلک فطرف اجتنابہ لدفع المرض اتم من طرف امتثالہ یعنی اذا داوم علی الاحتماء

وان لم یتناول الادویة النافعة ترجی صحته غالبًا بعد مدة مدیدة واذا داوم علی تناول الادویة النافعة وترک الاحتماء لا ترجی صحته غالبًا

اقول یعنی چنانکہ صحت مریض بدو طرف است یکے پرہیز یعنی باز داشتن دفع کردن آتش طبیعت خود را از اشیاء مضرہ مثل ترشی و شیرینی وغیرہ و دیگر طرف امتثال است وآن بہ خوردن ونوشیدن اشیاء نافعہ خواہ معجون بود یا تبرید پس اجتناب برای دفع مرض تمامتر است از امتثال یعنی ہر گاہ مداومت کرد بر پرہیز کردن اگرچہ نیافت ادویۂ نافعہ را توقع غالب صحت اوست ولیکن بعد مدت دراز واگر مداومت بر نوشیدن دواہای نافعہ کرد و پرہیز نہ کرد صحت او یقیناً متوقع نیست۔

یعنی جیسے مریض کی دو حالتین ہین - اولا پرہیز یعنی اپنی طبیعت کو مضر چیزون ترشی اور شیرینی وغیرہ سے بچانا - اور دوسرے امتثال یعنی اشیائے نافعہ کو کھانا پینا خواہ وہ معجون ہو یا تبرید پس دفع مرض کے لئے امتثال سے اجتناب اتم ہے یعنی اگر ہمیشہ پرہیز رکھے اور دوا نہ کرے تو بھی اوسے صحت ہوگی لیکن مدت دراز کے بعد اور اگر ہمیشہ دوا کا استعمال کیا اور پرہیز نہ کیا تو اوسے صحت یقیناً نہ ہوگی۔

قولہ واما اذا تعاطی کلا القسمین ترجی صحته قریبا ان شاء اللہ

اقول ہر کہ آوردہ ہر دو قسم را صحت او قریب یقینی است اکنون بر دعوی استدلال قسم اجتنابی از آیۂ کریمہ دلیل می آرد

اور جس نے دونون باتین کین اوس کی صحت یقینی ہے - اب اس دعوے استدلال قسم اجتنابی پر آیت سے دلیل لاتے ہین کہ

قولہ وقولہ تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

اقول یعنی قول وی تعالیٰ در سورۂ حجرات است کہ بزرگترین نزد خدا پرہیزگارترین شما است چہ بہ تقوی نفوس را رتبۂ کمال حاصل گردد

یعنی حق تعالے کا ارشاد سورۂ حجرات مین ہے کہ خدا کے نزدیک تم مین سب سے زیادہ بزرگ وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے کیونکہ تقوے سے مرتبۂ کمال حاصل ہوتا ہے اور

هرکرا تقوی بیش تر قدم او در مرتبهٔ فضل بیشتر
الشرف بالعلم والادب لا بالاصل والنسب
ے بندهٔ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ درین راه فلان ابن فلان چیزے نیست
و تقوی عبارت است از پرہیز کردن طمع و ترک
تشویش دادن مردم و سوال نہ کردن از ایشان
و امام قشیری فرموده کہ تقوی عام دور شدن است
بہ تن از لوث گناه و تقوای خاص اجتناب است
بہ سر از مشاہده ماسوی اللہ و حقیقت آن ست کہ
بے توشہ ہمین درد کہ تقوی پیش عشاق مراد باشد
راه عشق بسر نتوان برد و بے زاد شوق مرحلهٔ
محبت طے نتوان کرد ے زاد راه عاشقان
درد است و روی زرد و آه ؛ راه ازین گونہ است
بسم اللہ کہ دارد عزم راه ؛ و تقوی را در شرع سہ
مرتبہ اند اول خود را از عذاب جاوید نگہداشتن و
این مرتبہ ادنی است کہ بسبب دور داشتن نفس خود
از انواع شرک حاصل می شود۔ دوم خود را از گناہان
باز داشتن و بہ ہمین معنی اشاره است در آیت
ولوان اهل القری آمنوا واتقوا و در اصطلاح
اہل شرع ہمین را تقوی نامند سوم آنکہ از شبہات
نیز خود را نگاہدارد و از بعض مباحات کہ منجر بارتکاب

جس کا تقوے زیادہ بڑھا ہوا ہے وہ زیادہ بزرگ ہے
شرف علم و ادب سے ہوتا ہے نہ حسب و نسب سے
ے بندهٔ عشق شدی ترک نسب کن جامی ؛ اور
تقوے سے مراد طمع سے پرہیز کرنا اور آدمیون کو
مشوش اور اون سے سوال نہ کرنا ہے امام قشیری
نے فرمایا کہ عام کا تقوے گناه سے باز رہنا ہے اور
خاص کا تقوی دل سے مشاہدهٔ ماسوی اللہ سے
پرہیز کرنا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بغیر اس درد کے
توشہ کے جو عشاق کے نزدیک تقوے ہے راه
عشق اور بغیر زاد شوق مرحلہ محبت طے نہین کر سکتے
ے زادِ راهِ عاشقان درد است و روے زرد و آه
راه ازین گونہ است بسم اللہ کہ دارد عزم راه ؛ اور
شرعاً تقوے کے تین مرتبے ہین پہلا مرتبہ اپنے
آپ کو عذاب ابدی سے بچانا اور یہ ادنے مرتبہ ہے
یعنی اپنے نفس کو اقسام شرک سے بچانا
دوسرا اپنے آپ کو گناہون سے دور رکھنا
جس کی طرف اس آیت مین اشاره ہے کہ
وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰی اٰمَنُوْا
وَاتَّقَوْا اور شرعاً اسی کو تقوے کہتے
ہین۔ تیسرے یہ کہ شبہات نیز بعض اون مباحات
سے بھی بچے جن سے اندیشہ ارتکاب

گناہ می شوند نیز اجتناب نماید و باطن خود را از میل بغیر حق باز دارد و بالکلیہ متوجہ بحق بود و این مرتبہ را تقوی حقیقی و مرتبہ ولایت نامند وہمین اشارہ است در آیت واتقوا اللہ حق تقاتہ

گناہ ہو اور دل کو غیر حق کی طرف متوجہ نہ ہونے دے اور بالکل حق کی طرف متوجہ رہے اس مرتبہ کو تقوے حقیقی اور مرتبہ ولایت کہتے ہین واتقوا اللہ حق تقاتہ سے اسی طرف اشارہ ہے۔

قولہ ایضا یشیر الی استقلال ھذا القسم الاجتنابی لان مادّۃ لفظ التقوی من حیث اللغۃ تنبئ عن الاجتناب

اقول ای اشارت می کند این آیت بسوی مستقل بودن این قسم زیرا کہ مادّہ تقوی لغتاً مخبر است از اجتناب یعنی مستقل کسی است کہ بر استعداد صحیح باقی ماندہ باشد و زنگ شرک و شک و ظلمت استغراق در حب معاصی آئینہ فطرت او را تیرہ نکردہ باشد پس ہر گاہ عابد و طالب مجتنب شد و توفیق اجتناب یافت معلوم شد کہ ہنوز بر فطرت صحیح خود بود۔

یعنی یہ آیت اس قسم کے مستقل ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے کیونکہ لفظ تقوے کے لغوی معنی بچنے کے ہین پس مستقل وہ شخص ہے جو استعداد صحیح پر باقی ہو اور زنگ شرک و شک اور ظلمت محبت معاصی نے اوس کا آئینہ فطرت اندھا نہ کیا ہو تو جب عابد و طالب مجتنب ہوا اور اجتناب کی توفیق پائی تو معلوم ہوا کہ وہ ہنوز اپنی فطرت صحیح پر تھا۔

قولہ وان کانت من حیث الاصطلاح الشرعی یشتمل الامتثالی ایضا

اقول اگرچہ بنظر معنی اصطلاحی شرعی شامل باشد امتثالی را و یاد باید داشت کہ تقوی در عرف شرع بر معانی متفاوتہ آید گاہی بمعنی ایمان چنانکہ در آیت والزمہم کلمۃ التقوی است وگاہی بمعنی توبہ چنانچہ در آیت ولو ان اہل القری

اگرچہ بنظر معنی اصطلاحی شرعی امتثالی کو بھی شامل ہو۔ یاد رکھنا چاہیے کہ تقوے کا اطلاق مختلف معانی پر ہوتا ہے کبھی ایمان کے معنی مین جیسے آیۂ والزمہم کلمۃ التقوی مین اور کبھی توبہ کے معنی پر جیسے آیۂ ولو ان اہل القری

امنوا واتقوا واقع وجائے بمعنی طاعت چنانکہ
در آیۂ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون
و در مقامی بمعنی ترک گناہ چنانچہ در واتوا البیوت
من ابوابہا واتقوا اللہ وگاہ بمعنی اخلاص
کما فی قولہ تعالی فانہا من تقوی القلوب

امنوا واتقوا مین اور کہین طاعت کے معنے
مین جیسے آیت ان انذروا انہ لا الہ الا انا
فاتقون مین اور کہین ترک گناہ کے معنی مین جیسے
واتوا البیوت من ابوابہا واتقوا اللہ مین اور کبھی اخلاص
کے معنی مین جیسے آیت فانہا من تقوی القلوب مین

قولہ واما قولنا ان القسم الاجتنابی اہم من الامتثالی من حیث الاتیان فلان دفع الضرر اہم من جلب النفع یعنی ان اجتناب المکروہ اہم من اتیان النفل

اقول ولیکن قول ما کہ اجتنابی تمامتر از امتثالی بحیثیت
بحیثیت آوردن پس برای این کہ از حصول نفع
دفع ضرر ضروریست یعنی پرہیز از مکروہ ضروری
از آوردن نفل وچونکہ شرح این قول وہر دو
قول سابق مکرر بودہ لہذا ننوشتم اکنون مثالے
گوش دار کہ مصنف می فرماید

مگر ہمارا یہ قول کہ اجتنابی بحیثیت کرنے کے امتثالی
سے زیادہ اہم ہے اسلیے ہے کہ دفع ضرر جلب منافع سے
زیادہ ضروری ہے یعنی مکروہ سے پرہیز نفل ادا کرنے
سے اہم ہے اور چونکہ اس قول اور قولہاے سابق
کی شرح مکرر تھی لہذا مین نے نہین لکھی۔ اب
مصنف جو مثال دیتے ہین اوسے سنو

قولہ مثلا من صار ثوبہ وسخا بحیث تودی الی کراہۃ الصلوۃ فیہ فصرف بعض وقتہ الی دفع تلک الکراہۃ اہم لہ من شغلہ ببعض النوافل فی ذلک الوقت

اقول مثلا کسے را پارچہ چنان کثیف شد کہ
نماز گذاردن بدان مکروہ گشت پس بعض وقت
خود صرف نمودن در دفع کراہت اہم از آن است
کہ آن وقت بہ نوافل مشغول گردد تمام شدند
معنی طرق الوصول الی اللہ چنانکہ مصنف خود
آیندہ می فرماید

مثلا کسی کے کپڑے ایسے میلے ہوگئے کہ اون پر
نماز پڑھنا مکروہ ہوگیا تو اوس کو دفع کراہت
مین وقت صرف کرنا نوافل مین وقت صرف
کرنے سے زیادہ اہم ہے۔ طرق وصول الی اللہ
کے معنے ختم ہوے چنانچہ حضرت مصنف خود
فرماتے ہین کہ

قوله انتهى معنى الطريق الى الله فاذا سلك السالك هذا الطريق وصل الى المنزل الذى يسمّى بالقرب والوصل

اقول پس ہر کہ رفت برین راہ رسید بمنزلی کہ
موسوم بقرب و وصل است و لفظ قرب در اصطلاح
صوفیہ عبارت است از استغراق وجود سالک در
عین جمع بہ غیبت از جمیع صفات وجود حتی کہ از
صفت استغراق و غیبت ہم غائب شود والا از
جمیع صفات خود غایب نشدہ باشد ابو یعقوب
سوسی گفت مادام العبد یکون بالقرب
لم یکن قریبًا حتی یغیب عن القرب بالقرب
فاذا ذهب من رؤیة القرب بالقرب
فذلك قرب و از رویم پرسیدند کہ چیست قرب
گفت هو ازالة کل معترض و بعضی گفتہ اند کہ قرب
تام آن است کہ چنانچہ بروح در محل جمع باشی
و تذلل و ترفع بدین وجہ صفت تو باشد بنفس در محل تفرقہ باشی تذلل
و تعبد بدین وجہ صفت تو باشد چہ ہرگاہ کہ نفس در مقام تفرقہ
و عبودیت مرتبہ یابد روح در مقام جمع و ربوبیت تیز مرتبہ
یابد قرب حق بدل بندہ باندازہ قرب دل بندہ بود بحق
چنانکہ جنید گفتہ ان الله یقرب من قلوب عبادہ
علی حسب ما یری من قلوب عبادہ منه
و عبد اللہ ابن خفیف گفتہ قربك منه بخوفك

جس سالک نے یہ سلوک کیا وہ منزل قرب و وصل
پر پہونچا لفظ قرب کے معنی اصطلاح صوفیہ مین یہ ہین
کہ سالک عین جمع مین مستغرق ہو کر کل صفات وجود
بلکہ صفت استغراق و غیبیت سے بھی غائب ہو جاے
ورنہ اپنے تمام صفات سے غائب نہوگا ابو یعقوب
سوسی نے کہا کہ بندہ جب تک بحالت قرب اپنے کو
قریب دیکھے گا قریب نہ ہوگا اور بحالت قرب خیال
قرب نہ ہونا قرب ہے حضرت رویم سے پوچھا گیا کہ
قرب کیا ہے تو کہا کہ ہر حاجز چیز کا دور کر دینا اور بعض
کہتے ہین کہ قرب تام یہی کہ جسطرح روح سے مقام جمع مین ہو
اور تذلل و ترفع تمھاری صفت ہو اسیطرح نفس سے
مقام تفرقہ مین رہو اور تذلل و تعبد تمھاری صفت ہو
کیونکہ جب نفس مقام تفرقہ و عبودیت مین کوئی رتبہ
پائیگا تو روح مقام جمع و ربوبیت مین بھی کوئی دوسرا
مرتبہ پائیگی اور حق کا قرب بندہ کے دل سے بندہ
کے قرب کے موافق ہوتا ہے چنانچہ حضرت جنید نے
کہا کہ اللہ اپنے بندون سے اونکے دلون کے قرب
کے موافق قریب ہوتا ہے اور عبد اللہ بن خفیف
نے کہا کہ جس قدر تجھکو اوس کا خوف ہوگا

منه وقربه منك يقدر مراقبتك و اہل
قرب راچنانکه در مراتب قرب محبوب می افزاید
خوف ورغبت وانس وہیبت نیز زیادت می شود
وچنان که محبت آله به مواظبت نوافل یافته میشو
قرب او از ادای فرایض حاصل می گردد چنانکه
نصر آبادی گفته باتباع السنة تنال المعرفة
وبأداء الفرايض تنال القربة وبالمواظبة
على النوافل تنال المحبة ووصول اتصال محب
به محبوب راگویند که بعد از فنای وجود محب بقاے
او به محبوب صورت می بندد چه قلیل الفناء را
امکان وصول نیست آنجا که سطوت انوار قدم
تاختن آرد ظلمت حدثان را چه مجال باشد بہمچنین
درحال فنا وصول متصور نگردد پس اتصال بعد از
بقاے وجود محب به محبوب تواند بود تا از سطوت
نور تجلی مضمحل و ناچیز نگردد بلکه قوت گیرد همچنانکه ضد
از صحبت ضد ضعیف شود جنس از صحبت جنس قوی
گردد یحرق بالنار من یحترق به ومن هو
النار کیف تحرق و ازین وجه اہل اتصال را
در مکاشفات و مشاہدات ہیچ ضعف طاری
نمی شود و قوای ایشان از تلاشی و اضمحلال
محفوظ می مانند و وصول بر دو قسم است شہودی و

اوتنا ہی تو اوس سے قریب ہوگا اور جتنا تجھکو اوس کا
خیال ہوگا اوتنا ہی وہ تجھ سے قریب ہوگا اور اہل
قرب کا جس قدر قرب بڑھتا ہے اوسی قدر اون کے
خوف ورغبت وانس وہیبت زیادہ ہوتا ہے اور جس
طرح محبت حق نفل پر مواظبت کرنے سے پائی جاتی
ہے اوس کا قرب ادائے فرایض سے حاصل ہوتا ہے
چنانچہ نصر آبادی نے کہا کہ متابعت سنت سے معرفت
اور ادائے فرایض سے قرب اور مواظبت نفل سے محبت
حاصل ہوتی ہے اور محبوب سے محب کے اتصال کو
وصول کہتے ہین جو وجود محب کے فنا اور وجود محبوب
سے بقا کے بعد حاصل ہوتا ہے کیونکہ قلیل الفنا کو
وصول ممکن نہین جہان انوار قدم کا غلبہ ہو وہان
ظلمت حدوث کا کہان گذر اور فنا کے وقت وصول
متصور نہین تو اتصال بقا بعد از فنا مین ہوتا ہے تاکہ
غلبۂ نور تجلی سے مضمحل و ناچیز نہو بلکہ قوت لے اور جسطرح
ضد صحبت ضد سے ضعیف ہوتی ہے جنس محبت جنس
سے قوی ہوتی ہے آگ سے وہ جلیگا جو اوس سے
ڈریگا اور جو خود آگ ہے وہ کیا جلیگا اسی لیے اہل
اتصال کو بوجہ مکاشفات و مشاہدات کوئی ضعف
نہین ہوتا اون کے قوی ضعف و اضمحلال سے محفوظ
رہتے ہین۔ اور وصول دو قسم پر ہے شہودی اور

وجودی شہودی وصول سر محب است بہ محبوب در
مقام مشاہدہ و وصول وجودی عبارت از وصول
ذات محب بصفات محبوب و اتصافش بدان و
مراتب آن را نہایت نیست چہ کمال اوصاف
محبوب را غایت نیست و این حال را سیر فی اللہ
خوانند چندانکہ منازل آن را قطع کنند بنہایت نرسند
و ہرچہ در دنیا بدان رسند ہنوز اول منزل بود از
منازل وصول اکنون خود معنی وصول مختصراً بیان میفرمایند

وجودی - شہودی محب کا مقام مشاہدہ محبوب مین
پہونچنا اور وجودی یعنی ذات محب کا صفات
محبوب سے متصف ہونا جسکے مراتب کی نہانہین
ہے کیونکہ کمال اوصاف محبوب کی انتہا نہین ہے
اسی کو سیر فی اللہ کہتے ہین جسقدر اسکے منازل طے کرین
ختم نہین ہوتے بلکہ دنیا مین جو کچھ حاصل کرین وہ منازل
وصول سے پہلی منزل ہے - اب خود وصول کے
معنے مختصراً بیان فرماتے ہین

قوله فمعنی القرب بعد السالك عن غيره تعالى ومعنى الوصل قطع السالك عن غيره تعالى

اقول یعنی قرب حق دوری سالک است از
غیر حق و ترانہ این شعر زدن ؎ کجا غیر کو غیر کو
نفس غیر ٭ سوی اللہ واللہ ما فی الوجود ٭
و معنی وصل جدائی سالک است از غیر او تعالی
سوال اگر گوئی غیر خدا چہ معنی دارد **جواب**
بدان کہ انچہ کہ غیر حق است منحصر است در دو چیز
یکے مباحات دوم مکروہات و محرمات مباحات
چون آسمان و زمین و کوہسار و سنگہا و درو دیوار
و جمیع انچہ کہ ہمیشہ آدمی بدو تعلق دارد پس دور
ماندن سالک از سبب محرمات و مکروہات بعد
حقیقی است و دور ماندن او از سبب مباحات
بعد مجازی است و ازین بعد ذہول سالک مراد است

یعنی قرب حق یہ ہے کہ سالک غیر حق سے دور ہو
اور یہ شعر پڑھے کہ ؎ کجا غیر کو غیر کو نفس غیر ٭
اور وصل کے یہ معنی ہین کہ سالک غیر حق سے جدا ہو
سوال اگر کہو کہ غیر خدا کے کیا معنے ہین تو **جواب**
یہ ہے کہ ماسوائے حق دو چیزون مین منحصر ہے
ایک مباحات دوسرے مکروہات
و محرمات جیسے آسمان و زمین و پہاڑ
و پتھر اور انسانی متعلقات وغیرہ پس
سالک کا محرمات و مکروہات کے سبب سے
دور رہنا بعد حقیقی ہے اور مباحات کے
سبب سے دور رہنا بعد مجازی ہے -
اور اس بعد سے سالک کی غفلت

یعنی غفلت و عدم شعور او ازین باقی خود آینده بیان می فرماید

یعنی عدم شعور مراد ہے۔ باقی خود آئندہ بیان فرماتے ہین

قوله والغير منحصر في المحظور والمباح فالمراد بالمحظور جميع اقسام المنهيات وبالمباح الاشتغال بالمخلوقات من السماء والارض والجبال والشجر والحجر واسباب المعيشة وغير ذلك

اقول وغیر منحصر است در محظور و مباح که در اتیان هر دو اعانت حق نفس است و این پیش اهل سلوک داخل است در حکم تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان و مراد از محظور جمیع نامشروع است و مراد به مباح اشتغال به اغیار است که سماء و ارض و جبال و شجر و حجر و اسباب معیشت و غیرها اند حتی که خطرهٔ خودی خویش و این معنی دارد حسنات الابرار سیئات المقربین

اور غیر محظور و مباح مین منحصر ہے کہ ان دونون کی تعمیل مین نفس کی اعانت ہے جو اہل سلوک کے نزدیک تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا کے حکم مین داخل ہے اور محظور سے تمام امور نامشروع مراد ہین اور مباح سے مراد اغیار یعنی مخلوقات زمین و آسمان و پہاڑ و درخت و پتھر و اسباب معیشت وغیرہ بلکہ اپنی خودی کے خطرہ مین مشغول ہونا حسنات الابرار یعنی نیک لوگون کی اچھائیان مقربین کی برائیان ہین کے بھی معنی ہین۔

قوله فبعد السالك من المحظورات بدون ذهول من المباحات قرب تام

اقول یعنی دوری سالک از محظورات بلا غفلت از مباحات قرب تام است حالانکه عشاق این را هم نقص میدانند کمال قرب آنکه بداند که در مقام قرب قرب گفتن هم دوریست زیرا که درین ذهول هم توقع خود پرستی و پندار رسیدن به مقام هستی است۔ در خرابات رو و ببین که خراباتیان

یعنی سالک کا محظورات سے بچنا بلا مباحات سے غفلت کے قرب تام ہے حالانکہ عشاق اسکو بھی نقص جانتے ہین کمال قرب یہ ہے کہ مقام قرب مین قرب کہنا بھی بعد جانے کیونکہ اس غفلت مین بھی خود پرستی اور مقام ہستی پر پہونچنے کی امید ہے خرابات مین جاکر خراباتیون کو دیکھو کہ وہ۔

چه می کنند ترا آن باید کرد رحمت باد بران بزرگ
که گفت فقدت وجودی فی الخرابات
مرة فوجدتك روحی فداك یا پیر خرابات
فرمان غیر کسی از زهره نه باشد که عروس خانهٔ
قل الروح را ببیند شمع و شاهد در خرابات خانهٔ کفر
نهادند تا آن کفر وا پس نه گذاری مومن نه شوی
آن نه دیده که بلبل عاشق گل است چون نزدیک
گل رسد بیتاب شود و چون خود را بر گل زند خار
گل بلبل را فگار کند اگر گل بے زحمت خار بود
همیشه بلبلان عاشقی گل کردندے اما با وجود خار
از صد هزار بلبل یکے به لذت عاشقی رسد

کیا کرتے ہین تم کو بھی وہی کرنا چاہیے اون بزرگ پہ
رحمت ہو جنھون نے کہا کہ مین نے اپنا وجود ایک بار
خرابات مین کھو کر تجھکو پالیا تجھپر میری جان فدا ہو
بلا اجازت پیر خرابات کے کسی کو عروس خانۂ قل الروح
کی زیارت ممکن نہین شمع و شاہد خرابات خانۂ کفر
مین رکھے گئے جب تک وہ کفر واپس نہ کروگے مومن نہ ہوگے
دیکھو بلبل پھول پر عاشق ہے پھول کے قریب ہوکر
بیتاب ہو جاتی ہے جب اپنے آپ کو پھول پر گراتی ہے
تو اوسکے کانٹے اوسکو زخمی کر دیتے ہین اگر پھول بغیر کانٹون
کے ہوتا تو تمام بلبل پھول کی عاشق ہوتی مگر باوجود کانٹون کے
لاکھون بلبلون مین سے ایک بلبل کو لذت عاشقی نصیب ہوتی ہے

قوله فبای مقدار بعد السالك عن الغیر تقرب الی الله بقدره فمعنی القرب
ایضا یشیر الی استقلال القسم الاجتنابی ونذکر بیان هذا الغیر بعبارة اخری
وهی ان اصول الحجب المانعة من الوصول الی الله اربعة الدنیا والخلق
والنفس والشیطان وطریق ازالتها مذکورة فی کتاب منهاج العابدین فلیطلع

یعنی چندانکه بنده از غیر دور است با حق نزدیک
است ملاحظهٔ مفصل و مجمل نهایت قرب است
و معنی قرب اشاره می کند بران که قسم اجتنابی از
نوافل مستقل است و این را بعبارت دیگر بیان
می کنم که اصل حجاب مانع قرب جناب رب الارباب
چهار چیز است اول دنیا دوم جدا کننده از مبدأ

یعنی جس قدر بندہ غیر سے دور ہوا اوسی قدر اللہ سے نزدیک
ہوا ملاحظہ مفصل و مجمل ہی انتہاء قرب ہے پس معنی
قرب کا یہی مطلب ہے کہ نوافل کی قسم اجتنابی مستقل
ہے اور اسکو دوسری طرح یون بیان کرتا ہون کہ اصل
حجاب مانع قرب رب الارباب چار چیزین ہین۔ اول
دنیا۔ دوسری مبدأ سے جدا کرنے والی چیز

یعنی خلق سوم اعدای عدوک التی ھی النفس
چہارم شیطان رجیم کہ حالش از قرآن مجید ظاہر است
وطریق دفع کردن آن در منہاج العابدین مصنفہ
حضرت امام غزالی مذکور است وآن این کہ بر تو
باد ای طالب عبادت جد وجہد تمام در قطع این
عقبہ کہ بزرگترین وسخت ترین عقبات است و
مؤنت آن سخت بسیار وفتنۂ او بزرگ است
از آن کہ ہر کہ ہلاک شد وبخدا نہ رسید یا بسبب دنیا
بود یا خلق یا شیطان یا نفس وحجابہا در راہ حق
ہمین چہار اند پس در ہر یکے نکتۂ مقنع شنو اما دنیا
واجب است کہ از وی حذر کنی ودر وی زہد کنی
از آنکہ کار از سہ حالت خالی نیست یا در عبادت
از اہل بصیرتی ویا از اہل ہمتی ویا از اہل غفلتی اگر
اہل بصیرتی بسندہ است مر ترا کہ بدانی کہ دنیا دشمن
خدا است وخداے تعالے دوست تو پس دشمن
دوست دشمن تو باشد ودنیا عقل ترا نقصان
می کند وعقل قیمت تست واگر از اہل ہمتی بسندہ است
مر ترا کہ بدانی کہ شومی دنیا تا بہ این حد است کہ ترا
از عبادت بہ کلی باز میدارد واگر از اہل غفلتی بسندہ است
مر ترا کہ بدانی کہ دنیا باقی نیست یا تو از ان جدا
خواہی شد ویا او از تو جدا خواہد شد پس چہ فائدہ باشد

یعنی خلق تیسرے نفس جو تیرا بڑا دشمن ہے۔ چوتھے
شیطان رجیم جسکا حال قرآن مجید سے ظاہر ہے اور
اسکے دفعیہ کا طریقہ منہاج العابدین مصنفہ حضرت امام
غزالیؒ مین موجود ہے جو یہ ہے کہ اے طالب عبادت تجھے پوری
کوشش سے اس بڑی گھاٹی کا طے کرنا لازمی ہے کیونکہ یہ سب
سے بڑی اور سب سے سخت گھاٹی ہے اور اسکا بوجھ بہت
سخت اور اسکا بڑا فساد ہے کیونکہ جو کوئی ہلاک ہوا اور خدا
تک نہ پہونچا وہ یا تو دنیا کے سبب سے یا خلق و شیطان
و نفس کے سبب سے اور خدا کی راہ مین حجاب یہی چارون
ہین لہذا ہر ایک کے متعلق ایک عمدہ نکتہ سنو۔ اول دنیا
تو اوسمین زہد کرنا اور اوس سے پرہیز واجب ہے کیونکہ
تین حال سے خالی نہین یا تم عابد صاحب بصیرت ہو یا اہل
ہمت یا اہل غفلت اگر صاحب بصیرت ہو تو سمجھ لو کہ دنیا
خدا کی دشمن ہے اور خدا تمھارا دوست پس دوست کا
دشمن تمھارا دشمن ہوا اور دنیا تمھاری عقل کو
نقصان کرتی ہے اور عقل تمھاری قیمت ہے
اور اگر اہل ہمت ہو تو سمجھ لو کہ دنیا کی نحوست
ایسی ہے جو تمکو عبادت سے روکتی ہے
اور اگر اہل غفلت ہو تو سمجھ لو کہ دنیا باقی
نہین ہے یا تم اوس سے جدا ہوگے۔ یا
وہ تم سے جدا ہوگی تو اوس کی تلاش

در طلب او مگر ضائع کردن عمر عزیز را اما شیطان
بسندہ است مر ترا در کارہا پرہیز کردن از شیطان
از انچہ خدای تعالی فرمودہ است مر نبی خود را صلعم
قل رب اعوذ بك من همزات الشياطين و
اعوذ بك رب ان يحضرون پس ہر گاہ کہ
بہترین عالمیان و عاقلترین ایشان را این حال
باشد توان دانست کہ حال دیگران با کمال جہل
و نقصان عقل و غفلت چگونہ باشد و اما خلق
بسندہ است مر ترا در کار خلق کہ بدانی کہ اگر با ایشان
مخالطت کنی و در ہوا با ایشان موافقت نمائی
بزہ کار شوی و کار آخرت بر تو باطل شود و اگر
با ایشان مخالفت کنی ترا برنجانند و کار دنیا
و دین بر تو مکدر کنند و تو نیز در عداوت ایشان
افتی و اگر ترا مدح کنند و تعظیم نمایند خوف فتنہ و
عجب باشد و نیز یاد کن حال خود با ایشان بعد
از ان کہ در گور نہند بعد از سہ روز چگونہ ترا
فراموش کنند و ذکر تو بر زبان نرانند گویا کہ ہرگز
ترا ندیدہ بودند و تو ایشان را ندیدہ بودی و
در گور نباشد با تو مگر خدای تعالی پس این زیان
بزرگ باشد کہ روزگار عزیز با این خلق بے وفا
ضایع کنی و ترک خدمت خدای تعالی کنی کہ

مین عمر عزیز ضایع کرنے کے سوا کیا فائدہ ہوگا دوسرے
شیطان تو تم کو اپنے کام مین اوس سے پرہیز کرنا چاہیے
کیونکہ خداوند تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا
ہے کہ ای محمد کہو کہ خداوندا مین تجھسے وساوس شیطانی سے
پناہ مانگتا ہون اور شیاطین کے اپنے پاس آنے سے بھی پناہ
مانگتا ہون تو جب بہترین و عاقل ترین عالم کا یہ حال ہو تو سمجھو
کہ دوسرونکا جو بالکل جاہل اور عقلاً ناقص و غافل ہین کیا
حال ہوگا اور خلق کی متعلق یہ سمجھ لو کہ اگر اونسے میل جول رکھو گے
اور خواہشات مین اون کی موافقت کروگے تو گنہگار
ہوگے اور آخرت کا کام خراب ہوگا اور اگر اون سے
مخالفت کروگے تو وہ تمکو ستائینگے اور دین و دنیا کے کام
تمپر مکدر کردینگے اور تم بھی اونکی عداوت مین پڑجاؤگے
اور اگر وہ تمھاری تعریف و تعظیم کرینگے تو فتنہ و عجب کا خوف ہے
نیز اپنا حال اون کے ساتھ یاد کرو کہ جب وہ تمکو قبر مین
دفن کردینگے تو تین روز کے بعد کیا تمکو بھول جائینگے
تمھارا ذکر بھی نہ کرینگے گویا کبھی اونھون نے تم کو
اور تم نے اون کو دیکھا ہی نہ ہوگا۔ قبر مین تمھارے
ساتھ خدا کے سوا کوئی نہ ہوگا تو یہ بڑا نقصان
ہوا کہ اپنا وقت عزیز تم نے ایسی بے وفا
خلق کے ساتھ ضایع کیا اور خدائے تعالے
کی خدمت چھوڑی جس کی طرف آخر تمھاری

بازگشت تو در آخر کار بدوست تامل کن اے
مسکین درین سخن کہ گفتم شاید راہ راست نمودہ
شوی و اما نفس بسندہ است مرترا در کار نفس
آنچہ مشاہدہ می کنی از حالتہاے او و خواہشہاے
تباہ او کہ او در حالت شہوت بہیمہ است و در حالت
غضب درندہ و در حالت معصیت طفل است و
در حالت نعمت فرعون است و در حالت گرسنگی
دیوانہ و در حالت سیری خر است اگر سیرش کنی
نافرمانی کند و اگر گرسنہ داری فریاد و فزع کند ہمچو
دراز گوش کہ اگر جو یابد مردمان را بزند و اگر نہ یابد
فریاد کند یکے از صلحا گفتہ است کہ تباہی و جہل
نفس بہ مثابہ ایست کہ چون معصیتے کردن یا آرزوے
رسیدن خواہد اگر خدا و رسول و جمیع کتب و
انبیا و سلف صالح را شفیع آری و برو مرگ و
گور و قیامت و بہشت و دوزخ عرض کنی این
جملہ را ترک گیرد و از آن معصیت و شہوت باز نماند
و چون نان از وی باز داری ترک شہوت گیرد
این چنین است خست جہل او پس بر تو باد کہ ازو
غافل نہ باشی و حال او ہمان ست کہ حق تعالی
فرمودہ ان النفس لامارۃ بالسوء و بسندہ
است این تنبیہ مر کسے را کہ عقل دارد و در روایت

وہ ایسی ہوگی لہذا میری یہ بات سن کر غور کرو شاید
تم کو ہدایت ہو اور نفس کے متعلق یہ سمجھ لو کہ وہ اپنے
حالات و خواہشات میں بحالت شہوت جانور ہے
اور بحالت غصہ درندہ اور بحالت معصیت بچہ
اور بحالت نعمت فرعون اور بحالت بھوکھ دیوانہ
اور بحالت سیری مغرور اگر اوس کو سیر کرو
تو نافرمانی کریگا اور اگر بھوکھا رکھو تو فریاد
کرے گا جیسے خچر جو پا جانے پر آدمیوں کو مارتا
ہے اور بھوکھا رکھے جانے پر فریاد کرتا ہے ایک
بزرگ کا مقولہ ہے کہ تباہی و جہالت نفس ایسی
ہے کہ جب وہ کوئی گناہ کرنا یا کوئی خواہش پوری
کرانا چاہتا ہے تو اگر خدا و رسول اور تمام کتب و
انبیا و سلف صالح کو شفیع کرو اور اوس پر موت و
قبر و قیامت و بہشت و دوزخ پیش کرو تو وہ کسی کو
نہ مانے گا اور اوس معصیت و شہوت سے باز نہ آئیگا
اور جب اوسے بھوکھا رکھو گے تو شہوت چھوڑ دیگا
یہ تو اوس کی خست و جہل کا حال ہے لہذا
تم کو اوس سے غافل نہ رہنا چاہیے اوس کا
حال وہی ہے جو حق تعالے نے فرمایا کہ بیشک
نفس برائی کا حکم دیتا ہے اور یہ تنبیہ
صاحب عقل کے لیے کافی ہے - ایک

کرده اند از بعض صالحان که او را احمد ارقم بلخی
می گفتند که او گفت نفس من با من نزاع کرد
برای بیرون آمدن بسوی غزا گفتم سبحان الله
خدای تعالی گفته است ان النفس لامارة
بالسوء و این مرا بخیر می فرماید این چگونه باشد
نفس را گفتم که تو از تنهائی تنگ آمده بدین بہانه
می خواہی که ملاقات مردمان کنی تا مردمان ترا
تعظیم کنند من ہرگز در آبادی فرود نخواہم آمد
قبول کرد باز بدگمان شدم گفتم که خدای تعالے
راست گو است با نفس خود گفتم که من با دشمن
بے آلت جنگ خواہم کرد تا اول کسی که کشته شود
من باشم قبول کرد ہمچنین بسیار چیزہا بر وی شمردم
نفس من ہمه قبول کرد در آخر گفتم یا رب مرا بر مکر
او مطلع گردان می دانم که تو راست گفته و او دروغ
می گوید پس در مکاشفه دیدم که گویا مرا نفس می گوید
که اے احمد ہر روز مرا بتازگی می کشتی بمنع کردن
آرزوہاے من و ہیچ کس برین مطلع نیست اما
اگر با دشمن جنگ کنم و کشته شوم ازین عذاب
خلاص یابم و میان مردمان مرا جاے حاصل شود
بگویند که احمد شهید شد پس نشستم و ترک غزا گرفتم
دران سال پس نیکو نظر کن ای طالب عبادت

بزرگ یعنی احمد ارقم بلخی سے مروی ہے اونھون نے
کہا کہ میرے نفس نے مجھ سے غزوہ مین چلنے کے
لیے بہت اصرار کیا مین نے کہا کہ خوب حق تعالے تو
فرماتا ہے کہ نفس بُرائی کا حکم دیتا ہے اور یہ مجھے نیکی
تیار رہا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے تب مین نے نفس سے کہا
کہ غالبًا تو تنہائی سے تنگ آکر اس بہانہ لوگون سے ملنا
چاہتا ہے تاکہ لوگ تیری تعظیم کرین لہذا مین آبادی
مین نہ جاؤن گا اوس نے اسے قبول کیا مین بدگمان
ہوا اگر مین نے کہا کہ خداے تعالی سچا ہے پھر مین نے
نفس سے کہا کہ مین دشمن سے نہتا لڑون گا تاکہ
سب سے پہلے مین ہی مارا جاؤن یہ بھی اوس نے
قبول کیا اسی طرح بہت سی باتین مین نے نفس سے
کہین سب اوس نے منظور کین آخر مین نے دعا کی کہ
خداوندا مجھکو اوسکے مکر سے مطلع کر مین جانتا ہون کہ
تو سچا ہے اور وہ جھوٹھا تو اپنے مکاشفہ مین مین نے
دیکھا کہ میرا نفس مجھ سے کہتا ہے کہ تم ہر روز میری خواہشین
روک روک کر مجھکو مارتے ہو اور یہ حال کوئی نہین جانتا
لہذا اگر دشمن سے لڑکر مر جاؤن تو اس عذاب سے بھی
چھوٹون اور لوگون کے نزدیک بھی وقعت ہو لوگ یہ
کہین گے کہ احمد شہید ہوا تب مین بیٹھ رہا اور اوس
سال لڑائی پر نہ گیا لہذا اے طالب عبادت

در مکر نفس و غرور او که بعد از مردن جاہ می طلبد
بدان که این جا اصلے است بزرگ و آن این که
عبادت دو نیمہ دارد یکے نیمہ کسب کردن و یک
نیمہ پرہیز کردن یعنی کسب کردن طاعت و پرہیز
کردن از معصیت و سیئات و این ست تقوےٰ
و نیمہ پرہیزیدن افضل است مر بندہ را از نیمہ
کسب کردن و ازین ست کہ مبتدیان از اہل
عبادت کہ در اول درجہ باشند بہ نیمۂ اکتساب
مشغول شوند و ہمہ ہمت ایشان آن باشد
کہ دل را از میل کردن سوے غیر حق و چشم را از
نظر کردن بہ لایعنی نگاہدارند و ازین معنی گفت
عابد دوم از عباد سبعہ مر یونس را کہ اے یونس
بعضے از مردمان نماز را دوست دارند و بعض روزہ
را و بعض صدقہ را تو روزہ گیر از سخن کثیر گفتن و
صدقہ دہ از پرہیز کردن از رنجانیدن کہ ہیچ
صدقہ و روزہ فاضل تر ازین نیست پس چون
دانستی کہ نیمہ پرہیزیدن اولی است اگر ہر دو
نیمہ ترا بدست آید کارت تمام شود و ترا سلامتے
و غنیمتے حاصل آمدہ باشد و اگر ہر دو نتوانی باید
کہ جانب پرہیزیدن رعایت کنی تا سلامتے
حاصل آید و الا ہر دو نیمہ را زیان کردہ باشی از آنکہ

نفس کے مکر و غرور کو غور سے دیکھ کہ مرنے کے بعد بھی
عزت چاہتا ہے جاننا چاہیے کہ یہاں پر ایک بڑی
اصل یہ ہے کہ عبادت کے دو حصے ہین ایک حصہ کسب
کرنا اور دوسرا حصہ پرہیز کرنا یعنی اطاعت کرنا اور معصیت
و گناہون سے پرہیز کرنا اور یہی تقوے ہے پرہیز کرنا
بندہ کے لیے کسب کرنے سے افضل ہے اسی لیے
مبتدی اہل عبادت جو پہلے درجہ مین ہوتے ہین وہ
اکتساب مین مشغول ہوتے ہین اور پوری ہمت
اون کی یہ ہوتی ہے کہ اپنا دل غیر حق کی
طرف مائل ہونے اور آنکھ کو فضولیات دیکھنے
سے بچائین اسی لیے عباد سبعہ مین سے عابد
دوم نے یونس سے کہا کہ اے یونس
بعض آدمی نماز پسند کرتے ہین اور بعض
روزہ اور بعض صدقہ - لہذا تم بہت باتین
کرنے سے روزہ رکھ اور عدم آزاری سے
صدقہ دے کیونکہ کوئی روزہ و صدقہ
اس سے زیادہ افضل نہین پس جب
تم نے جان لیا کہ پرہیز کرنا بہتر ہے
تو اگر دونون حصے تمکو مل جائین
تو تمھارا کام پورا ہو جائے - ورنہ
دونون حصون کا نقصان ہوگا کیونکہ

چه نفع کند ترا قیام شب وصیام روز این یک
کلمه باطل شود از ابن عباسؓ پرسیدند که چه
گوئی در دو مردے که یکے خیر بسیار دارد و شر
هم بسیار دارد و دیگرے خیر اندک و شر هم اندک
دارد گفت هیچ خیر به سلامتی برابر نشود و نظیر
آنچه ما گفتیم حال علاج مریض است که دو نیمه دارد
نیمے دارو خوردن و نیمے پرهیزیدن پس اگر میان
هر دو جمع کند صحت یابد و اگر هر دو نتواند پرهیزیدن
اولے ترازان که به ترک پرهیز هیچ دارو نفع نکند
اما پرهیز کردن با ترک دارو نفع کند. و رسول الله
صلعم گفته است که اصل هر دوا پرهیزیدن است
چنانچه طبیبان هندوستان رنجور را به همین
پرهیزیدن علاج کنند و مریض را از اکل و شرب
و کلام باز دارند هم بدان صحیح شود بے آنکه دارو
دهند پس ازین جا معلوم شد که اصل کار تقوی
است و متقیان در مرتبه بلند از عبادت پس
بر تو باد بجد و جهد تمام در کار تقوی کوشیدن ۔

تمکو شب بیداری اور روزہ کیا نفع دیگا یہ ایک کلمہ
سے باطل ہو جائیگا حضرت ابن عباسؓ سے لوگون
نے پوچھا کہ آپ اون دو شخصون کے متعلق کیا
کہتے ہین جنمین سے ایک کی اچھائیان بھی بہت
ہین اور برائیان بھی بہت اور دوسرے کی اچھائی
بھی کم ہے اور برائی بھی کم فرمایا کہ کوئی اچھائی سلامتی
کے برابر نہین اور اس سب گفتگو کی مثال حال مریض کی ہے
کہ مریض کے علاج کے دو حصہ ہین ایک حصہ دوا کھانا
اور دوسرا پرہیز کرنا اگر دونون باتین کرے تو صحت پائے
اور اگر دونون نہ ہوسکین تو پرہیز کرنا بہتر ہے کیونکہ پرہیز نہ
کرنے سے کوئی دوا نفع نہین کرتی مگر دوا چھوڑکر پرہیز
کرنا نفع کرتا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ ہر دوا کی اصل پرہیز ہے
چنانچہ ہندوستان کے اطبا بیمار کا علاج پرہیز سے کرتے
ہین اور اسے کھانے پینے اور باتین کرنے سے روک دیتے ہین
جس سے وہ اچھا ہو جاتا ہے دوا کی ضرورت نہین رہتی
تو معلوم ہوا کہ اصل چیز تقوی ہے اور متقی ہی عبادت مین
عالی مرتبہ ہین لہذا تمکو تقوے مین پوری کوشش کرنا چاہیے

قوله فلما تقرر ان طريق التقرب الى الله بعد الفرائض بكثرة عبادات النوافل باعتبار النوع او الفرد كما ذكر

اقول یعنی هرگاه که قرار یافت این امر که طریق
قرب حق بعد فرائض از کثرت عبادات نوافل

یعنی جب یہ امر طے ہوگیا کہ طریقہ قرب حق
بعد فرائض عبادات کثرت نوافل

می شود خواہ نوعے خاص از انواع نوافل
بود خواہ فردے خاص از افراد چنانکہ بالا رفت
وتخصیص نوافل ازان ست کہ حق سبحانہ چیزے
محبوب تر در عبادت ازین نماز نہ گردانیدہ
زیرا کہ درو مشقت محضہ است وازمشقت اجر
بسیار حاصل می شود

ہے خواہ ان مین سے کوئی نوع یا فرد خاص ہے
جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا اور ان نوافل کی خصوصیت
اسی لیے ہے کہ خداوند تعالے نے اپنی عبادات
مین نماز سے بہتر کوئی چیز نہین رکھی کیونکہ اسمین
محض مشقت ہے اور مشقت سے ثواب بہت
حاصل ہوتا ہے۔

قوله فطريق تحصيل تكثير العلم بهذا الحصر وهو ان شغل الانسان
لا يخلو من جنسين جنس العبادة وجنس العادة وكل جنس لا يخلو من وصفين
قليل الوقوع او كثير الوقوع اما قليل الوقوع من جنس العبادة فمثل الحج
والزكوة والجهاد وغير ذلك ومن جنس العادة فمثل النكاح والطلاق
والبيع والشرى وغير ذلك واما جنس كثير الوقوع من العبادات فمثل الصوم
والصلوة والاذكار وغير ذلك ومن جنس العادات كالاكل والشرب والنوم
واللباس وغير ذلك

اقول پس طریق تحصیل تکثیر علم باین حصر است
کہ شغل انسان از دو جنس خالی نیست عبادت
است یا عادت وہر جنس از دو حال خالی
نیست یا بسیار شوندہ است یا کم آن کہ کم واقع
شوندہ است از عبادت مثل حج است کہ در عمر
بشرط استطاعت یک بار وزکوۃ بعد سال بشرط
وجود شرایط یک بار وجہاد وغیرہ وقلیل الوقوع
از جنس عادات مثل نکاح وغیرہ است کہ محتاج

پس کثرت علم کے حصول کا طریقہ یون ہے کہ
شغل انسانی دو جنس سے خالی نہین عبادت ہے
یا عادت اور ہر جنس دو حال سے خالی نہین یا بہت
ہونے والی ہے یا کم تو عبادات مین قلیل الوقوع
حج وزکوۃ وجہاد وغیرہ ہین جو عمر بھر مین
بشرط قدرت ایک بار اور بشرط وجود شرایط
سال مین ایک بار فرض ہین اور عادات مین
قلیل الوقوع نکاح وغیرہ ہین جن کی

چندان شرح نیست وشناختن این ہر دو جنس ضروری نیست ولیکن جنس کثیر الوقوع از عبادات مثل روزه ونماز واذکار وسوائے ازین از عادات مثل خوردن ونوشیدن وغیرہا واین ہر دو قول را صرف ترجمہ کفایت می کند

شرح کی زیادہ ضرورت نہین اور نہ ان جنسون کا جاننا ضروری ہے اور جنس کثیر الوقوع عبادات سے روزہ ونماز واذکار اور عادات سے کھانا پینا سونا وغیرہ ہین اور ان عبارتون کا صرف ترجمہ کافی ہے۔

قوله فنوافل هذين الجنسين لابد لطالب القرب من تحصيلها حتى يستوعب جميع اوقاتها بالنوافل فعليه طريق الاقتصاد يكفيه كتاب عين العلم وما اشبهه من المختصرات ومن اراد استقصاءه فعليه بالكتب المبسوطة مثل احياء علوم الدين وغير ذلك من الكتب الفقهية فهذا الضابطة يكفي للطالب في معرفة القرب وفي طريق تحصيله

اقول پس نوافل ازین ہر دو جنس طالب قرب را بجا آوردن ضروری ست وباید که حاصل کند طالب آن نوافل را به استیعاب اوقات بطریق میانه روی خالی از افراط وتفریط که آن مذموم است وکافی است طالب را مطالعهٔ کتاب عین العلم ودیگر کتب حضرات اکابر مثل فتوح الغیب از حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانیؒ وعوارف المعارف شیخ شهاب الدین سهروردی ومصنفات حضرت شاه ولی الله محدث وغیرہم وہر که زیاده ازین خواہد پس او را کتب مبسوطه مثل قوت القلوب

تو یہ دونون قسم کے نوافل طالب قرب کو بجالانا ضروری ہین طالب کو چاہیے کہ انھین اچھی طرح بطریق اعتدال بجالاوے۔ ان مین افراط وتفریط نہ کرے کیونکہ افراط وتفریط بُری ہے طالب کو کتاب عین العلم اور دیگر کتب حضرات اکابر مثل فتوح الغیب حضرت سید محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی وعوارف المعارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی ومصنفات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مطالعہ کافی ہے اور جو اس سے زیادہ چاہے اوسے بڑی کتابین مثل قوت القلوب

شیخ ابوطالب مکی و مصنفات حضرت امام غزالی و دیگر اکابر باید دید و قاصران این زمانہ را مطالعہ کتاب مستطاب مطالب رشیدی مولفہ حضرت مرشدی کافی و وافی می تواند شد پس این قاعدۂ کلیہ کافی است طالب را در معرفت و طریق تحصیل قرب۔

حضرت شیخ ابوطالب مکی اور مصنفات حضرت امام غزالی اور اور بزرگون کی تصنیفات دیکھنا چاہیے اور اس زمانہ والون کو کتاب مستطاب مطالب رشیدی مولفہ حضرت مرشدنا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ کا مطالعہ کافی ہے پس یہ قاعدۂ کلیہ طالب کے لیے تحصیل قرب و معرفت مین کافی ہے۔

قوله واما احتیاج الناس الی المرشد والاستاذ فلابد منه لتسهیل الطریق و سرعة الوصول واما سلوك الطریق بغیر المرشد والاستاذ فهو فی الجملة ممکن لمن وفقه الله

اقول لیکن احتیاج طالب سوے مرشد و استاذ ضرور است برائے آسان گردانیدن راہ وصول و زود در رسیدن بدان و سلوک کردن بغیر مرشد و استاد اگرچہ فی نفسہ ممکن است مگر توفیق الٰہی شرط است فقیر کاتب الحروف گوید کہ بواد عادت تخلیقیہ الٰہی ظاہرا مستبعد می نماید اگر ازین جملہ حال رہروی اویسیان قصد کردہ آن ہم تہی تواند شد زیرا کہ مرشد آنہا صورت برزخیہ بزرگیست کہ مربی و کافل مہمات آنہا گشتہ بالجملہ در سلوک راہ دین و وصول بعالم یقین مرید را از شیخ کامل راہبر راہ شناس صاحب ولایت و متصرف ناگزیر است ؎ از ہر چہ بجز می است کوتاہی بہ

مگر راہ وصول آسان کرنے اور اوسپر جلد فایز ہونے کے لیے طالب کو مرشد و استاد کی بہت ضرورت ہے اور سلوک کرنا بلا مرشد و استاد کے اگرچہ فی نفسہ ممکن ہے مگر توفیق الٰہی شرط ہے مین کہتا ہون کہ عادت الٰہی کو دیکھتے ہوے بظاہر دشوار معلوم ہوتا ہے اور اگر ان حالات سے اویسیون کا سلوک مراد لیا ہے تو وہ بھی نہین ہو سکتا کیونکہ اون کا مرشد اوس بزرگ کی صورت برزخیہ ہے جو اونکا مربی و حلال مشکلات ہے غرضکہ سلوک راہ دین اور عالم یقین تک پہونچنے کے لیے مرید کو شیخ کامل راہبر راہ شناس صاحب ولایت و متصرف کی ضرورت ہے ؎ از ہر چہ بجز می است کوتاہی بہ

وانگہ رکت بتان خرگاہی بہ + مشایخ بتان
خرگاہی حضرت الٰہی اندکہ اولیائی تحت
قبائی لایعرفہم غیری موسی علیہ السلام
باکمال مرتبۂ نبوت و درجہ رسالت و اولوالعزمی
در بدایت حال دہ سال بملازمت خدمت
شعیب علیہ السلام نمود تا استحقاق شرف مکالمت
حق ظاہر شد و بعد ازان کہ بدولت وکلّم اللّٰہ
موسیٰ تکلیما و سعادت وکتبنا لہ فی الالواح
من کل شئ موعظۃ و تفصیلا لکل
شئ رسیدہ و پیشوائی و مقتدائی دوازدہ سبط
بنی اسرائیل یافت دگربارہ در دبیرستان تعلم
علم لدنی از معلم خضر التماس متابعت نمود کہ
ھل اتبعک علیٰ ان تعلمنی مما علمت
رشدا و مفتون و مغرور این راہ کسی است کہ
پنداند کہ بادیۂ بے پایان کعبۂ وصال ذو الجلال
بسیر قدم بشری بے دلیل و بدرقہ قطع توان کرد
ھیہات ھیہات لما توعدون اگرچہ
در بدایت ہدایت نہ بہ پیغامبر حاجت بود و نہ
بہ شیخ آن تخمی است کہ در زمین دلہا جز
بہ دستکاری نظر عنایت نیفتد خواجۂ عالم صلعم
چندان کہ جہد فرمود کہ آن تخم در زمین قلب

وانگہ زکف بتان خرگاہی بہ + مشایخ محبوبات
حضرت الٰہی ہین جن کی شان مین اولیائی
تحت قبائی وارد ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو باوجود کمال مرتبۂ نبوت و رسالت حاصل
ہونے کے ابتدا مین دس سال حضرت شعیب
علیہ السلام کی خدمت کرنا پڑی تب خدا سے
شرف مکالمت نصیب ہوا اور دولت مکالمت
و سعادت رسالت اور بارہ گروہ بنی اسرائیل
کی پیشوائی حاصل کر چکنے کے بعد دوبارہ پھر
اونھین علم لدنی کے لیے حضرت خضر سے التماس
متابعت کرنا پڑی کہ ھل اتبعک علیٰ ان
تعلمنی مما علمت رشدا جو شخص یہ سمجھے
کہ کعبۂ وصال ذو الجلال کا دشت ناپیداکنار
اپنی کوشش سے بلا راہبر و زاد راہ طے ہو سکتا
افسوس پر افسوس صد افسوس - اگرچہ
ابتدائے ہدایت مین نہ پیغمبر کی ضرورت
ہے اور نہ شیخ کی حاجت کیونکہ وہ ایک
تخم ہے جو زمین دل مین صرف نظر
عنایت کی دستکاری سے بویا جاتا
ہے آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم نے بہت کوشش کی کہ -

ابی طالب اندازد نتوانست باو گفتند انک لا تهدی من احببت ولکن اللہ یهدی من یشاء تخم ہدایت انداختن وظیفہ خداوندیست ولیکن ہر کجا آن تخم پدید آید در پرورش آن بہ نیابت وخلافت حق بہ پیغامبرے یا شیخے کہ نائب اوست حاجت افتد کہ انک لتهدی الی صراط مستقیم بدان کہ احتیاج مرید سالک بشیخ واصل کامل از وجوہ است اما درین مختصر دو وجہ گفتہ می شوند۔ وجہ اول آن کہ راہ ظاہری بہ کعبۂ صورت بے دلیل راہبر راہ شناس نمیتوان رفت باآنکہ روندۂ آن راہ ہم دیدۂ راہ بین دارد وہم قدم قوی وہم راہ ظاہر است وہم مسافت معین آن کہ راہ حقیقت است صد وبست ہزار نقطۂ نبوت وعنصر رسالت دران راہ قدم زدہ اند یک قدم ظاہر نیست پس بران از خود کسے گام توان زدن در خدمت مشایخ سالہا ممارست باید کرد۔ تا او بیان واقع وکشف وقائع مرید کند چہ کہ مبتدی سالک درین راہ اول نہ نظر دارد نہ قدم پس بیابانے چنین بے پایان بے دلیل دیدہ بخش نتوان رفت وجہ دوم آن کہ ہمچنانکہ در راہ صوری قطاع الطریق بسیار ند کہ بے بدرقہ نتوان رفت

ابو طالب کو ہدایت فرمائیں مگر نہ فرما سکے اون سے ارشاد ہوا کہ تم جسے چاہو اوسے ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے ہدایت کرنا خدا کا کام ہے مگر جس کسی کو ہدایت ہوتی ہے اوسکے لیے بہ نیابت وخلافت حق کسی پیغمبر یا شیخ کی توجہ ضروری ہے کہ انک لتهدی الی صراط مستقیم جاننا چاہیے کہ مرید سالک کو شیخ واصل کامل کی ضرورت کئی وجوہ سے ہے لیکن یہان صرف دو ہی وجہیں بیان کیجاتی ہین۔ پہلی وجہ یہ کہ جب کعبۂ ظاہر کی راہ بلا رہبر طے نہیں کر سکتے حالانکہ اوس راہ کا چلنے والا دیدۂ راہ بین اور قدم قوی بھی رکھتا ہے اور راستہ بھی کھلا ہوا ہے اور مسافت بھی مقرر تو پھر جو راہ حقیقت ہے جسپر ایک لاکھ بیس ہزار انبیاء علیہم السلام چلے ہین اور جو ایک قدم بھی ظاہر نہیں از خود اوسپر کیسے چل سکتے ہین شیخ کی خدمت مین برسون کوشش کرنا چاہیے تا کہ وہ واقعات بیان کرے اور مرید کے حالات ظاہر کرے کیونکہ اس راہ مین مبتدی سالک پہلے نہ نظر رکھتا ہے نہ قدم لہذا ایسا لق و دق میدان بغیر رہنمائی رہنما طے نہ کرنا چاہیے۔ دوسری وجہ یہ کہ جس طرح ظاہری راہ جو چور وڈاکو بہت ہونے کے بغیر محافظ کے طے نہیں کر سکتے اوسی طرح

دررا ہ معنوی زخارف وزینت دنیاوی ونفس
وشیطان جملہ رہزنان اند بے بدرقگی صاحب
ولایتے نتوان رفت وجہ۳ سوم آنکہ درین راہ مزلات
وآفات وشبہات بسیار وعقبات بیشمار اندتا
فلاسفہ بہ تنہاروی درچیدورطہ ہای شبہات افتادند
وجان وایمان بباد دادند وہمچنین دہریہ وطبعیہ
وبراہمہ وملاحدہ وغیرہ جملہ ابتداء سلوک این راہ
بے شیخ کامل وواصل کردند وقطع عقبات و
مزلات نہ کردند ہریک درآفتے وشبہتے افتادہ
ازراہ برگشتند وہلاک شدند وصاحبان سعادتے
کہ درحمایت ولایت شیخ کامل سلوک کردہ اند
بسرحد جملہ آفات ومزلات رسیدہ اند وہمہ
شبہات مطالعہ کردہ ودیدہ ودانستہ اند کہ طوائف
اہل ہوا وبدع راازکدام مزلت بدوزخ بردہ اند
پس خود بہ پناہ دولت صاحبان ولایت ازان
ضلالت بسلامت عبور کردہ اند وازان مزلات
خلاص یافتہ وجہ۴ چہارم آن کہ روندگان راازا
ابتلاء وامتحان گوناگون کہ سرتاسرراہ پراز آنست
وقفات بسیار افتد شیخے صاحب تصرف باید
تابہ تصرف ولایت مرید را از وقفہ بازدارد وگرمی
طلب وصدق ارادت دروپیدا آرد وقبض و

راہ باطنی کے ڈاکو دنیا اور نفس وشیطان ہین لہذا
بغیر ہمراہی کسی صاحب ولایت کے چلنا نہین چاہیے
تیسری وجہ یہ کہ اس راہ مین لغزشین اور آفتین اور
شبہے وعقبے بہت ہین فلاسفہ اپنی تنہاروی سے
چند ایسے شبہون مین پڑے کہ جان وایمان برباد
کر بیٹھے اسی طرح دہریہ وطبعیہ وبراہمہ وملاحدہ وغیرہ
بھی بلا اقتداء شیخ کامل وواصل اس راہ پر چلے مگر
اوس کی گھاٹیان طے نہ کر پائے آخر آفت وشبہہ
مین پڑکر راہ بھولے اور ہلاک ہو گئے مگر جن نیکبختون
نے کسی شیخ کامل کی حمایت ولایت مین سلوک
کیا اور آفات ولغزشات کی حد پر پہونچ کر یہ سمجھے کہ
وہ لوگ کس وجہ سے دوزخ مین گئے اونھون نے
البتہ ان عقبات سے بسلامتی عبور کیا اور لغزشون
سے بچے ۔ چوتھی وجہ یہ کہ اس راہ کے چلنے
والون کو طرح طرح کے امتحانون کی وجہ
سے جس سے بالکل راستہ بھرا ہوا ہے بہت
وقفے پڑتے ہین تو ایسا شیخ صاحب تصرف
ہونا چاہیے جو اپنے تصرف ولایت سے مرید
کو رکنے نہ دے اور گرمی طلب وصدق
ارادت اوس مین پیدا کر دے اور اوس
کی طبیعت کی افسردگی اور قبض اور

ملالت و افسردگی از طبع او بیرون برد و بعبارات
واشارات لطیفه داعیهٔ شوق در باطن او پدید آرد
وجہ پنجم آن که درین راه رونده را علل و امراض
در نهاد پدید می آیند در بعض مواد فاسده غالب
شود و مزاج طلب و ارادت انحراف پذیرد که بضرورت
به طبیب حاذق حاجت افتد تا بمعالجه صواب
در ازالهٔ مرض و تسکین مواد کوشد و الا از راه باز ماند
تا ازالهٔ مرض بحسب مزاج هر مرید بادویهٔ صالح
نه کند استطاعت سلوک ممکن نه گردد وجہ ششم
آن که سالک درین راه به بعضے مقامات روحانی
رسد که روح او از کسوت بشریه مجرد شود و پرتو نور
حق بروی تجلی کند و رسوم باطله بشریت در زهوق
آید و روح درین حال در خلافت حق ید بیضاء نماید
وچون آئینه دل صفا یافته است عکس تجلی روح
پذیرد و ذوق انا الحق و سبحانی در خود باز
یابد غرور و پندار یافت کمال وصول بمقصد
حقیقی در وے پدید آید و می داند که کسی از انبیاء و
اولیاء ازین مقام فراتر نه رفته است اگر تصرفات
ولایت شیخ که بصورت لطف حق است دستگیر
او نه شوند خوف زوال ایمان باشد و آفت حلول و
اتحاد هم درین مقام توقع توان داشت پس

ملال کو دور کر کے لطیف عبارات واشارات سے
شوق اوس کے دل مین پیدا کردے پانچوین وجہ
یہ کہ اس راہ کے چلنے والے کے دل مین بیماریان
پیدا ہو جاتی ہین اور بعض مین مواد فاسد بڑھجاتا
ہے اور مزاج طلب وارادت بگڑ جاتا ہے جس سے
طبیب حاذق کی خواہ مخواہ ضرورت پڑتی ہے
تاکہ وہ علاج معقول سے ازالہ مرض و تسکین مواد
کرے ورنہ راہ سے باز رہیگا جب تک ہر مرض کا ازالہ
ہر مرید کے حسب مزاج عمدہ دواؤن سے نہ کریگا مرید
سلوک نہ کرسکیگا چھٹی وجہ یہ کہ سالک اس راہ مین بعض
ایسے مقامات روحانی پر پہونچتا ہے جہان اوسکی روح
لباس بشریت سے مجرد ہوتی ہے اور پرتو نور حق اوسپر
تجلی کرتا ہے اور رسوم بشریت غائب ہو جاتے ہین
اور روح اوس وقت خلیفۂ حق ہونیکی دلیل پیش کرتی
ہے اور چونکہ آئینۂ دل صاف ہوتا ہے لہذا وہ
اوس کا عکس قبول کر کے انا الحق و سبحانی کا ذوق
اپنے مین پاتا ہے اور مقصد پر پہونچنے کا غرور اوس مین
پیدا ہو جاتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ کوئی نبی اور ولی اس
مقام سے بلند نہین گیا اوس وقت اگر تصرفات ولایت
شیخ جو بصورت لطف حق ہین اوسکی دستگیری نکرین تو زوال
ایمان اور آفت حلول و اتحاد کا خوف ہے پس

شیخی کامل الحال واقعہ شناس باید تا اورا بتصرف
ولایت ازین پندار بیرون آرد و بیان مقام
او کند و آنچہ ما فوق آن مقام است در نظر او
آرد و تشویق کند تا مرید ازین مزلّت خلاص
یابد و دیگر بارہ رو سے براہ نہد و الّا بر این عقبہ
چنان بند شود کہ بہیچ وجہ خلاص نیابد وجہ
ہفتم آن کہ روندہ را در اثنای سلوک وقائع
غیبی پدید آید کہ ہر یک اشارت بود بہ نقصان
و زیادت تربیت مرید و دلالت بود بر صفائی
و کدورت دل و معرفت ذمیمہ و حمیدہ نفس و
علامت حجاب دنیاوی و اُخروی و احوال
شیطانی و نفسانی و روحانی و رحمانی و دیگر
معانی کہ مبتدی ہیچ نشناسد تا شیخے مؤید نباشد
بتائید الٰہی و معلمی بعلم تاویلات تا بیان
واقع و کشف احوال مرید کند و اورا بتدریج
زبان غیب آموزد و الّا از ان اشارات و معارف
محروم ماند و ترقی میسر نگردد و معرفت مقامات
حاصل نیاید وجہ ہشتم آن کہ ہزار سالک کہ سیر
بہ قوت قدم خویش کنند بسا لہا مسافت بعد
مقامے از مقامات این راہ قطع نتوانند کرد
زیرا کہ سیر مبتدی از روش موران ضعیف کمتر باشد

ایسا شیخ کامل الحال واقعہ شناس ہو جو اوسے
بہ تصرف ولایت اس پندار سے نکالے اور اوسے
سمجھائے اور اوس سے اعلےٰ مقام اوسے دکھا کر شوق
دلائے تاکہ مرید اس لغزش سے نجات پا کر پھر دوبارہ
متوجہ ہو ورنہ اس گھاٹی سے نکل نہ پائیگا ساتوین
وجہ یہ کہ سالک پر اثنائے سلوک مین وقایع
غیبی ظاہر ہوتے ہین جو ہر ایک اوس کے نقصان
و زیادتی تعلیم اور صفائی و کدورت دل و معرفت
ذمیمہ و حمیدہ نفس و علامت حجاب دنیاوی
و اخروی و احوال شیطانی و نفسانی و روحانی و
رحمانی وغیرہ کی دلیل ہوتا ہے جن سے وہ واقف
نہین ان پر بلا توجہ شیخ مؤید بتائید الٰہی و معلم بعلم
تاویلات کے کوئی واقف نہین ہو سکتا لہذا ایسا
شیخ ہو جو اوس کو بتدریج زبان غیب سکھائے ورنہ
وہ اون اشارات و معارف سے محروم رہے گا اور
ترقی میسر نہ ہوگی اور معرفت مقامات حاصل
نہ ہوگی۔ آٹھوین وجہ یہ کہ ہزاروں سالک
جو اپنی قوت قدم سے سیر کرتے ہین برسون مین
ان مقامات مین سے کسی مقام کو طے
نہین کر پاتے کیونکہ مبتدی کی سیر ضعیف
چیونٹی کی چال سے بھی کم ہوتی ہے

وبعضی مقامات اندرین راه که عبور بران بطیران
تواند بود و مبتدی را طیران میسر نشود که او بی بال
بیضه است به مقام مرغی نارسیده پس شیخ
مرغ صفت است مرید بے پر وبال چون خود را
مور وار به شهپر ولایت او بندد مسافتهاے بعیده
که بعمرها از خود قطع نه توانستی کرد باندک روزگار قطع
کند و در عالمے که طیران نه توانستی کرد به معونت شیخ
طیران نماید صاحب مرصاد العباد گوید که این ضعیف
وقتی در خوارزم سالکے را دید او را شیخ ابوبکر جامی
می گفتند از جمله مجذوبان حق بود شیخے معین نداشت
اما به تصرفات جذب حق مقامات اعلے یافته بود
و از اکثر عقبهاے عظیم گذشته وقطع مسافتها
کرده با این ضعیف در بیان مقامی سخن میراند
گفت بعد سیر چهل و پنج سال بدین مقام رسیدم
از صعوبت احوال این مقام دو سال خون از
شکم جاری ماند و بسے خون خوردم و جان دادم
از راه صورت و معنی تا حق تعالی مرا ازین مقام
عبور داد - این ضعیف این حکایت در خدمت
شیخ خود سلطان طریقت برهان حقیقت مجد الدین
بغدادی قدس سره باز گفت فرمود که هرگز کسے
قدر مشایخ نه شناسد و حق ایشان نتواند گذارد

اور بعض مقام سلوک ایسے ہین جن پر عبور طیران سے
ہوتا ہے اور مبتدی کو طیران میسر نہین کیونکہ وہ بے بال
پر ہے مرغ ہونے کے مقام تک نہین پہونچا - تو شیخ
مرغ صفت ہے - مرید بے بال و پر جب اپنے آپ کو
چیونٹی کی طرح اوس کے بازوے ولایت سے باندھ دیتا
ہے تو بڑی مسافتین جو از خود ایک عمر مین طے نہین
کر سکتا تھا تھوڑی مدت مین طے کر لیتا ہے اور جس عالم
مین طیران نہین کر سکتا تھا اوسمین بمدد شیخ طیران کرتا ہے
صاحب مرصاد العباد کہتے ہین کہ ایک مرتبہ مین نے ایک
سالک کو خوارزم مین دیکھا جن کا نام شیخ ابوبکر جامی تھا
اور وہ بڑے بزرگ تھے اور اون کا کوئی پیر نہ تھا محض
عنایت الٰہی سے اونھون نے اعلے مقامات طے کیے
تھے اور اکثر دشواریون سے گذرے ہوئے تھے وہ مجھ سے
ایک مقام کے متعلق کہنے لگے کہ پینتالیس سال کی سیر
کے بعد مین اس مقام پر پہونچا مگر اس کے شدائد کی
وجہ سے دو برس مجھکو خون کے دست آئے اور بظاہر
و باطن بہت پریشان ہوا یہانتک کہ حقتعالی نے مجھکو
اس مقام سے نکال دیا - مین نے یہ واقعہ اپنے پیر و مرشد سلطان
طریقت برہان حقیقت شیخ مجد الدین بغدادی سے عرض
کیا اونھون نے فرمایا کہ ہر گز مشایخ کا مرتبہ کوئی
نہین پہچانتا اور اون کا حق ادا نہین کر پاتا -

این جا مارا مریدان هستند که بدو سال دا دسلوک
این راه از مبادی طریقت تا نهایت حق بداده اند
وچون بدین مقام رسیدند در یک روز ایشان
را ازین مقام عبور دادم با آنکه چنان عزیزے
که از نادرهٔ ایام است بعد از مجاهده وسلوک
چهل وپنج سال ومجذوبی حق دو سال درین
مقام ماند وآن همه رنج دید انتهی وجه نهم آن که
سلوک این راه مرید را بواسطهٔ ذکر تواند بود واگر
از خود کند مفید نه باشد تا آن که تلقین از شیخ کامل
نیابد وجه دهم آن که در حضرت بادشاهان صوری
اگر کسے خواهد که منصبے یا ولایتے حاصل کند اگرچه
مستحق آن نه باشد تا خدمتے لایق آن ازو نیاید
اما چون بحمایت مقربے از مقربان شاهی آید و
خود را بدو بربندد آن مقرب التماس در حضرت
شاه کند بادشاه در عدم استحقاق آن شخص نظر
نه کند بلکه در حقوق وقربت آن مقرب نگرد وقول
او رد نه کند والتماس او قبول کند همچنین در حضرت
بادشاه حقیقی بندگان مقرب اند که اگر التماس کنند
که عالم را نگون کن مبذول دارد این مقام
سر دیار هنگان درگاه است آنجا که ملوک
وسلاطین دین اند ومقتدایان عالم یقین

یہان میرے مریدین ایسے ہین جنھون نے دو برس
مین اس راہ کا سلوک کیا اور ابتدا سے انتہا تک پہونچے
اور جب اس مقام پر پہونچے تو ایک روز مین مین نے
اونکو اس مقام سے نکالدیا حالانکہ وہ شخص جو یکتائے زمانہ
ہے پینتالیس سال کے بعد باوجود مجاہدہ وسلوک اور مجذوب
حق ہونے کے دو برس اس مقام مین رہا اور اس قدر
تکلیفین اوٹھائین انتہی نوین وجہ یہ کہ اس راہ کا سلوک
مرید بواسطۂ ذکر خود بخود کرنیکے طے نہین کر سکتا جبتک
شیخ کامل سے نہ سیکھے دسوین وجہ یہ کہ بادشاہان
ظاہر کی حضور مین اگر کوئی شخص کوئی منصب و ولایت
حاصل کرنا چاہے اگرچہ وہ اوسکا مستحق جب تک اوس
سے کوئی خدمت اوسکے لایق نہو نہین ہو سکتا مگر جب
کسی مقرب شاہی کی حمایت مین آجاتا ہے اور اپنے کو
اوسکے سپرد کر دیتا ہے تو وہ بادشاہ سے اوسکی سفارش
کرتا ہے بادشاہ اوسکے مستحق یا خدمتی نہ ہونے کو نہین
دیکھتا ہے بلکہ اوس مقرب کے قرب حقوق کا لحاظ کرکے
اوسکی سفارش سنتا اور اوسکی التماس قبول کرتا ہے
اسی طرح بادشاہ حقیقی کی درگاہ مین ایسے بندگان
مقرب ہین کہ اگر وہ عالم کے تہ وبالا کر دینے کو عرض کرین
تو وہ عرض قبول ہو یہ مقام پیوانگان درگاہ کا ہے
اور جو کہ ملوک وسلاطین دین ومقتدایان عالم یقین ہین

ایشان را در حضرت نازہا و آبروہاست کہ بیان و
زبان از تحریر و تقریر آن عاجز و قاصر است واللہ
اعلم بالصواب در معدن المعانی ست کہ بندگی
شرف الدین یحیی منیری فرمود کہ اگر کسے خواہد کہ
بخودی خود کار دین کند غالب این است کہ نتواند
اگرچہ متعلم باشد و علم حاصل کردہ و ہر کہ این چنین
بود آن کمتر از کمتر است انتہی شیخ جمال الدین
ہانسوی گفتہ کہ الدواء دواءان دواء مرض
الجسد و دواء مرض القلب فاما الاولی
فیحصل من الاطباء والثانیۃ لا یحصل
الا من المشائخ انتہی حضرت شاہ مینا قلندر
در مکتوبے بہ شیخ عبدالرسول کچھندوی خلیفہ خود
نوشتہ اند۔ جان من اگر کسے خواہد کہ کار دین بکند
پیر و مرشد را طلب کند کہ کسی خود را راست کردن
نتواند یا پیغامبر را دریابد کہ وے را تلقین کند وجلبہ
راہ دین بنماید کہ از برکت آن بہ مقام مردان رسد
و یا پیر را یابد کہ خلیفہ پیغمبر است و گرنہ راہ گم کند
و در بادیہ ہلاکت افتد جان من پیر شرط این راہ
است انتہی در سنابل است کہ چون حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی شیخ فرید را بر قدم پیر
خود حضرت خواجہ معین الدین چشتی انداخت

انکو تو وہان وہ عزت حاصل ہے کہ جو نہ بیان ہوسکتی
ہے اور نہ لکھی جاسکتی معدن المعانی مین ہے کہ حضرت
بندگی شرف الدین یحیی منیری فرماتے تھے کہ اگر کوئی از خود
سلوک کرنا چاہے تو غالبًا نہ کرسکیگا اگرچہ عالم کیون نہو
اور اگر ایسا ہو بھی تو بہت کم حضرت شیخ جمال ہانسوی
نے فرمایا کہ دوا کی دو قسمین ہین ایک امراض جسمی کی
دوسری امراض قلبی کی پہلی دوا تو طبیبون سے
حاصل ہوتی ہے مگر دوسری مشائخ کے سوا کسی سے
حاصل نہین ہوسکتی انتہی حضرت شاہ مینا قلندر نے
ایک مکتوب مین حضرت شاہ عبدالرسول کچھندوی
اپنے خلیفہ کو لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص سلوک کرنا چاہے
تو پیر و مرشد تلاش کرے کیونکہ اپنے آپ کو خود کوئی
درست نہین کرسکتا یا تو پیغمبر کا زمانہ پائے کہ جو اسکو
تلقین کرے اور راہ بتائے جس کی برکت سے
وہ بزرگون کے مرتبہ پر پہونچے یا پیر کو پائے
جو پیغمبر کا خلیفہ ہے ورنہ راہ بھول کر ہلاک ہوگا
اس راہ مین پیر کا ہونا ضروری ہے اور سبع سنابل
مین ہو کہ جب حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس
سرہ نے حضرت شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ
علیہ کو اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین
چشتی قدس سرہ العزیز کے قدمون پر ڈالا

قادر است برین بلکه بهترین قادر است که بی توسل
به قرآن و حدیث هم یکی را به مقام اعلی رساند
لیکن نادر است اما در عالم علم حکمت کاگر این کار بر
چنانکه سند و طریقه می آید بی اقتدای شیخ توحید
یقینی و معرفت شهودی و علم باطن و احوال و مکاشفه
که تعلق به حضور شیخ و تربیت پیر دارد حاصل نشود
ای عزیز علم تصوف حسی نیست که بخواندن آیات
و احادیث حاصل شود تا به شیخ کامل راه بین اقتدا
نکند به مقصود کامل که کاملان بدان رسیده اند نرسد
پیر دستگیر این فقیر می فرمودند که بزرگی در عهد شیخ
نصیر الدین دنیا را ترک کرده به عبادت خدای تعالی
مشغول شد عوارف و مصابیح را پیش گرفت بحسب
دران هر دو کتاب بود عمل می کرد مدتی بران گذشت
مگر مقصود حاصل نشد آخر توجه به شیخ نصیر الدین
آورد و مرید شد و اقتدا بدو کرد پس در اندک
روزها وی را ذکر خفی مشغول کرده از واصلان و
مقربان گردانید و خواجه ابو علی دقاق گوید هر درختی
که خود روید برگ دار بود لیکن بر نه دهد و اگر دهد مزه
نبود همچنین مریدی که او را پیر و استاد نبود هوا پرست
بود و از هوا پرست هیچ نیاید مخدوم شیخ قوام الدین
می فرماید که دل شیخ آئینه مصقول و مجرای فیض

قادر ہے بلکہ اسپر بھی قادر ہے کہ بغیر قرآن و حدیث کے
بھی کسی کو اعلی مقام پر پہونچا دے مگر نادر ہے اور عالم
علم حکمت مین جسطرح ایک بزرگ کو دوسرے بزرگ سے
سند و طریقہ آیا ہے اسیطرح بغیر اقتدا شیخ توحید یقینی و
معرفت شہودی و علم باطن و احوال و مکاشفہ جو حضور
شیخ و تربیت پیر سے متعلق ہین حاصل نہین ہوتے
ای عزیز علم تصوف حسی نہین ہے جو آیات و حدیث
پڑھنے سے حاصل ہو جبتک کسی شیخ کامل راہ بین
کی اقتدا نہ کریگا مقصود کامل جسپر کاملین پہونچے ہین حاصل
نہ ہوگا میرے پیر دستگیر فرماتے تھے کہ ایک بزرگ حضرت
شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے زمانہ مین دنیا چھوڑکر عبادت
الٰہی مین مشغول ہوے عوارف و مصابیح سامنے رکھین
جو کچھ اونمین لکھا تھا اوسی پر عمل کرتے تھے ایک مدت گذر گئی مگر
کچھ حاصل نہوا آخر حضرت شیخ نصیر الدین کی خدمت مین حاضر ہو کر
مرید ہوے اور اونکی اقتدا کی چند ہی دنون مین شیخ نے انکو ذکر خفی
بتا کر واصل و مقرب کر دیا خواجہ ابو علی دقاق کا قول ہے کہ جو
درخت خود رو ہوتا ہے اگر پتے اوسمین نکلتے ہین تو پھلتا نہین
اور اگر پھلتا ہے تو با مزہ نہین ہوتا اسی طرح جسکا کوئی پیر
و استاد نہ ہو وہ ہوا پرست ہے اور ہوا پرست سے کچھ نہین
ہوتا مخدوم شیخ قوام الدین کا قول ہے کہ شیخ کا
دل صاف آئینہ اور حضرت حق کے فیض کا مجرا ہے

حضرت عزت است کہ بہ تجلیات ذاتی وصفاتی
واسمائی وافعالی متجلی شدہ وہر لحظہ بہ لطایف
غیبی آراستہ می گردد وچون مرید صادق بارادت
تمام دل خود را مقابل چنین دلی دارد و دل شیخ
بدل مرید پرتو اندازد این ہمہ کمالات معنوی بغیر
کسب و بے عمل مرید در دل مصفا از کدورت غیریت
و زنگ طبیعت فایض گردد و در وقت واحد
حسب استعداد مرید چندان حاصل می شود کہ ہرگز بہ
مجاہدہ و ریاضت عمری حاصل نمی شود وکمالات
آلہی از دل پیر بر دل مرید مصفا و مستعد برین طریق
سرایت می کند واین از مطالعہ کتب ہرگز دست
ندہد و مثل آن کس کہ مرشدے حقانی ندارد و خورسند
بہ مطالعہ کتب صوفیہ شود و برین قدر قناعت کند
ہمچو شخصی ست کہ طبابت بہ کتب طب کند بغیر
شاگردی اوستاد حکیم یقین است کہ در مغالطہ افتد
نہ مرض شناسد نہ کمیت وکیفیت دارو داند بلکہ بواسطہ
او بیمار ہلاک گردد در عالم حکمت از پیر ناگزیر است
مردم نادان بگویند کہ چہ حاجت پیر است عمل بہ
کتاب و سنت بس است مگر غبار نفس بہ کتاب و سنت
ہر نفس معلوم نہ کند ہرچند کلام مملو بانواع حکمت است
الا جز حکیم نداند کہ مریض لایق کدام دارو ست پس

جو تجلیات ذاتی وصفاتی واسمائی وافعالی سے روشن
اور لطایف غیبی سے آراستہ ہوتا ہے جب مرید صادق
اپنا دل اوس کے مقابل کرتا ہے اور اوسکا عکس اسکے
دل پر پڑتا ہے تو تمام کمالات معنوی بغیر اسکے کسب و
عمل کے اسکے دل پر جو کدورت غیریت و زنگ طبیعت
سے صاف ہوتا ہے فایز ہوتے ہین اور ایک گھڑی مین
اوسکو استعداد کے موافق اس قدر حاصل ہوتا ہے جو ہرگز
ایک عمر کے مجاہدہ و ریاضت سے حاصل نہین ہوتا اور
کمالات آلہی پیر کے دل سے مرید کے دل مین سرایت کرتی
ہین اور یہ کتابون کے دیکھنے سے کبھی نہین ہو سکتا اور
جسکا کوئی پیر نہین اور وہ حضرات صوفیہ کی کتابونکو دیکھکر
خوش اور صرف اتنے ہی پر قانع ہے وہ اوس شخص کی طرح
ہے جو بغیر کسی اوستاد حکیم سے پڑھے ہوے طب کی
کتابین دیکھکر مطب کرے یقیناً وہ دھوکا کھائیگا نہ تو
مرض پہچانیگا اور نہ دوا کی مقدار و کیفیت بلکہ اوس کے
علاج سے بیمار ہلاک ہوگا۔ از روے حکمت پیر
ضروری ہے ناسمجھ لوگ کہتے ہین کہ پیر کی کیا ضرورت
کتاب و سنت پر عمل کافی ہے مگر غبار نفس کو قرآن و
حدیث سے ہر شخص معلوم نہین کر سکتا اگرچہ طبی
کتابون مین سب کچھ لکھا ہے مگر حکیم کے سوا کسی کو
معلوم نہین کہ مریض کے لایق کون دوا ہے تو

بے مجرد مطالعہ کتب این معنی دست نہ دہد مگر بہ صحبت
شیخ کامل کہ ولی حق بود وھو الفانی فی اللہ
والباقی باللہ والظاھر باسماء اللہ وصفاتہ
ای عزیز خدای تعالی می فرماید یا ایھا الذین امنوا
اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وقال علیہ السلام
سیروا سبق المفردون ولا بد للسایر الی اللہ
من مرشد لیرشد الطریق پس محقق شد کہ
سلوک بے راہبر میسر نگردد لھذا در شب معراج تا
سدرۃ المنتھی رہبر مصطفے جبرئیل بود واز انجا رفرف
چون رفرف بمقام خود ماند تائید الٰہی رہبر شد وواسطہ
ازمیان برخاست و بہ قاب قوسین قرب رسید
چون جبرئیل مفاتیح الکنوز از حضرت عزت بمحمد
صلعم آورد وگفت حسابے ونقصانے نخواہد بود
قبول فرما آنحضرت صلعم متردد شدند بین الاخذ
والترک طرف جبرئیل نظر کرد جبرئیل طرف زمین
نگریست آنحضرت صلعم فقر اختیار کرد محققان گویند
کہ جبرئیل اوستاد حضرت رسالت است کہ بہ تعلیم او
فقر بر غنا اختیار کرد انتھی باختصار عبارتہ
فائدہ کاتب الحروف گوید کہ من لا شیخ لہ
فشیخہ الشیطان در بودن این حدیث وقول
مشایخ اختلاف است برخے بہ اول قائل اند وبعضی

محض کتابون کے دیکھنے سے یہ بات حاصل نہین ہوتی
سوا اوس شیخ کامل کی صحبت کے جو ولی حق اور اللہ مین
فانی اور اوسی سے باقی اور اوسیکا مظہر اسماء وصفات
ہو حق تعالے فرماتا ہے کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور
اوسکی طرف وسیلہ اختیار کرو اور آنحضرت صلعم فرماتے ہین
کہ سیر کرو مفردون سبقت لیگئے اور سالک کے لیے مرشد
رہبر ضروری ہے پس ثابت ہوا کہ سلوک بلا رہبر میسر نہین
اسی لیے شب معراج مین سدرۃ المنتہی تک حضرت جبرئیل
آنحضرت صلعم کے رہبر تھے پھر وہان سے رفرف جب وہ بھی
اپنے مقام پر رک گیا تو تائید الٰہی رہبر ہوئی درمیان سے
واسطہ اوٹھ گیا اور قاب قوسین قرب پہ پہونچ گئے حضرت
جبرئیل خزانون کی کنجیان بحکم الٰہی آنحضرت صلعم کے پاس
لائے اور عرض کیا کہ قبول فرمایئے کوئی حساب نقصان
نہ ہوگا تو آنحضرت صلعم لینے اور نہ لینے مین متردد ہوکر حضرت
جبرئیل کی طرف دیکھنے لگے اونھون نے زمین کی طرف
دیکھا آنحضرت صلعم نے فقر اختیار کیا محققین کہتے ہین
کہ حضرت جبرئیل آنحضرت صلعم کے اوستاد ہین جنکی
تعلیم سے آپ نے فقر کو غنا پر اختیار کیا انتہے۔
فائدہ مین کہتا ہون کہ من لا شیخ لہ فشیخہ
الشیطان کے حدیث اور قول مشایخ ہونے مین
اختلاف ہے اکثر اول کے قائل ہین اور بعض

پیشانی مائل و مؤید مقولۂ اولین این است کہ در تاریخ
طبری و جامع العلوم نوشتہ کہ من لا شیخ لہ حدیث
صحیح است مراد ازو ہمین پیری و مریدی سنت
رسول و صحابہ و تابعین است کذا فی رسالۃ الشیخ
فضل علی خلیفۂ شیخنا و سیدنا شاہ
باسط علی القلندر انتہی در فوائد الفواد است
کہ روزے حضرت سلطان المشائخ از نماز جنازۂ
عزیزے باز آمدند و تعریف او کردند کہ چنین و چنان
بود اما دست کسے نہ گرفتہ بود بعدہ فرمود کہ چون
علم آموزد شرفے حاصل کند و چون طاعت کند کار
او بہتر رود اما درین محل پیر باید تا ہر دو را بشکند
یعنی علم و عمل را در نظر او فرو آرد تا بہ عجب مبتلا نگردد
انتہی حضرت شیخ کلیم اللہ چشتی در کشکول می نویسد
کہ شیخ شرف الدین یحیی منیری می فرماید کہ عادت
الٰہی جاریست کہ ہیچ عصر را از اولیاء خالی نہ داشتہ
و نخواہد داشت پس طالب را باید کہ بخدمت شیخی
حاضر شود حضرت شیخ عبد القادر جیلانی می فرماید
کہ ہر کہ در نیم شب وضو کردہ دو رکعت بگذارد و
ہر چہ خواہد از قرآن بخواند بعدہ سجدہ کردہ الحاح نماید
و این دعا بخواند یا رب دُلّنی علی عبدٍ من
عبادک المقربین یدلّنی علیک و یعلّمنی

دوسرے کے پہلے مقولہ کا مؤید یہ ہے کہ تاریخ طبری و
جامع العلوم مین لکھا ہے کہ من لا شیخ لہ حدیث
صحیح ہے اس سے مطلب یہی پیری و مریدی سنت
رسول و صحابہ و تابعین ہے ایسا ہی رسالہ شیخ فضل علی
خلیفہ حضرت شیخنا و سیدنا شاہ باسط علی قلندر قدس سرہٗ
مین ہے انتہے۔ فوائد الفواد مین ہے کہ ایک روز حضرت
سلطان المشائخ ایک شخص کی نماز جنازہ مین شریک
ہو کر واپس آئے اور اوسکی تعریف کی کہ ایسا اور ویسا
تھا مگر کسی کا مرید نہ تھا پھر فرمایا کہ علم سیکھنے سے
شرف حاصل ہوتا ہے اور طاعت کرنے سے کام
پورا ہوتا ہے مگر پھر بھی پیر ہونا چاہیے جو دونون کا پندار
توڑے یعنی علم و عمل کی وقعت اوسکی نظر مین کم کردے
تاکہ وہ غرور مین مبتلا نہ ہو انتہی حضرت شیخ کلیم اللہ
چشتی کشکول مین لکھتے ہین کہ حضرت شرف الدین
یحیٰ منیری فرماتے ہین کہ عادت الٰہی اس پر جاری ہے
کہ کوئی زمانہ اولیاء اللہ سے خالی نہین رہا اور نہ رہیگا
طالب کو چاہیے کہ کسی شیخ کی خدمت مین حاضر ہو۔
حضرت شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے ہین کہ جو شخص آدھی
رات مین وضو کرکے دو رکعتین پڑھے اور اون مین
جو سورتین چاہے پڑھے پھر سجدہ کرکے عاجزی سے
یہ دعا مانگے یا رب دُلّنی علی عبدٍ من عبادک الخ

طَرِیْقُ اَلْوُصُوْلِ اِلَیْکَ پس فتح شود بروے
باب وصول و بہم رسد او را مرشد بر حق و این مجرب
است نکتہ بدان ای سالک کہ سلوک در لغت
بمعنی رفتن است یعنی انتقال حسّی از مکانے بہ مکانے
و این جا از سلوک انتقال معنوی مراد است کہ
آن را در مرتبہ نفس تزکیہ می نامند یعنی نفس را
از اوصاف ذمیمہ حیوانی باوصاف حمیدہ ملکی و از
امّارگی بہ لوّامگی و مطمئنگی موصوف سازد و سلوک دل
را تصفیہ می نامند و آن کہ آئینہ دل را از زنگار ہموم
دنیاوی و میل حرص و حب دنیا و غیرہ مصفا گردانند
و تخلیہ سر آنکہ سر را از اندیشہ ماسوی اللہ خالی و از
و پاسبانی سر کند و تجلیہ روح آن کہ بہ نور مشاہدہ حق
و بذوق و شوق و محبت و انوار مشاہدہ روح را متجلی
گرداند پس حقیقت سلوک خروج از اوصاف
بشری و تخلق بہ اخلاق الٰہی است حضرت قطب عالم
در رسالہ ملہمات می فرمایند کہ شریعت کمر بندگی
بستن است و طریقت از خود رستن و حقیقت بدوست
پیوستن الحال مصنف دلیل قول خود می آرد۔

تو اوس پر دروازہ وصول کھل جائے اور مرشد
حقیقی مل جائے اور یہ مجرب عمل ہے نکتہ سلوک
کے لغوی معنی چلنے کے ہین یعنی انتقال حسی ایک
جگہ سے دوسری جگہ تک اور یہان سلوک سے
معنوی نقل و حرکت مراد ہے جسکو مرتبہ نفس مین تزکیہ
کہتے ہین یعنی نفس کے اوصاف ذمیمہ حیوانی اوصاف
حمیدہ ملکی سے بدلکر اوس کو امارگی سے نکالکر لوامگی
و مطمئنگی سے موصوف کرے اور سلوک دل کو تصفیہ کہتے
ہین یعنی آئینہ دل کو افکار دنیاوی اور خواہشات
حرص و حب دنیا وغیرہ سے صاف رکھے اور تخلیہ سر یہ ہے
کہ سر کو خیال غیر حق سے خالی رکھے اور اوسکی نگہبانی
کرے اور تجلیہ روح یہ ہے کہ نور مشاہدہ حق و شوق و
محبت سے روح کو منور کرے پس حقیقتاً سلوک
اوصاف بشری سے نکلنا اور اخلاق الٰہیہ سے
متصف ہونا ہے حضرت قطب عالم رسالہ ملہمات مین
فرماتے ہین کہ شریعت بندگی کرنا اور طریقت خودی سے
چھوٹنا اور حقیقت دوست سے ملنا ہے۔ اب مصنف
اپنے قول کی دلیل لاتے ہین۔

قوله بموجب قوله وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا لكن بتعب شديد
ومدة طويلة وهو نادر جدًّا والله اعلم بالصواب

اقول بہ مصداق قول حق تعالی کہ آنانکہ کوشش

حسب ارشاد حق تعالے کہ جو لوگ ہمارے کام اور

نمایند ور کار ما و اقامت دین ما ہر آئینہ راہ نمایم
ایشان را بہ راہہاے خود ایراد مجاہدہ کرد بطریق
اطلاق تا متناول جہاد ظاہر و باطن شود پس آنانکہ
جہاد کنند با دشمنان دین و نفس و ہوا نمایم ایشان را
راہ وصول بدولت بقا سہل تستری فرمودہ کہ ہر کہ
کوشش کند در اقامت سنت بنمایم او را سبیل جنت امام
قشیری گفتہ آنانکہ بیارایند ظاہر خود را بہ مجاہدات
آرایش دہیم باطن او را بسوی خود در بحر الحقایق آوردہ
کہ ہر کہ کوشش نماید در طلب بنمایم او را راہ یافت در بعضی
از کلمات زبور آمدہ ع انا المعبود فاطلبنی
تجدنی + انا المقصود فاطلبنی تجدنی +
ہر چند درین استدلال چیزی گفتنی بود لیکن چون
مصنف خود متنبہ شدہ است مرا چہ حاجت کہ از خود
بگویم مناسب است کہ از قول مصنف جواب سخن او
گویم می فرماید این کہ گفتم کہ بے مرشد راہ رفتن موصل
الی المقصود می شود مگر چونکہ این جملہ ناشی شبہتی ظاہر
است لہذا برای دفع آن حرف استدراک کہ لکن است
آوردہ می گویم کہ مگر این وصول بمشقت تمام در مدت
دراز است بلکہ نادر است و ظاہر ست کہ النادر
کالمعدوم ھذا واللہ یقول الحق وھو
یھدی السبیل۔

ہمارا دین قایم کرنے مین کوشش کرتے ہین ہم
اُن کو اپنی راہین تبلیغی بیان پر مطلقا مجاہدہ
کہا تا کہ جہاد ظاہری و باطنی کو شامل ہو یعنی جو
لوگ دشمنان دین و نفس سے جہاد کرتے ہین ہم
اون کو دولت بقا عطا کرینگے حضرت سہل تستری
فرماتے ہین کہ جو شخص قیام سنت مین کوشش کرے
ہم اوس کو راہ جنت دکھائین گے امام قشیری کہتے ہین
کہ جو لوگ بظاہر مجاہدہ کرینگے ہم اونکو بہ باطن اپنا
قرب عطا کرینگے بحر الحقایق مین ہے کہ جو کوئی طلب
مین کوشش کرے ہم اوسکو راہ وصول دکھائین گے
اور بعض کلمات زبور مین آیا ہے کہ انا المعبود
فاطلبنی اگرچہ اس استدلال مین کچھ اور بھی کہنا تھا
لیکن چونکہ مصنف خود کہہ رہے ہین لہذا مجھے کیا
ضرورت۔ فرماتے ہین کہ یہ جو مین نے کہا کہ سالک
بلا مرشد مقصود پہ پہونچتا ہے تو چونکہ اس جملہ
سے شبہہ پیدا ہوتا ہے لہذا اوس کے دفعیہ کیلیے
حرف استدراک لکن لاکر کہتا ہون کہ مگر یہ وصول
بڑی مشقت سے مدت دراز مین ہوتا ہے بلکہ
یہ نادر ہے اور ظاہر ہے کہ نادر معدوم کی
طرح ہے اور اللہ تعالے سچ کہتا اور وہی سیدھا
راستہ بتاتا ہے۔

تمت

قطعہ تاریخ تالیف رسالہ ہٰذا از مولوی محمد قاسم صاحب مغفور متخلص بہ قیصر کاکوری

تصنیف کردہ نسخۂ بی مثل و بی نظیر
در علم فقہ حضرت ذی عز و جاہ من

ذیشان و ذی مراتب و ذی فضل و ذی کرم
نجم سپہر فیض فلک بارگاہ من

قندیل کعبہ است مراداغ بندگیش
خاک درش مدام بود سجدہ گاہ من

کردہ نصیب آگہی و دانش و شعور
صد نقد جان فدای تہ دین پناہ من

قیصر غلام در گہ آن عرشیان مآب
گفتہ بسال آن کہ بود فیض شاہ من
۱۲۹۸ھ

قطعہ تاریخ ترجمہ کتاب ہٰذا از مولوی محمد عاصم صاحب قیس کاکوری

علی انور قلندر شاہ غیب
کہ ذاتش فارغ از تقیید و اطلاق

چو خورشید فلک آمد درخشان
بہ تنویر نجوم بخت عشاق

افق از وجہ او پر نور آمد
تعالی اللہ چہ تشریق و چہ اشراق

شعاعش پیکر مکتوب بگرفت
بہ تبیین طرق از صفحہ و اوراق

تقی حیدر ورا پور گرامی است
چہ مرآت پدر در جملہ اخلاق

شعاعش را نجو دبگرفت و افگند
ازو عکس دگر از راہ اشفاق

ز شیرازی بار دویش بر آورد
مصفا از ہمہ ابہام و اغلاق

بہ افسونی بر آمد خوب و دلکش
صدا برخاست از دلہا کہ من راق

بہ تعلیم و بہ تلقینش نظر کن
مشو از بہر ماہ و سال مشتاق

بہ آنفس در نگر ای قیس دریاب
زتنویر الافق تنویر آفاق
۱۹۱ — ۲۴ — ۱۹ع

ایضاً تاریخ طبع رسالہ ہٰذا از جناب ممدوح

تعالی اللہ چہ زیبا کتابے
بہ تفصیل و بہ تبیین طرق ہست

خوشا طبعش کہ طبع بہر سالش
بجولان بر فراز نہ تتق ہست

چو فیض موہبت دریافتم من
ندا آمد کہ تنویر الافق ہست
۱۳۱۳ — ۴۴ — ۱۳۱۳ھ